جون جلد ۱ نمبر ۱



عامل بھی ناواقف ہیں، دُنیا کی ہر مشکل کے لئے اس کتاب میں نہایت مؤثر وظائف اور تیر بہدف اعمال و نقوش درج ہیں۔ قیمت ؎ (تین روپے)

کلید مُراد — اس کتاب میں دعائیں مانگنے اور مُرادیں حاصل کرنے کے طریقے، کلام اللہ اور احادیث سے اخذ کر کے درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

فیضانِ قدسی — یعنی فضائل و اعمال آیۃ الکرسی۔ آیۃ الکرسی کے فضائل اور اُسکے پڑھنے کے نہایت مجرب اعمال درج ہیں۔ قیمت ۸ر

اعمالِ مجرب کا مجموعہ:- اس کے ۵ حصے ہیں۔ (۱) اعمال سورۂ اخلاص قیمت ۴ر، اعمال سورۂ یٰسین قیمت ۵ر اعمال آیۃ الکرسی ۴ر، اعمال سورۂ مزمل قیمت ۶ر اعمال سورۂ فاتحہ۔ قیمت ۴ر۔ سب اعمال کے یکجائی خریداروں کے لئے مجموعی قیمت ۱۲ر۔ یہ مجموعۂ اعمال نہایت مقبول ہوا ہے اور اسکے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

اسلامی تعلیمات اور دینی معلومات کی کتابیں

۱۔ فلاحِ دین و دُنیا — اس جامع مذہبی کتاب میں نہایت عمدگی کے ساتھ وہ تمام دینی اور دُنیاوی معلومات جمع کردی گئی ہیں جن کی ایک مسلمان کو ضرورت ہوسکتی ہے یہ کتاب تمام دینی مسائل پر حاوی ہے اور مذہب اسلام کی ایک چھوٹی سی انسائکلوپیڈیا ہے قیمت للعہ

۲۔ اسلامی زندگی — یہ فلاح دین و دنیا کا دوسرا حصہ ہے جسمیں زیادہ تر وہ اسلامی تعلیمات درج ہیں جن کا تعلق معاشرت و تمدن سے ہے۔ یہ دونوں کتابیں جس مسلمان کے گھر میں موجود ہوں اُس کو کسی مسئلہ کے دریافت کرنے اور دینی رہنمائی حاصل کرنے کے لئے کسی مولوی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہایت مفید کتابیں ہیں، اسلامی زندگی کی قیمت ۱۲ر ہے۔

اسلام اور عبادت — طوطے کی طرح چند لفظ رٹ کر زبان سے ادا کر دینے میں بھی اگرچہ ایک راحت اور ایک لذت ہے۔ لیکن اگر عبادتوں کا اصلی مقصد اور مفہوم بھی معلوم ہو تو یقیناً اُن کا لطف اور اُن کی مسرت بہت بڑھ جائے گی۔ اس کتاب اسلام اور عبادت میں ڈاکٹر سید احمد صاحب بریلوی نے نماز روزہ حج اور زکوٰۃ کے اصلی مقاصد بتائے ہیں اور بہت ہی مدلل طریقے پر ثابت کیا ہے کہ عبادت الٰہی کے اس سے بہتر طریقے اور کوئی نہیں ہوسکتے، اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ناممکن ہے کہ نماز اور روزہ میں دگنا اور چوگنا لطف نہ آنے لگے۔ قیمت ۸ر

اسلام اور عورت — اس کتاب میں ڈاکٹر سید احمد صاحب نے یہ بتایا ہے کہ اسلام نے عورت کا کیا درجہ رکھا ہے۔ مرد پر عورت کے حقوق کیا کیا ہیں اور کس طرح وہ انسانی دنیا کی تکمیل میں مرد کے برابر کا حصہ لیتی ہے۔ عورت کے متعلق اتنی زیادہ اتنی مفید اور اتنی صحیح معلومات اور کسی کتاب میں نہیں مل سکتی۔ بہت ہی دلچسپ کتاب ہے قیمت ۱۰ر (دس آنے)

اسلام اور مدنیت — یہ بھی ڈاکٹر سید احمد صاحب کی ایک تازہ تصنیف ہے جو آجکل زیر طبع ہے اس کتاب میں انسانی تمدن اور معاشرت کے متعلق تمام اسلامی تعلیمات کو نہایت دلکش اور دل آویز طریقے سے بیان کیا گیا ہے یہ زیر طبع ہے۔

اسلام کا انجام:- مصر کے شیخ المشائخ کے ایک عربی رسالہ کا ترجمہ ہے جسمیں دلائل عقلی و نقلی سے اسلام کے نیک انجام کو ثابت کیا گیا ہے قیمت ۶ر

اسلامی توحید:- اسمیں اسلامی توحید کی خوبیاں و برتری ثابت کی گئی ہے قیمت ۲ر

اسلام کے ضروری عقائد — تبلیغی سلسلہ کا رسالہ ہے۔ مضمون نام سے ظاہر ہے لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے۔ قیمت دو آنہ (۲ر)

دلائلِ اسلام — یہ کتاب تبلیغی مشن کی طرف سے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے شائع کی ہے اور دیباچہ اسکا خود لکھا ہے۔ اسمیں اسلام کی صداقت کے زبردست دلائل ہیں۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

تشریح الکافر — اسمیں یہ بتایا گیا ہے کہ کافر کسے کہتے ہیں اور کافروں کے متعلق، اسلامی احکام کیا ہیں۔ مصنفہ مولنا عبدالرحیم صاحب سلیم، دیباچہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ قیمت ۴ر (چار آنے)

روزہ کے سب احکام و مسائل — از جناب مفتی مولوی عبدالرحیم صاحب مفتی اعظم ریاست الور۔ حضرت خواجہ صاحب نے اپنے دیباچہ کے ساتھ تبلیغ کے لئے شائع کی ہے۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

اسلامی تعلیم — زندگی میں جسقدر اسلامی مسائل کی ضرورت پیش آسکتی ہے وہ سب اس کتاب میں درج ہیں، یہ کتاب صدہا مستند کتابوں کا خلاصہ اور ایک متبحر عالم کی تالیف ہے اسکی مدد سے آپ مذہب کی صحیح معلومات اور نجات کا رستہ معلوم کرسکتے ہیں۔ قیمت ؎ (تین روپیہ)

سرورِ کائنات اور آپکے اہل بیت اور صحابہ کے حالات

سرورِ انبیاء — جناب مولوی الف دین صاحب وکیل ہائی کورٹ پنجاب کی لکھی ہوئی عالمانہ اور فلسفیانہ سیرت نبوی۔ قیمت دس آنے (۱۰ر)

میلاد نامہ — حضرت خواجہ حسن نظامی کی مشہور تصنیف ہے جسمیں ذکر میلاد بھی ہے اور سیرت نبوی بھی عورت مرد میلاد شریف کی مجلسوں میں ذوق شوق سے پڑھتے ہیں، قیمت ۱۲ر

محرم نامہ — جسمیں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعات کو نہایت مؤثر طریقے سے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے بیان کیا ہے۔ شیعہ، سنی دونوں میں مقبول ہے۔ قیمت عہ (ایکروپیہ)

لے دور کا سلام:- خواجہ صاحب نے ایک شوقیہ نعت نثر میں لکھی ہے۔ نہایت مؤثر قیمت ۱ر

درویشی مولود شریف:- مصنفہ مولنا شاہ ابراہیم خاں صاحب فانی، قیمت ۸ر

اہل بیت کے معجزات۔ مصنفہ شیخ محمد صاحب، قیمت ۴ر (چار آنے)

حضرت محمدؐ کے حالات (ہندی) — جناب نردھے پرکاش کی سیرت محمدیہ کا ہندی ترجمہ جسکو مقاصد تبلیغ کے لئے خواجہ صاحب نے شائع کیا ہے۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

اسلامی رسول (ہندی)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانح عمری ہندی میں قیمت ۲ر

ایک جن کی نعت — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہونے والے جن کا عربی قصیدہ معہ اُردو ترجمہ کے، قیمت ۲ر

ہندو کی نعت — چودہری دلو رام صاحب کوثری کی نعتیہ غزلیں جن کو خواجہ صاحب نے بہ سلسلۂ تبلیغ شائع کیا۔ قیمت ۴ر (چار آنے)

محمدؐ کی سرکار — جناب سردار گوردت سنگھ صاحب دارا بیرسٹر کی لکھی ہوئی سیرت رسول مقبول، قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

رائے بہادر کی نعت رائے بہادر لالہ پارس داس صاحب رئیس دہلی کا خاص نعتیہ مضمون جسپر ان کو سونے کا تمغہ اور سونے کی گھڑی انعام دی گئی۔ قیمت ۱ر

اجداد النبی :۔ اجداد رسول مقبول کے حالات، جمع کردہ مولوی ظفر احسن صاحب علوی ۵ر

فخر کائنات :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانح عمری قیمت ۴ر

رسول کی عیدی اسمیں نظم و نثر کے نعتیہ مضامین ہیں۔ بچوں کو بطور عیدی کے دیجاتی ہے ہزارہا کی تعداد میں چھپ چکی ہے۔ مولفہ حضرت خواجہ صاحب ۱ر

محمد درشن اسمیں خواجہ صاحب نے ہندوؤں کا نعتیہ کلام اور رسول اللہ کی نسبت نہایت موثر نظم و نثر مضامین جمع کئے ہیں۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

فلسفۂ شہادت کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کو جو مصائب پیش آئے ان کا فلسفہ حضرت خواجہ صاحب نے نہایت موثر انداز میں بیان کیا ہے قیمت ۱ر

میلاد حبیب یہ کتاب مولنا حبیب حسین صاحب رودولوی نے میلاد شریف کی مجلسوں میں پڑھنے کے لئے آسان زبان میں لکھی ہے۔ قیمت ۸ر

پنجتن کے حالات :۔ اسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں اور پنجتن پاک کے حالات ہیں۔ قیمت ۴ر (چار آنے)

الزہرا :۔ یعنی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی نہایت پُر اثر اور دلچسپ سوانح عمری مصنفہ مصور غم مولنا راشد الخیری صاحب۔ قیمت ۱۲ر (بارہ آنے)

حسین میتی حضرت امام حسین علیہ السلام کے سوانح اور واقعات شہادت نہایت دلچسپ اور موثر انداز میں لکھے گئے ہیں مصنفہ جناب مولنا حکیم سید ناصر نذیر صاحب فراق دہلوی۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

اصلاحی اور تبلیغی کتابیں

صد اصول یہ کتاب مسلمانوں کو خدا ترس پابند مذہب بہادر، طاقت ور، تعلیم یافتہ، باکار اور متمول بنانے کے لئے مولنا سید ظہور احمد صاحب چشتی نے نہایت پُر اثر اور دل آویز طریقے سے تحریر فرمائی ہے اسمیں تبلیغ کا عملی پروگرام ہے اور مسلمانوں کی اصلاح و ترقی و حفاظت کے تمام عملی ذرائع اور وسائل بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت عہ

اُردو خطبے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے تبلیغی مشن کے لئے یہ کتاب تیار کی تھی اسمیں سال بھر کے لئے تبلیغی خطبے اُردو زبان میں ہیں جن میں مسلمانوں کی تمام موجودہ خرابیوں اور ضرورتوں کو نہایت موثر خطیبانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے ۱۲ر

داعیٔ اسلام یہ خواجہ صاحب کے تبلیغی مشن کا وہ رسالہ ہے جسنے کروروں ہندوؤں اور آریوں میں قیامت برپا کر دی تھی ہر زبان میں چھپ چکا ہے لاکھوں کی تعداد میں اشاعت ہوئی اسمیں تبلیغ اسلام کی ایک اسکیم ہے۔ قیمت ۳ر (تین آنے)

تبلیغی مرثیے خواجہ صاحب نے نثر میں تبلیغی مرثیے لکھے ہیں جو بالکل نرالی چیز ہے اور جس کی اشاعت سے بڑے بڑے نتائج حاصل ہوئے ہیں قیمت ۱ر

تبلیغی اشتہاروں کا مجموعہ :۔ خواجہ صاحب نے کئی سو پوسٹر تبلیغی مشن کے لئے تیار کئے تھے یہ کتاب ان پوسٹروں کا پہلا مجموعہ ہے۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

تاکید نماز :۔ تبلیغی رسالہ ہے اس کے ہر زبان میں ترجمے ہوئے اور لاکھوں کی تعداد میں شایع کیا گیا۔ قیمت دو آنے (۲ر)

ترکیب نماز :۔ نماز کی پوری ترکیب بہت آسان طریقے سے لکھی گئی ہے تبلیغی رسالہ ہے۔ قیمت دو آنہ (۲ر)

جانباز مسلم :۔ مسلمانوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے نہایت عمدہ چیز ہے تبلیغی مشن کی طرف سے شایع ہوا ہے۔ قیمت دو آنے (۲ر)

اسلامی رسول :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سیرت ہے تبلیغی مشن کے لئے شایع کی گئی ہے۔ قیمت ۳ر (تین آنے)

اسلامی رسول کے معجزات :۔ تبلیغی رسالہ ہے مضمون نام سے ظاہر ہے نو مسلم اقوام میں بہت مقبول ہے۔ قیمت ۶ر (چھ آنے)

عید کارڈ :۔ یہ پمفلٹ بھی خواجہ صاحب نے تبلیغی مشن کے لئے تیار کیا تھا۔ بہت مقبول ہوا اور بار بار چھپا۔ قیمت دو آنہ (۲ر)

عرب کا ارتداد وفات رسول کے بعد عرب قبائل کے مرتد ہونے اور انکے انجام کے تاریخی حالات جو حضرت خواجہ صاحب نے جمع کئے ہیں تبلیغی مشن کا رسالہ ہے قیمت ۴ر (چار آنے)

حق پرستوں پر ستم اسلام کے شروع میں اور بعد میں جن جن مسلمانوں پر مسلمان ہو جانے کی وجہ سے ظلم کئے گئے ان کا تذکرہ ہے۔ نہایت دردناک اور بہت موثر۔ قیمت دو آنہ (۲ر)

تین شہید :۔ تین شہیدوں کا نہایت دردناک تذکرہ خواجہ صاحب نے لکھا ہے قیمت ۱ر

خدائی انکم ٹیکس اسمیں مختصر مگر نہایت دلچسپ طریقے سے حضرت خواجہ صاحب نے زکوٰۃ کے مسائل اور زکوٰۃ کی خوبیوں کو بیان کیا ہے قیمت ۱ر

خلاصہ خدائی انکم ٹیکس :۔ یہ مذکورہ کتاب کا خلاصہ ہے۔ قیمت ۱ر (ایک آنہ)

سناتن سندیسہ :۔ تبلیغی رسالہ ہے متھرا کے ایک جلسہ میں خواجہ صاحب کی تقریر اس عنوان سے ہوئی تھی۔ قیمت ایک آنہ (۱ر)

بوتل کا کاگ :۔ شراب خواروں کے خلاف نہایت دلچسپ مضمون۔ قیمت ۱ر

بلاوا :۔ تبلیغی بلاوا ہے جس میں عورتوں کو اسلامی پیغام دیا گیا ہے نہایت مفید ۱ر

ہردیال کی گھڑیال تبلیغی رسالہ ہے۔ بہت موثر مضامین قابل دید ہے قیمت ۱ر

سکھوں اور مسلمانوں کا راستہ :۔ شملہ کے ایک اسلامی جلسہ میں خواجہ صاحب کی تقریر کا تبلیغی رسالہ ۱ر (ایک آنہ)

خوشامدی اور سرکش سیاسی رسالہ ہے جسمیں بہت دلچسپ انداز سے مسلمانوں کو سیاسی مشورے دئے گئے ہیں قیمت ۲ر (دو آنے)

آواز :۔ مسلمانوں کو تبلیغ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے لکھا ہے۔ قیمت ۱ر

تمباکو نامہ خواجہ صاحب نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں سگرٹ سگار کی مخالفت اور حقہ کی تائید کی ہے۔ نہایت دلچسپ ہے۔ قیمت ۳ر

انسداد گداگری و اصلاح خیرات :۔ حیدرآباد کے ایک عالم کا لکھا ہوا ایک نہایت مفید رسالہ ہے۔ قیمت ۳ر (تین آنے)

تائید اسلام یہ کتاب مولنا حفیظ الدین احمد ملیح آبادی نے اسلام کی تائید میں لکھی ہے اور تبلیغی مشن کی طرف سے شائع ہوئی ہے قیمت ۸ر

آسمانی کہانی :۔ یہ رسالہ ارکان اسلام کی تعلیم کے سلسلہ میں فاطمہ صاحبہ نے لکھا ہے۔ قیمت دو آنے (۲ر)

شراب اور جوئے کی خرابیاں مولنا عابد شاہ صاحب نظامی حیدرآبادی کا لکھا ہوا ہے جسکا دیباچہ خواجہ صاحب کے قلم کا ہے قیمت چار آنے (۴ر)۔ **سناتن سندیس ہندی** تبلیغی مقاصد کے لئے

خواجہ صاحب نے چھپوائی۔ قیمت ایک آنہ (۱ر)

صراطِ مستقیم جسمیں یہ بتایا گیا ہو کہ سیدھا راستہ اسلام ہی کا ہو اور اسی پر چلنے سے انسان کی نجات ہو سکتی ہو۔ قیمت عہ (ایکروپیہ)

اسلام اور آریہ سماج کی ترازو:۔ مصنفہ مولوی مقبول احمد نظامی۔ قیمت ۱ر

سوانح اور تاریخی کتابیں

یزید نامہ:۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی مشہور تصنیف ہو جسمیں کربلا کے واقعہ کے بعد سے بنی امیہ کے آخری بادشاہ تک نہایت مستند تاریخی حالات ہیں، یہ کتاب محرم نامہ کا دوسرا حصہ ہو اور اسکی تمام ہندوستان میں دھوم ہو چکی ہو۔ قیمت عہ

سلاطینِ عباسیہ حصۂ اوّل اسمیں عباسی سلطنت کی ابتدا سے ہارون رشید تک کا تذکرہ اور مکمل تاریخی حالات ہیں مؤلفہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب، قیمت عہ

سلاطینِ عباسیہ حصۂ دوم اسمیں ہارون رشید سے لیکر سلطنت عباسیہ کے آخری بادشاہ تک کے تاریخی حالات ہیں جو نہایت دلچسپ انداز سے لکھے گئے ہیں۔ قیمت ایکروپیہ (عہ)

فاطمی دعوتِ اسلام ابتدائے اسلام سے لیکر آجتک بنی فاطمہ نے اشاعت و تبلیغ اسلام کے جو کام کئے وہ سب خواجہ صاحب نے اس کتاب میں جمع کر دئے ہیں۔ ملک میں بہت مقبول ہوئی اور ہزاروں کی تعداد میں بک چکی ہو۔ قیمت تین روپیہ (سے)

شامی جہاد ان اسلامی لڑائیوں کے حالات جو فتح شام کے سلسلہ میں ہوئیں مؤلفہ حضرت خواجہ صاحب، یہ کتاب مسلمانوں کی مجلسوں میں عام طور سے پڑھی جاتی اور عام و خاص سب میں مقبول ہو۔ قیمت عہ۔

غزنوی جہاد:۔ سلطان محمود غزنوی کے ہندوستانی جہادوں کا تاریخی حال ہو تبلیغی مشن کی کتاب ہو۔ قیمت ۸ر

گیارہویں نامہ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رح کا مکمل تاریخی تذکرہ ہو۔ نظم و نثر مضامین ہیں کئی بار چھپ چکی ہو۔ گیارہویں کی مجلسوں میں عام طور سے پڑھی جاتی ہو۔ قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

چار درویشوں کا تذکرہ۔ اس رسالہ میں چار شہرۂ آفاق بزرگوں کے حالات ہیں مصنفہ حضرت خواجہ صاحب، قیمت ۲ر

تین شہید اس میں حضرت خواجہ صاحب نے تین شہیدوں کا نہایت دردناک تذکرہ لکھا ہو۔ قیمت دو آنے (۲ر)

مسلمان مہارانہ (با تصویر) مہارانہ ناہر سنگھ ایشور سنگھ حال نواب نصر اللہ خاں بہادر کے مفصل با تصویر حالات اور اُنکے ساڑھے ۵ لاکھ راجپوت برادری کے مسلمان ہونے کا تذکرہ قیمت ۸ر

سلاطینِ بہمنی دکن کے ابتدائی مسلمان بادشاہوں کا تذکرہ ہو جسے حضرت خواجہ صاحب نے نہایت موثر طریقے سے لکھا ہو قیمت ۸ر

بیگمات کے آنسو غدر دہلی کے افسانوں کا پہلا حصہ ہو اور خواجہ صاحب کی تمام تصنیفوں میں سب سے بہتر ہو۔ اسکے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں چھپتا اور ہاتھوں ہاتھ بک جاتا ہو قیمت عہ

انگریزوں کی بپتا یعنی غدر دہلی کے افسانوں کا دوسرا حصہ۔ غدر میں انگریزوں پر کیا گذری اس کا حال۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

محاصرہ دہلی کے خطوط یعنی غدر دہلی کے افسانوں کا تیسرا حصہ:۔ اسمیں ان عجیب تاریخی خطوط کا ترجمہ ہو جو غدر میں انگریزوں نے انگریزوں کو لکھے۔ ان خطوں سے غدر کے تاریخی واقعات کا علم ہوتا ہو۔ قیمت ۱۲ر

بہادر شاہ کا مقدمہ یعنی غدر دہلی کے افسانوں کا چوتھا حصہ جسمیں اس مقدمہ کے مفصل حالات ہیں جو غدر کرانے کے الزام میں دہلی کے آخری بادشاہ بہادر شاہ پر قائم ہوا تھا۔ غدر کے متعلق نہایت اہم تاریخی واقعات اس سے معلوم ہوتے ہیں۔ قیمت دو روپئے (عہ)

گرفتار شدہ خطوط یعنی غدر کے افسانوں کا پانچواں حصہ:۔ اسمیں وہ دردناک اور دلچسپ خطوط ہیں جو غدر کے موقع پر ہندوستانیوں نے بادشاہ اور بادشاہ نے ہندوستانیوں کو لکھے۔ قیمت عہ

غدر دہلی کے اخبار یعنی غدر دہلی کے افسانوں کا چھٹا حصہ: جسمیں ان اخبار کے نہایت دلچسپ اقتباسات ہیں جو غدر کے زمانے میں شائع ہوا کرتے تھے بہت ضروری تاریخی سرمایہ ہو قابل دید ہو۔ قیمت ۱۲ر

غالب کا روزنامچہ غدر یعنی غدر دہلی کے افسانوں کا ساتواں حصہ:۔ مرزا غالب نے غدر کے جو حالات اپنے دوستوں کو لکھے تھے وہ سب ایک جگہ جمع کر دئے گئے ہیں مرزا غالب کی زبان اور خواجہ صاحب کی تالیف و ترتیب قابل دید تاریخی چیز ہو۔ قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

دہلی کی جانکنی با تصویر۔ یعنی غدر دہلی کے افسانوں کا آٹھواں حصہ:۔ پہلے حصہ کی طرح نہایت دردناک اور موثر ہو۔ قیمت عہ

دہلی کا آخری سانس یعنی غدر دہلی کے افسانوں کا نواں حصہ:۔ اسمیں بہادر شاہ بادشاہ کے دربار اور خانگی حالات روزنامچے کے طور پر ہیں، عہ (ایکروپیہ چار آنے)

غدر کی صبح و شام یعنی غدر دہلی کا دسواں حصہ:۔ اور اسمیں ایک ہندو اور ایک مسلمان کا وہ دلچسپ روزنامچہ ہو جو انھوں نے غدر کے زمانے میں لکھا تھا۔ قیمت عہ

دہلی کی آخری شمع یعنی غدر دہلی کا گیارہواں حصہ، اسمیں غدر سے پہلے کے ایک مشاعرہ کا تذکرہ ہو بڑی دردناک اور عبرتناک کیفیت ہو مصنفہ مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی۔ قیمت عہ (ایکروپیہ)

تاریخِ مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پاک زندگی اور متبرک تعلیم کے نہایت موثر تاریخی حالات جو اردو زبان میں پہلی مرتبہ اسقدر تفصیل سے لکھے گئے ہیں، مصنفہ حضرت خواجہ صاحب، قیمت عہ (دو روپیہ)

کرشن بیتی ہندوؤں کے مشہور بزرگ سری کرشن جی کے مفصل اور مکمل حالات جو خواجہ صاحب نے اپنے البیلے انداز میں لکھے ہیں۔ ہندو مسلمان دونوں اس کتاب کو بہت پسند کرتے ہیں۔ کئی دفعہ چھپ چکی ہو۔ قیمت عہ

جرمنی خلافت جنگ یورپ کے زمانہ میں حضرت خواجہ صاحب نے لکھی تھی جو گورنمنٹ نے ضبط کر لی تھی مگر بعد میں واپس دیدی۔ قیمت ۱ر

طمانچہ بہ رخسار یزید:۔ حضرت خواجہ صاحب نے ناول کے پیرایہ میں یزیدی خاندان کے

پوشیدہ حالات نہایت دلچسپ طریقے سے درج کئے ہیں۔ قیمت عہ

نمونہ جنگ صفین مسٹر محمد علی اور خواجہ حسن نظامی صاحب کی قلمی لڑائی کی مکمل تاریخ جسمیں فریقین کے نظم و نثر مضامین جمع کئے گئے ہیں قیمت ۶؍

آپ بیتی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی نہایت دلچسپ خود نوشت باتصویر سوانح عمری جسمیں انھوں نے اپنے تمام پوشیدہ عیوب بھی ظاہر کردئے ہیں قیمت ۱۲؍ (ایک روپیہ چار آنے)

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی صاحب خواجہ صاحب کا ۱۹۲۴ء کا روزنامچہ جو نصف کتاب شایع کیا گیا ہو۔ بہت دلچسپ اور قابل دید ہی ۶؍

سفرنامہ مصر و شام و حجاز باتصویر ایسا سفرنامہ اُردو زبان میں آجتک نہیں لکھا گیا۔ خواجہ صاحب نے جیسے البیلے انداز اور دلچسپ طریقے سے اپنے احوال سفر کو قلمبند کیا ہو وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہو قیمت ۶؍

سفرنامہ ہندوستان۔ بمبئی اور کاٹھیاواڑ کے حالات سفر بابت ۱۹۱۵ء تحریر کردہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب، قیمت ۱۲؍

سیر دہلی باتصویر دہلی کی سیر کرنے کے لئے یہ کتاب سب سے عمدہ رہنما ہو کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ مصنفہ حضرت خواجہ صاحب، قیمت باتصویر ۱۲؍ بلاتصویر بارہ آنے (۱۲؍)

غازی مرقع محمد ابن قاسم نے ۱۷ سال کی عمر میں سب سے پہلے سندھ فتح کیا اس کتاب میں ان کی لڑائی کی ۱۶ تصویریں اور حالات درج ہیں، ۴؍

مسلمان مہارانہ کی تقریر مہارانہ ناہر سنگھ اشور سنگھ عرف نواب نصراللہ خاں بہادر کی نہایت مفید تقریر جس کا ہر مسلمان کو شوق ہو قیمت ایک آنہ (۱؍)

نپولین کے تاریخی اقوال اس کتاب میں فرانس کے مشہور شہنشاہ نپولین بوناپارٹ کے فلسفیانہ عارفانہ، مذہبی علمی اور جنگی اقوال نہایت تلاش اور کوشش سے جمع کئے گئے ہیں، دوسری بار چھپی ہو۔ قیمت ۲؍

اسلام کیونکر پھیلا۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کا لکھا ہوا ایک نہایت مفید تاریخی مضمون قیمت ۳؍

سفرنامہ یورپ مسٹر ولی محمد مومن پرائیوٹ سکریٹری ریاست مانا وادر کا لکھا ہوا نہایت دلچسپ اور نہایت عمدہ معلومات کا سفرنامہ قابل دید چیز ہو۔ قیمت ۶؍

ہندوستانی شاہنامہ حصہ اول۔ فردوسی کے شاہنامہ کے طرز پر ہندوستانی بادشاہوں کے حالات نظم میں۔ قیمت ۴؍

ہندوستانی شاہنامہ حصہ دوم۔ قیمت ۴؍

احوال جنگ محمد ابن قاسم محمد ابن قاسم کی لڑائیوں کے منظوم حالات پوربی زبان میں۔ نثر میں اس کا اُردو ترجمہ بھی لکھ دیا گیا ہو۔ دیہاتی مسلمانوں میں تقسیم کرنے کے لئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے چھپوائی تھی۔ قیمت ۸؍

غزنی نامہ۔ اسمیں سلطان محمود غزنوی کے حالات جنگ بہ طریق شاہنامہ نظم کئے گئے ہیں۔ قیمت ۸؍

تذکرہ غازی بالے میاں۔ حضرت سید سالار مسعود غازی کے مستند تاریخی حالات، قیمت دو آنہ (۲؍)

مختصر احوال بابا نانک صاحب:۔ سکھ مذہب کے بانی گرو نانک صاحب کے دلچسپ رنگین حالات۔ قیمت دو آنے (۲؍)

حکومت اورنگ زیب کی اصلی تاریخ:۔ نوشتہ مرزا یار جنگ بہادر چیف جسٹس حیدرآباد دکن۔ قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

مشاہیر مشائخ ہند چشتیہ و سہروردیہ خاندان کے بعض مشہور مشائخ کا دلچسپ تذکرہ۔ قیمت ۶؍ (چھ آنے)

سیرت باقی۔ یعنی حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رح کے مکمل حالات از حافظ عزیز حسن صاحب بقائی نقشبندی، قیمت ۱۲؍ (بارہ آنے)

سفرنامہ ابن بطوطہ:۔ مشہور اسلامی سیاح ابن بطوطہ کے عربی سفرنامہ کا اُردو ترجمہ، قیمت ۳ (تین روپیہ)

کبیر جنم ساکھی:۔ جس میں کبیر داس کی سوانح عمری اور ان کا کلام اُردو زبان میں جمع کیا گیا ہو۔ قیمت ۸؍ (آٹھ آنے)

سفرنامہ امیر امان اللہ خاں باتصویر، اسمیں غازی امان اللہ خاں اور ان کی بیگم ملکہ ثریا کے نہایت دلچسپ حالات درج ہیں۔ قیمت حصہ اول ۱۲؍ حصہ دوم ۱۲؍

امان اللہ خاں کی الم انگیز داستان اس کتاب میں نہایت تحقیق کے ساتھ ان واقعات کو جمع کیا گیا ہو جنکی وجہ سے غازی امان اللہ خاں کو افغانستان چھوڑنا پڑا اسمیں افغانستان کی بغاوت بچہ سقہ کی بادشاہت، نادر شاہ کے عروج اور امیر امان اللہ خاں کی زندگی کے مفصل حالات درج ہیں نہایت الم انگیز اور دردناک کتاب۔ قیمت ۱؍

تذکرۃ الرشید مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی مفصل سوانح عمری دو حصوں میں۔ مصنفہ مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی۔ قیمت ہر حصہ کی ایک روپیہ (۱؍)

مکاتیب رشیدیہ:۔ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے خطوط جمع کردہ مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی، مولانا مرحوم کے اصلی خط کا فوٹو بھی ہو۔ قیمت ۴؍

انقلاب کابل اس کتاب میں ابتدائی زمانہ سے لیکر دور حاضر تک کے اجمالی حالات افغانستان درج کئے گئے ہیں اور وقتاً فوقتاً جو ملکی اقتصادی تجارتی اور علمی ترقیاں ہوئی ہیں وہ سب بیان کی گئی ہیں اور خصوصاً امیر امان اللہ خاں کے زمانہ میں جو انقلابات ہوئے ہیں ان کی مفصل کیفیت درج کی گئی ہو قیمت عہ (ایک روپیہ)

تعلیم و تربیت کی کتابیں

قرآن آسان قاعدہ چھوٹے لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم شروع کرانے کے لئے یہ آسان قاعدہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے تحریر فرمایا ہو، ہندوستان کے تمام مشہور لوگوں نے اس قاعدہ کو سب سے عمدہ اور بچوں کی سمجھ کے موافق قرار دیا ہو۔ حضور نظام کے ملک میں بطور کورس کے پڑھایا جاتا ہو۔ عمدہ کاغذ کے اعلیٰ ایڈیشن کی قیمت ۸؍ معمولی ایڈیشن کی قیمت ۲؍

تعلیم القرآن۔ یہ کتاب قرآن آسان قاعدہ کے بعد بچوں کو پڑھائی جاتی ہو۔ اسمیں

مختصر فہرست کتب

تجارتی کتبخانہ حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی

حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی سے اُردو کے تمام مشہور مصنفین کی تصانیف اور عربی اور فارسی کی درسی کتابیں کفایت سے مل سکتی ہیں جس کتاب کی آپکو ضرورت ہو لکھئے، اگر موجود نہ ہوئی تو آسکے فراہم کرنے کی کوشش کیجائیگی،

قواعد وضوابط کاروبار

۱- کتابوں کی فرمائش کسی خاص شخص کے نام نہیں بلکہ کمپنی کے نام اور کمپنی کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

۲- حصہ داران کمپنی اور خریداران رسالہ کامیابی کو کمپنی کی شائع کردہ کتابوں پر دو آنہ فی روپیہ اور دیگر مطبوعات پر ایک آنہ فی روپیہ کمیشن دیجائے گی، بشرطیکہ فرمائشوں میں کامیابی کا خریداری نمبر یا کمپنی کے حصہ داری کا حوالہ موجود ہو۔

۳- فرمائش بھیجنے والوں کو کتابوں کے نام اور اپنا پتہ صاف خوشخط اور مکمل لکھنا چاہیے

۴- دس روپئے سے زائد کی فرمائشوں کے ساتھ نصف قیمت پیشگی آنی چاہیے۔

۵- فہرست ہذا میں جو قیمتیں درج ہیں اُمیں محصول ڈاک اور خرچ روانگی کتب شامل نہیں ہے۔

قرآن مجید، تفاسیر اور اُن سے متعلق کتابیں

پانچ ترجموں والا قرآن مجید جسکے حاشیہ پر حسن التفاسیر مکمل چھپی ہوئی ہے

احسن التفاسیر اُردو کی ایک مشہور مستند و عام فہم تفسیر ہے جو تین جلدوں میں ہے اور جسکی قیمت ۲۰ روپئے ہے۔ یہ پوری تفسیر اس قرآن مجید کے حاشیہ پر چھپی ہوئی ہے اور متن میں پانچ ترجمے ہیں یعنی شیخ سعدی شیرازی رح اور شاہ ولی اللہ صاحب رح کے ترجمے فارسی میں ہیں اور شاہ رفیع الدین صاحب، شاہ عبد القادر صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمے اُردو میں، ہدیہ مجلد قرآن کا صرف پندرہ ۱۵ روپئے ہے۔ اس ہدیہ میں تین ضخیم جلدوں کی تفسیر اور ۵ ترجموں کا یہ قرآن مجید بہت ارزاں ہے۔

عالمگیری حمائل شریف

غازی اورنگ زیب عالمگیر رح اپنے ہاتھ سے قرآن مجید لکھ لکھ کر اُنکے ہدیہ کی آمدنی اپنے ذاتی اخراجات پر صرف کیا کرتے تھے۔ یہ حمائل شہنشاہ موصوف کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ایک قلمی قرآن مجید کے صفحات کے فوٹو لے کر اور فوٹوؤں کے بلاک بنوا کر اعلیٰ کاغذ پر نہایت خوبصورت چھپوائی گئی ہے۔ جلد بھی بہت خوشنما ہے۔ یہ حمائل شریف عالمگیر بادشاہ کا تبرک اور ایک بڑی تاریخی یادگار ہے۔ ہدیہ پہلے ایڈیشن کا پانچ روپیہ تھا لیکن دوسرے ایڈیشن کا ۲ کر دیا گیا ہے۔

مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی حمائل جسکے حاشیہ پر اُردو تفسیر کامل چھپی ہوئی ہے

اس حمائل شریف کا خط منشی ممتاز علی صاحب مرحوم کے خط کی ہو بہو نقل ہے۔ متن میں مولانا اشرف علی صاحب کا اُردو ترجمہ اور حاشیہ پر اُردو تفسیر کامل چھپی ہوئی ہے اور بہت سے مفید مضامین بھی ہیں۔ یہ حمائل شریف بیحد مقبول ہوئی ہے۔ نہایت صحیح ہے۔ ہدیہ مجلد چرمی چار روپیہ، غیر مجلد تین روپیہ۔

مصری جیبی حمائل نقل منشی ممتاز علی صاحب مرحوم

کارڈ سائز پر ہے، ہر وقت جیب میں رہ سکتی ہے اسقدر صحیح ہے کہ ایک نقطہ کی بھی غلطی نہیں ہے۔ منشی ممتاز علی صاحب مرحوم کی لکھی ہوئی مشہور حمائل کی ہو بہو نقل ہے۔ حروف ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے موتی ٹکے ہوں۔ شروع میں بہت سی مفید معلومات درج ہیں۔ ہدیہ مجلد چرمی ۱۲/ مجلد پارچہ ۸/۔

خواجہ حسن نظامی صاحب کی عام فہم تفسیر

قرآن پاک کی صرف یہی ایک تفسیر ایسی لکھی گئی ہے جو واقعی عام فہم ہے جسے معمولی اُردو خواں عورتیں اور بچے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور جسکے پڑھنے سے ایک ایسا غیر معمولی روحانی لطف حاصل ہوتا ہے جو کسی موجودہ اُردو تفسیر یا ترجمے کے پڑھنے سے حاصل نہیں ہو سکتا، باوجود پوری احتیاطیں ملحوظ رکھنے کے یہ تفسیر تفسیر نہیں معلوم ہوتی بلکہ اُردو کی ایک الہامی کتاب معلوم ہوتی ہے اور قرآن مجید کے مشکل سے مشکل مضامین اسکے پڑھنے سے بالکل آسان ہو جاتے ہیں۔ اس تفسیر کی اشاعت سے خواجہ صاحب نے ہندوستان کے مسلمانوں پر اتنا بڑا احسان کیا ہے جسکے شکریہ سے وہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے یہ تفسیر پوری تیار ہو گئی ہے۔ اُس کے تیس ۳۰ پارے ہیں اور دس دس پاروں کی ایک ایک جلد بندھوائی گئی ہے۔ ایک جلد کی قیمت پانچ روپیہ ہے لیکن تینوں جلدیں ایک ساتھ لینے والوں کے لئے مجموعی قیمت بجائے پندرہ کے صرف بارہ ۱۲ روپے لئے جائینگے۔

قرآن آسان تفسیر

یہ تفسیر بھی عام فہم تفسیر ہی کے رنگ پر لکھی گئی ہے لیکن ہر ایک کا رنگ جدا ہے، بعلاوہ ازیں، اس تفسیر میں نئی روشنی کے خیالات و شبہات کی اصلاح کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے اور نہایت مختصر اور آسان طریقہ سے اُن شکوک و اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جو غیر مسلموں کی طرف سے عموماً پیش کئے جاتے یا نئے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ اُردو تفسیر بڑی بڑی عربی تفسیروں کا عطر ہے خصوصاً علامہ عبدہ مصری کی تفسیر کا، عام فہم تفسیر کی طرح کلام مجید کی اصل عبارت، ترجمہ اور تفسیر تینوں چیزیں ساتھ ساتھ ہیں۔ اس تفسیر کے ابھی صرف پانچ پارے چھپے ہیں باقی زیر طبع ہیں۔ ہدیہ فی پارہ ۸/ ہے۔

تفسیر سورہ فاتحہ

علامہ شیخ محمد عبدہ مصری کی مشہور و معروف تفسیر سورہ فاتحہ کا سلیس اُردو ترجمہ ہے جس سے قرآن مجید کے حقائق و معارف پر ایسی دلکش روشنی پڑتی ہے کہ کٹر سے کٹر مخالف اسلام کو بھی قرآن کی خوبیوں کا اعتراف

اعتراف کرتا پڑتا ہے اور مسلمانوں کے ایمان میں ایسی پختگی پیدا ہوتی ہے جو پھر متزلزل نہیں ہوسکتی ۸ر

ہندی ترجمہ و تفسیر قرآن مجید حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے ۶۰ سال کی عمر میں قرآن مجید کا ہندی ترجمہ اور ہندی تفسیر تیار کی ہے جس سے آریہ حلقوں میں کھلبلی مچ گئی ہے۔ جو منصف مزاج غیر مسلم اس تفسیر کو پڑھ لیتا ہے وہ قرآن مجید کی خوبیوں کے اعتراف پر مجبور ہوتا ہے اور اُس کا دل اسلام کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔ ذی استطاعت مسلمان اس تفسیر کی متعدد جلدیں خرید کر غیر مسلموں کو تقسیم کر رہے ہیں، ابھی صرف پہلے پندرہ پارے چھپے ہیں۔ باقی زیر طبع ہیں۔ متن قرآن مجید عربی میں بھی ہے اور ہندی میں بھی۔ ترجمہ و تفسیر صرف ہندی حروف میں ہے۔ قیمت پندرہ پاروں کی جلد کی صرف دس روپیہ ہے۔

قرآن مجید کے معجزات ۴۸ صفحے کا رسالہ لکھائی چھپائی صاف، کاغذ معمولی، از جناب مولوی عبد الرحیم صاحب تسلیم وکیل ہنمکنڈہ دکن، خواجہ صاحب مدظلہٗ نے بسلسلۂ تبلیغ شائع کیا ہے۔ قیمت چار آنے (۴ر)

قرآن مجید کے بارہ موتی ۶۴ صفحے کا رسالہ لکھائی چھپائی، کاغذ اچھا از جناب مولوی عبد الرحیم صاحب تسلیم وکیل ہنمکنڈہ۔ مع دیباچہ حضرت خواجہ صاحب، بسلسلۂ تبلیغ کے لئے شائع ہوا۔ قیمت ۸ر

قرآن مجید کے دیوانی قوانین ۴۲ صفحے کا رسالہ۔ لکھائی معمولی۔ چھپائی اور کاغذ عمدہ حضرت خواجہ صاحب نے تبلیغ کے لئے شائع کیا۔ نوشتہ جناب مولوی عبد الرحیم صاحب تسلیم وکیل ہنمکنڈہ، دکن قیمت ۴ر

قرآن مجید کے فوجداری قوانین ۶۴ صفحے کا رسالہ، لکھائی، چھپائی، کاغذ معمولی از جانب مولوی عبد الرحیم صاحب تسلیم وکیل ہنمکنڈہ دکن، مع دیباچہ حضرت خواجہ صاحب۔ تبلیغی مشن نے شائع کیا قیمت ۶ر

حدیث شریف

خواجہ صاحب کی عام فہم تشریح بخاری بخاری حدیث کی مشہور و معروف کتاب ہے اور کلام اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب یہی مانی جاتی ہے۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے عام فہم تفسیر کے رنگ میں بخاری کی بھی ایک عام فہم تشریح تیار کرنی شروع کی ہے جسکے پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کا مطلب معمولی اُردو خوانوں کے بھی آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے اور جو عظیم الشان اسلامی معلومات صرف حدیثوں میں درج ہے اُس سے پوری واقفیت ہوجاتی ہے۔ عورتوں اور بچوں کو اسلامی تعلیم سے واقف کرنا اور اسلامی تعلیم کا نمونہ بنانا ہو تو عام فہم تفسیر اور عام فہم تشریح بخاری پڑھائیے ابھی عام فہم تشریح کے صرف دو پارے چھپے ہیں۔ ہدیہ فی پارہ ۸ر ہے۔

تصوف اور وظائف و اوراد کی کتابیں

اُردو دعائیں یہ خواجہ صاحب کی بہت مشہور کتاب ہے اسمیں اُنھوں نے اپنی خاص انشا پردازی کی شان میں ہر مراد اور مقصد کے لئے اُردو دعائیں لکھی ہیں۔ اور حدیث میں آئی ہوئی عربی دعائیں بھی اسمیں درج کی ہیں، کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

مُفلسی کا مجرّب علاج یہ خواجہ صاحب کی سب سے پہلی تصنیف ہے۔ بہت سے ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اسمیں مفلسی دُور کرنے کے عملیات اور دعائیں ہیں جو

اعمال حزب البحر حزب البحر ایک مشہور عمل کی دعا ہے جسکو لاکھوں آدمی صدیوں سے پڑھتے آئے ہیں، خواجہ صاحب نے نہایت تحقیق و تفتیش کے ساتھ تمام مشائخ عالم کے طریقے اس کتاب میں جمع کر دئیے ہیں۔ اس قدر مقبول ہے کہ ۶ مہینے کے اندر ایڈیشن ختم ہوجاتا ہے۔ دعا کا اُردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ قیمت ۱۰ر

مرشد کو سجدہ تعظیم صوفیائے کرام کے بھائیوں اور ہم عقیدہ لوگوں کے لئے ایک زبردست اور مدلل کتاب ہے۔ کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں اس کے سبب خواجہ صاحب کے خلاف کفر کا فتویٰ بھی ہوچکا ہے۔ قیمت ۸ر

خلاصہ تعلیم تصوف پہلے یہ رسالہ دو مرتبہ "تسکین احساس" کے نام سے شائع ہوچکا ہے، اسمیں خواجہ صاحب نے تصوف کی اُن تمام باتوں کو لکھ دیا ہے جو سینہ بسینہ راز رہتی چلی آئی ہیں۔ اُن کے ہر مرید کے لئے لازمی بات ہے کہ یہ کتاب اپنے پاس رکھے۔ اس لئے مرید اسکو لیتے اور پڑھتے ہیں۔ قیمت ۶ر

لاہوتی آپ بیتی یہ بھی خواجہ صاحب نے تصوف کے اور وحدت وجود کے اندرونی اور مخفی مقامات کو بیان کرنے کے لئے لکھی ہے۔ انگریزی ترجمہ بھی اس کا ہوا ہے۔ قیمت ۲ر (دو آنے)

مجالس حسنہ اس کتاب میں حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی مجلسوں کا حال ہے یعنی خواجہ صاحب روحانی اور اسلامی امور کی نسبت جو حکیمانہ اور فلسفیانہ دلچسپ باتیں کیا کرتے ہیں اُن کو اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ قیمت ۱۰ر

کائنات بیتی حصہ اوّل اس کتاب میں خواجہ صاحب نے جمادات کی مختلف اشیاء اور سیاروں کی زبان حال سے پوشیدہ باتیں سُنیں اور اُن کو قلمبند کر دیا۔ نباتات اور حیوانات اور انسان کا تذکرہ ابھی باقی ہے ایسی کتاب اُردو زبان میں آجتک نہیں لکھی گئی۔ قیمت ۱۴ر

واعظ قوّال کی قوّالی کا مجموعہ ۹۶ صفحے کی کتاب، لکھائی چھپائی، کاغذ عمدہ ہندوستان کے لاثانی قوّال صوفی محمد علی بخش صاحب واعظ قوّال کی شہرۂ آفاق قوّالی کا مجموعہ۔ مع دیباچہ حضرت خواجہ صاحب قیمت ۱۲ر

درویشی مولود شریف ۸۰ صفحے کی کتاب، مولنا شاہ ابراہیم خاں صاحب فانی کا لکھا ہوا۔ جس کو حضرت خواجہ صاحب نے شائع کیا، لکھائی، چھپائی اور کاغذ عمدہ ہے۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

طریقت کی پہلی ۶۴ صفحے کا رسالہ۔ نواب سیّد صدر الدین خاں صاحب رئیس بڑودہ کا لکھا ہوا۔ قیمت دو آنے (۲ر) لکھائی چھپائی کاغذ معمولی۔

طریقت کی دوسری نواب سیّد صدر الدین حسین خاں صاحب مرحوم رئیس بڑودہ کی لکھی ہوئی، لکھائی چھپائی، کاغذ معمولی ۶۴ صفحے کا رسالہ ہے۔ قیمت ۲ر (دو آنے)

اپنی آنکھ اپنی دید ۴۸ صفحے کا رسالہ۔ ازجناب میر صدر الدین حسین خاں صاحب مرحوم رئیس بڑودہ۔ قیمت دو آنے (۲ر) کاغذ لکھائی چھپائی معمولی

دست غیب ازجناب نواب میر صدر الدین حسین خاں صاحب مرحوم رئیس بڑودہ رسالہ ۴۸ صفحے کا رسالہ۔ لکھائی چھپائی کاغذ معمولی۔ قیمت ۲ر

عملیات اس کتاب میں ۵۰۰ سے زیادہ ایسے مستند اور مجرب عملیات درج کئے گئے ہیں جو اولیاء اللہ اور زبردست عاملوں کے زیر عمل رہے ہیں۔ پہلے عمل اور وظیفہ پڑھنے اور نقش لکھنے کے ایسے طریقے بتائے گئے ہیں جن سے بڑے بڑے

خواجہ صاحب نے تمام قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ جمع کر دیا ہے۔ عربی آیات بھی ہیں اور اردو ترجمہ بھی۔ یہ کتاب بھی حضور نظام کے یہاں کورس میں داخل ہے ۸ر

اُردو سبق بالتصویر یہ خواجہ صاحب کے لکھے ہوئے بچوں کے تعلیمی سلسلے کی تیسری کتاب ہے۔ یہ بھی حضور نظام کے ملک میں تعلیمی کورس میں داخل ہے۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

بیوی کی تعلیم یہ کتاب حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب اور خواجہ بانو صاحبہ کی مشترک لکھی ہوئی ہے اور اسکے مضامین مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں مفید ہیں۔ قیمت عہ (ایکروپیہ چار آنے)

بیوی کی تربیت:۔ یہ بیوی کی تعلیم کا دوسرا حصہ ہے اسمیں بہت سی نامور عورتوں کے مضامین خواجہ صاحب نے جمع کئے ہیں۔ قیمت عہ

اولاد کی شادی۔ یہ بیوی کی تعلیم کا تیسرا حصہ ہے۔ بیٹا بیٹی کی شادی کرنے والے لوگ پہلے خواجہ صاحب کے اس نصیحت نامہ کو ضرور پڑھیں۔ قیمت عہ (ایکروپیہ)

اولاد کے کان میں کہنے کی باتیں خواجہ صاحب نے اپنے بچوں کے تربیت کے لئے یہ کتاب لکھی تھی مگر پیرایہ ایسا ہے کہ سب ماں باپ اپنی اولاد کی تربیت کے لئے اس کتاب سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت ۸ر

اتالیق خطوط نویسی ہر دو حصہ عورتوں اور بچوں کو خط و کتابت کی تعلیم دینے کی سب سے اچھی کتاب۔ اسمیں ہندوستان کے مشہور لیڈروں کے دستی خطوط کے عکس بھی دیے گئے ہیں۔ قیمت عہ

اُردو سکھانے کے مضامین حضرت خواجہ صاحب کے ایسے مضامین کا مجموعہ جن کے مطالعہ سے بچوں کو بہت جلد اچھی اُردو لکھنی آجاتی ہے ۴ر

دس سبق:۔ اس مجموعہ میں حضرت خواجہ صاحب نے چھوٹے بچوں کے لئے دس مفید مضمون نہایت دلچسپ طریقے سے لکھے ہیں۔ قیمت ۳ر

بچوں کی کہانیاں بالتصویر حضرت خواجہ صاحب اور خواجہ بانو صاحبہ نے ملکر وہ کہانیاں اس کتاب میں جمع کی ہیں جو مسلمان بچوں کے سامنے انکے ہوش سنبھالتے ہی ان کی مامائیں اور مائیں ان کو سناتی ہیں ۹ر

ترغیب حساب:۔ مسلمان بچوں کو حساب کی طرف راغب کرنے کے لئے خواجہ صاحب نے تحریر فرمائی ہے۔ قیمت چار آنے (۴ر)

قاعدہ لیسرنا القرآن مصور اس قاعدہ کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ ۶ مہینے میں آسانی کے ساتھ قرآن شریف ختم کر لیتا ہے اور بجائے طوطے کی طرح رٹ لینے کے آنکھوں سے دیکھ کر پڑھنے کی استعداد و لیاقت آتی ہے اس قاعدہ کو پڑھ لینا گویا تمام قرآن شریف کو پڑھ لینا ہے۔ قیمت ۵ر

پارہ عم بطرز لیسرنا القرآن:۔ قیمت چھ پیسہ (۱۱؍)

" الم " " " " "

" سیقول " " " " "

" تلک رسول " " " " "

پورا قرآن شریف " قیمت سہ

طلسمی قاعدہ اس قاعدہ کے پڑھنے سے بچے صرف ایک مہینے میں اُردو لکھنے پڑھنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور حرفوں کی پہچان اور جملوں کے بنانے میں انھیں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ قیمت ۴ر (چار آنے)

الایمان یہ کتاب آٹھ نو سال کے بچوں کے لئے لکھی گئی ہے اسمیں ایمان و عقائد کے متعلق تمام ضروری مسائل اور معلومات نہایت صاف اور صحیح زبان میں قلمبند کی گئی ہیں۔ قیمت عہ (ایکروپیہ چار آنے)

فن تقریر اس کتاب میں تقریر اور گفتگو کرنے کے ایسے مفید اصول بیان کئے گئے ہیں جن سے واقف ہو کر آپ ہزاروں کے مجمع میں بیدھڑک تقریر کر سکتے ہیں اور آپکی گفتگو نہایت موثر اور شیریں ہو سکتی ہے۔ قیمت ۸ر

آداب مجلس یہ علم مجلسی تعلیم کرنے کی بہترین کتاب ہے جس کے مطالعہ سے حاضر جوابی بذلہ سنجی اور شایستہ گفتگو کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ہر ایک موقع اور ضرورت کے لحاظ سے مناسب گفتگو کرنے کے طریقے معلوم ہو جاتے ہیں۔ قیمت عہ

ما لم یعلم:۔ یعنی قاعدہ شروانی۔ بچوں کو اُردو سکھانے کے لئے نہایت اچھا قاعدہ ہے ۳ر

فن تسخیر اتنا۔ خوش خلقی کی تعلیم دینے اور دلوں کو مسخر کرنے والے اخلاق و آداب سکھانے کے لئے یہ بہترین کتاب ہے۔ قیمت ۸ر

اخلاق سلطانی:۔ علوی صاحب مرحوم نے اس کتاب میں علم الاخلاق کے مبادیات کو جمع کیا ہے۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

اولاد کی تربیت بچوں کے اخلاق و عادات درست کرنے اور ان کو بری باتوں سے بچانے کے لئے یہ ایک بہترین کتاب ہے جو نئے دریافت شدہ اصول پر لکھی گئی ہے۔ قیمت عہ (ایکروپیہ)

بیوی کے فرائض عورت پر بیوی بننے کے بعد جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان سب کو اس کتاب میں نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

بچوں کی بیس کتابیں:۔ مفتی شوکت علی صاحب فہمی ایڈیٹر رسالہ دین و دنیا نے بچوں کی تعلیم کے لئے بیس کتابوں کا یہ سٹ تیار کیا ہے جو آجکل بہت مقبول ہو رہا ہے۔ ہر ایک کتاب کی قیمت ۱ر ہے کتابوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ (۱) قرآن کے سبق (۲) قرآن کی کہانیاں (۳) بچوں کی حدیثیں (۴) بچوں کی گلستاں (۵) بچوں کی بوستاں (۶) پیغمبروں کی کہانیاں (۷) اولیاء اللہ کی کہانیاں (۸) بچوں کی تعلیم و تربیت، (۹) بچوں کے ننھے اخلاقی سبق، (۱۰) بچوں کا مکتب، ۱۱۔ بچوں کی معلومات، (۱۲) بچوں کی خطوط نویسی (۱۳) بچوں کی تندرستی، (۱۴) بچوں کے تاریخی قصے، (۱۵) بچوں کی اخلاقی کہانیاں (۱۶) بچوں کی نئی نئی کہانیاں، (۱۷) بچوں کی علمی کہانیاں (۱۸) بچوں کی دلچسپ کہانیاں (۱۹) بچوں کی اصلاحی نظمیں (۲۰) پریوں کی کہانیاں۔

ادب اور شعر و شاعری کی کتابیں

سی پارہ دل:۔ یہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے ابتدائی مضامین کا نہایت دلکش مجموعہ ہے اور سرکاری تعلیم کی اعلیٰ جماعتوں کے کورس میں داخل ہے۔ قیمت ۱۲ر

کرشمۂ موت یہ اُردو زبان میں بالکل نرالی کتاب ہے اسمیں موت کے متعلق نہایت عبرتناک اور عجیب غریب مضامین جمع کئے گئے ہیں۔ قیمت عہ

مرگ نامہ:۔ یہ کرشمۂ موت کا دوسرا حصہ ہے اور بہت ہی موثر اور دردناک مضامین کا مجموعہ ہے۔ قیمت ۶ر (چھ آنے)

چٹکیاں اور گدگدیاں:۔ یہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے ایسے ظریفانہ مضامین

کا مجموعہ ہو اور قابل دید ہو۔ بارہ آنے (۱۲ر)

لڑائی کا گھر اس رسالہ میں حضرت خواجہ حسن نظامی کے مشہور مضامین لکھی، چھری، توپ بندوق وغیرہ ایک جگہ جمع کر دئے گئے ہیں۔ قیمت ۸ر

ٹروس کے، اپاجی:۔ یہ رسالہ انشاپردازی کا ایک خاص نمونہ ہے۔ عورتوں اور بچوں کو بہت پسند آتا ہے۔ قیمت ۲ر (دو آنے)

نرام قبلہ کو شملہ:۔ وائسرائے کے نام خواجہ صاحب کا ایک نہایت دلچسپ خط۔ قیمت ۲ر

دو بیویہ عالم سکرات میں:۔ یہ رسالہ بھی خواجہ صاحب نے نہایت دلچسپ انداز سے لکھا ہے قیمت ایک آنہ (۱ر)

بھکنی دست پناہ:۔ اُردو انشاپردازی کا بالکل انوکھا انداز ہے قیمت ار

دل کی عیدیاں:۔ عیدین کے متعلق نہایت دلچسپ اور موثر مضامین ہیں قیمت ۵ر

کلیات اکبر الہ آبادی لسان العصر وحید الملت حضرت مولانا سید اکبر حسین صاحب اکبر الہ آبادی مرحوم کے بے نظیر کلام کا مجموعہ،
قیمت حصہ اول ۶، حصہ دوم عہ، حصہ سوم عہ

خطوط اکبر حضرت اکبر الہ آبادی کے نہایت دلچسپ اور فلسفیانہ خطوط کا مجموعہ
قیمت حصہ اول عہ حصہ دوم عہ

عورت نامہ:۔ اسمیں حضرت اکبر الہ آبادی کے وہ نایاب اشعار جمع کئے گئے ہیں جو انھوں نے عورتوں کی نسبت کہے ہیں۔ قیمت ۴ر (چار آنے)

رباعیات عمر خیام اسمیں فارسی کے مشہور فلسفی شاعر حضرت عمر خیام کی سوانح عمری اور فارسی رباعیاں مع منظوم اُردو ترجمے کے درج کی گئی ہیں
قیمت دو روپیہ چار آنے (عہ)

رباعیات سرمد اسمیں جناب ابوالکلام صاحب آزاد کی لکھی ہوئی حضرت سرمد شہید کی سوانح عمری کے علاوہ حضرت سرمد کی صوفیانہ رباعیوں کا اُردو ترجمہ بھی نظم میں درج کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲ر (بارہ آنے)

فن شاعری:۔ اس کتاب کے مطالعہ سے بہت جلد صحیح شعر کہنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ قیمت عہ (ایک روپیہ)

جنت کے خطوط:۔ مرنے والے عزیزوں کی طرف سے زندہ عزیزوں کے نام نہایت عبرتناک منظوم خطوط کا مجموعہ۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

میاں بیوی کے خطوط اس کتاب میں ایسے موثر خطوط لکھنے کی تعلیم دی گئی ہے جن میں میاں بیوی کی سچی محبت کا اظہار ہو۔ قیمت ۸ر

دولھا دلھن کے خطوط اس کتاب کو پڑھ کر میاں بیوی ایک دوسرے کو ایسے دلچسپ موثر اور محبت میں ڈوبے ہوئے خطوط لکھ سکتے ہیں، جو شاید بڑے بڑے انشاپرداز بھی نہیں لکھ سکتے۔ قیمت ۸ر

سیر المصنفین اسمیں تمام نثرنگاروں کے حالات اور اُن کی نثرنگاری کے نمونے درج کئے گئے ہیں جو اُردو زبان کی پیدائش سے اسوقت تک ہندوستان میں شہرت پذیر ہوئے ہیں۔ اُردو میں اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے۔ دیباچہ میں اُردو کی مفصل تاریخ بھی دی گئی ہے۔ قیمت ۶،

قبروں کے غیبی نوشتے یہ اُردو زبان میں بالکل نئی چیز ہے اسمیں حضرت خواجہ صاحب نے دنیا کے مشہور اچھے اور برے لوگوں کی قبروں کے لئے خیالی کتبے قلمبند کئے ہیں جو نہایت پُراثر اور عبرت انگیز ہیں قیمت ۴ر

عید کا تحفہ اُردو کے بہترین انشاپردازوں کے ان مضامین نظم و نثر کا مجموعہ جو انھوں نے عیدین کے متعلق لکھے ہیں۔ قیمت ۸ر

میاں بیوی کے لطیفے:۔ اس کتاب میں زن و شوہر کے ایسے دلچسپ لطیفے درج ہیں جو آجتک آپنے نہ پڑھے ہونگے۔ افسردہ دلوں کو بیساختہ ہنسا دینے والی کتاب ہے۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

معاشی، صنعتی اور کاروباری کتابیں

تجارت کی پہلی:۔ یہ معلومات تجارت یعنی اُردو تجارتی انسائیکلوپیڈیا کا پہلا حصہ ہے جس میں تجارت اور کاروبار کے متعلق وہ تمام ضروری معلومات درج کی گئی ہیں۔ جن کی ہر کاروباری شخص کو ضرورت پڑتی ہے۔ نہایت جامع اور مفید کتاب ہے۔ قیمت ۶، (دو روپیہ)

تجارت کی دوسری۔ اسمیں فن اشتہار کے تمام ضروری اصول کو نہایت عام فہم طریقے سے سمجھایا گیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر ہر قسم کے اشتہارات کے لئے ایسے موثر مضامین اور ڈزائن وغیرہ بنانے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے کہ آدمی اشتہارات سے لاکھوں روپیہ پیدا کر سکتا ہے۔ قیمت عہ

تجارت کی تیسری:۔ اسمیں دکانداری کی مکمل تعلیم ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ کی دوکان کی بکری دوسرے دوکانداروں کے مقابلہ میں بہت کچھ بڑھ سکتی ہے اور کسی مزاج کا گاہک آپ کی دوکان سے بلا کچھ لئے نہیں جا سکتا، اُردو میں اس فن پر یہ سب سے پہلی کتاب ہے۔ قیمت ۱۲ر (بارہ آنے)

تجارت کی چوتھی۔ جسمیں انگریزی اور اُردو میں تجارتی اور کاروباری خطوط کے نمونے اور خط و کتابت کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسکو پڑھ کر آپ ولایت سے ہزاروں روپے کے مال کی آمد و برآمد کے معاملات کر سکتے ہیں اور بیجک وغیرہ لکھنے کے متعلق پوری معلومات حاصل ہو سکتی ہے۔ قیمت ۶،

وسائل معاش:۔ اس نہایت مفید کتاب میں اصول معاش کے ایسے آسان طریقے بتائے گئے ہیں جن سے واقف ہو کر ہر شخص تھوڑے سے سرمایہ سے باطمینان روزی حاصل کر سکتا ہے جو لوگ بیکار اور نادار ہیں اور اپنی حالت سنبھالنا چاہتے ہیں۔ اور جن لوگوں کے دل میں دولتمند بننے کی امنگ پیدا ہوتی ہے مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کریں، ان کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے۔ قیمت ۶،

حلوائی کی تعلیم:۔ اسمیں ہر قسم کی مٹھائیاں بنانے اور انکے فروخت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ قیمت ۸ر۔

تنبولی کی دوکان:۔ پان کی دوکان کرنے کے مفید طریقے اور اس کے فوائد بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۳ر (تین آنے)

تعلیم خدمتگاری۔ اسمیں خدمتگاری کے اصول کی تعلیم دی گئی ہے نہایت مفید کتاب ہے قیمت ۳ر (تین آنے)

مرغی انڈے کا بیوپار:۔ بیکار مسلمانوں کو باکار بنانے کی کتابوں کے سلسلہ میں یہ کتاب بھی تبلیغی مشن کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ قیمت ۸ر

چاندی بنانے کے نسخے۔ اس کتاب میں ایک پرانی قلمی بیاض سے اخذ کرکے چاندی بنانے کے ایسے آسان نسخے درج کئے گئے ہیں جنھیں ہر شخص تجربہ کر سکتا ہے اس فن پر اُردو میں اس سے بہتر کتاب نہیں ہے۔ قیمت عہ (ایک روپیہ)

تعلیم موٹر اس کتاب کے مطالعہ سے چند ہی روز میں صرف موٹر چلانا آجائے گا بلکہ موٹر کی مشنری اور انجنیری سے پوری واقفیت ہوجائے گی - صدہا انگریزی کتابوں کا عطر ہے - پرزوں کی تصویریں بھی دی ہوئی ہیں - قیمت عہ

روح انجنیری اس کتاب میں فن تعمیر کو نہایت تفصیل کے ساتھ صاف اور سلیس عبارت میں سمجھایا گیا ہے - معمولی سمجھ کا آدمی بھی اس کتاب کے مطالعہ سے فن تعمیر کے متعلق ضروری واقفیت حاصل کرسکتا ہے - قیمت عہ

مالی پریشانیوں کا علاج اس کتاب میں تجارت، ملازمت، صنعت وحرفت وغیرہ سے روپیہ کمانے کی بہترین تدابیر بتلائی گئی ہیں، تمام تدابیر نہایت آسان اور عملی ہیں - روپیہ کمانے اور محفوظ رکھنے کی کسی چھوٹی بڑی صورت کو نظر انداز نہیں کیا گیا - ہر شخص اس کتاب کے مطالعہ سے افلاس کی مصیبت سے نجات حاصل کرسکتا ہے - قیمت عہ

طبّی کتابیں

حمل سے وضع حمل تک، مصنفہ ڈاکٹر سعید احمد بریلوی زنانہ اور مردانہ طبی معلومات کا ایک نہایت مفید سلسلہ، ڈاکٹر صاحب موصوف نے تحریر فرمایا ہے جس میں حمل سے وضع حمل تک کے لئے تمام ضروری ہدایات اور معلومات درج ہیں قیمت ۸ر

پیدائش سے ۴ برس کی عمر تک :- یہ سلسلہ مذکور کا دوسرا حصہ ہے " ۸ر

۵ سال کی عمر سے جوانی تک :- یہ سلسلہ مذکور کا تیسرا حصہ ہے " ۸ر

دور جوانی - سلسلہ مذکور کا چوتھا حصہ - قیمت ۸ر

عمر بڑھانے کے طریقے مصنفہ ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی، اس کتاب میں وہ طبی ہدایتیں درج کی گئی ہیں جن پر عمل کرنے سے انسان اپنی عمر بڑھا سکتا ہے - قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

خزانہ اسرار :- یعنی ۵۰۰ نہایت مجرب طبی نسخوں کا مجموعہ - قیمت ۸ر

مفتاح الصحت مہاتما گاندھی کی کتاب شاہراہ تندرستی کے جواب میں لکھی گئی ہے اسمیں صحت قائم رکھنے کے ایسے مفید قاعدے بیان کئے ہیں جن کی پابندی سے آدمی سو سال تک جی سکتا ہے - قیمت عہ (ایکروپیہ)

مشاطہ :- مصنفہ جناب سیدہ بیگم صاحبہ، اس مفید کتاب میں عورتوں کی جسمانی آرائش لباس اور زیور کے صحیح استعمال اور تہذیب اور سلیقہ مندی کے متعلق وہ تمام باتیں بیان کردی گئی ہیں جن سے واقف ہونا ایک سلیقہ مند عورت کے لئے نہایت ضروری ہے - قیمت عہ

مفید قصے کہانیاں اور ناول

طوفان زندگی :- یہ کتاب دس نہایت دلکش اخلاقی افسانوں کا مجموعہ ہے جو ادبی حیثیت سے نہایت بلند پایہ اور موثر اور اخلاقی حیثیت سے نہایت سبق آموز ہیں قیمت عہ (ایکروپیہ)

تصویر معاشرت :- یہ نہایت دلچسپ نو اخلاقی افسانوں کا مجموعہ ہے، ہر ایک افسانہ کو پڑھ کر عبرت ونصیحت حاصل ہوتی ہے - قیمت عہ

دس عبرت، گیارہ نتیجہ خیز اور عبرتناک افسانوں کا مجموعہ ہے جو عبارت آرائی اور دلچسپی کے لحاظ سے بھی نہایت قابلقدر ہیں - قیمت عہ (ایکروپیہ)

زندگی کی صبح شام - دس ولولہ انگیز اور عبرتخیز افسانوں کا مجموعہ ہے قیمت عہ

عروج زندگی - اس مجموعہ میں نو نہایت دردناک اور دلچسپ کہانیاں ہیں قیمت عہ

رہبر زندگی :- عشق ومحبت کے گیارہ نہایت دلچسپ اور عبرتناک قصے - قیمت عہ

پتھر سے ہیرا مصنفہ ڈاکٹر سعید احمد بریلوی قصہ کے پیرایہ میں تبلیغ ہے نہایت موثر اور مفید ہے - قیمت ۱۴ر

شیطان کا طوطا حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی لکھی ہوئی ایک نہایت موثر کہانی جو اصلاح اخلاق کے لئے بہت مفید ہے - دو آنہ (۲ر)

جگ بیتی کہانیاں :- خواجہ صاحب کے لکھے ہوئے نہایت دلچسپ اور موثر قصوں کا مجموعہ، قیمت ۸ر

سورج چاند کی کہانی - نئی روشنی والوں کے پڑھنے کے قابل ایک نہایت دلچسپ قصہ - قیمت ۳ر (تین آنے)

انجام یزید :- ایک دلچسپ ڈرامہ از منشی لائق حسین صاحب قومی، قیمت ۱۰ر

محبوبۂ کربلا جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال مصر کے مشہور عربی ناول کا اردو ترجمہ از جناب مولنا سید ظہور احمد صاحب وحشی، قیمت عہ

قتل بہرام :- ایک پراسرار قتل کے حیرت انگیز حالات کا قصہ، از جناب حسرت لکھنوی ۹ر

لیلائے نجد :- ایک نہایت دلچسپ تاریخی افسانہ قیمت عہ

دہ درویش - دس درویشوں کی نہایت دلچسپ سرگذشت مصنفہ مولنا سید ظہور احمد صاحب وحشی - قیمت ۱۲ر

رہبر زندگی :- مولنا سید ظہور احمد صاحب وحشی کے چار نہایت عبرت انگیز اور سبق آموز افسانوں کا مجموعہ - قیمت عہ

مریخ کے سیاح کی ڈائری :- بہت دلچسپ چیز ہے اس لئے نہایت مقبول ہے ۶ر

عبرت کدہ :- پروفیسر اکبر حیدری صاحب کے ۸ اخلاقی افسانوں کا مجموعہ ۱۲ر

سیر خرابات :- حیدری صاحب کے لکھے ہوئے ظرافت آمیز قصے - قیمت ۶ر

رقاصہ :- دلچسپ قصہ از حیدری صاحب - ۸ر

نجیب الطرفین - " " ۴ر

عیاش کی ڈائری " " ۸ر

صنفی کتابیں

میاں بیوی - زن وشوہر کے تعلقات پر مفصل بحث کی گئی ہے از مولنا ظہور احمد صاحب وحشی - قیمت عہ (ایکروپیہ)

عیش ونشاط :- شادی شدہ حضرات کے لئے بہترین تجربوں کا مجموعہ ہے - از مفتی سید شوکت علی صاحب فہمی، قیمت عہ

دولھا دلھن :- شادی شدہ مردوں اور عورتوں کے لئے رہنمائی کرنے والی کتاب، از مفتی سید شوکت علی صاحب فہمی ۴ر

مرد عورت :- صنفی تعلقات کے متعلق بہترین تجارب از مفتی سید شوکت علی صاحب عہ

زن وشوہر - مرد عورت کی فطرت سے واقفیت بہم پہنچانے والی کتاب از مفتی سید شوکت علی صاحب فہمی، قیمت عہ (ایکروپیہ)

دلھن کی ڈائری، باتصویر - از منشی غلام احمد صاحب - قیمت عہ

لطف شباب، ایک مشہور عربی کتاب کا ترجمہ - حصہ اول عہ حصہ دوم عہ

لذت النکاح معروف بہ عروس نوشاہ:- ازجناب حسرت لکھنوی قیمت عہ

متفرق کتابیں

فقیر کی جھولی:- اسمیں کوئی قصہ ہو نہ کہانی لیکن ہر فقرہ میں ایسی لذت ہو کہ تمام عمر ہر فقرہ یادگار رہیگا اور ہر جگہ کام آئے گا۔ قیمت ۱۰ر

سعادۃ الکونین فی الفضائل الحسنین مولنا مفتی اکرام الدین صاحب نبیرہ حضرت مولنا شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی مشہور کتاب کا سلیس اردو ترجمہ جسمیں حضرت امام حسن و حسین کی ولادت سے لیکر شہادت تک کے واقعات اور شہادت کے بعد یزید اور اسکے خاندان کا حشر تمام واقعات بالتفصیل بیان کیے گئے ہیں۔ نہایت مستند اور بہت ہی پُراثر کتاب ہو قیمت عہ (ایکروپیہ)

رواۃ الامہات:- اس کتاب میں وہ ۴۰ حدیثیں جمع کی گئی ہیں جن کی روایت عورتوں سے شروع ہوئی ہو یا جو عورتوں ہی کے متعلق ہیں قیمت ۱ر

نظام عاشقی:- خدا اور رسول کے عشاق کے پڑھنے کی کتاب ہو۔ نظم و نثر سے آراستہ۔ قیمت چار آنے (۴ر)

ہرنبی شریف۔ یعنی حالات معراج سرورِ کائنات ۴ر

مساوات المسلمین:- اسلامی مساوات کا بیان۔ قیمت ۸ر

نافع دارین اسمیں مسلمانوں کے موجودہ افلاس کے اسباب اور اسکے دور کرنے کی تدابیر پر شرعی نقطۂ نظر سے بحث کی گئی ہو اور حلال روزی حاصل کرنے کے طریقے بتلائے گئے ہیں، قیمت ۱۲ر

احسن المقال:- اسمیں ایک ایسی راز کی بات درج ہی جس کی عام تشریح مناسب نہیں ۴ر

امام الزماں کی آمد اسمیں یہ بتلایا گیا ہو کہ امام مہدی کا ظہور کب ہوگا وہ کیسے ہونگے اور کون ہونگے۔ مصنفہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قیمت دس آنے (۱۰ر)

انگریزوں کو دعوت اسلام تبلیغی مشن کے لئے خواجہ صاحب نے لکھی اور بہت مقبول ہوئی۔ قیمت دو آنے (۲ر)

نادان وہابی۔ فرقہ بندی کی آگ بجھانے کے لئے خواجہ صاحب کا مشہور تبلیغی رسالہ۔ قیمت ۱ر (ایک آنہ)۔

حلال خور۔ تبلیغی رسالہ ہو اسمیں حلال خور قوم کے مفصل حالات ہیں جن کو پڑھکر حلال خور خود ہی مسلمان ہوجاتے ہیں۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

ہندو مذہب کی معلومات یہ کتاب خواجہ صاحب نے اس غرض سے لکھی ہو کہ مسلمان ہندو قوم اور ہندو مذہب کو اچھی طرح سمجھ لیں اور کسی دھوکہ میں نہ آئیں۔ قیمت ۸ر

سادھو سنگٹ تبلیغی رسالہ ہو اسمیں مہنتوں اور سادھوؤں کے متعلق مضامین ہیں۔ قیمت ایک آنہ (۱ر)

سکھ قوم۔ سکھوں کے مذہبی اور قومی حالات کا تبلیغی رسالہ۔ قیمت ۱ر

گاندھی نامہ گاندھی جی کے متعلق خواجہ صاحب کے نہایت دلچسپ مضامین کا مجموعہ۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

نظم الہام۔ حضرت اکبر الہ آبادی کی ایک دلکش نظم، قیمت ۲ر

تہجد کی مناجات:- جناب ابوالاثر حفیظ جالندھری کی لکھی ہوئی ایک دردناک مناجات۔ قیمت دو آنے (۲ر)

جواز عکسی تصاویر:- تصویروں کے جواز کے متعلق مولنا سید سلیمان ندوی کا ایک مدلل مضمون۔ قیمت چار آنے (۴ر)

حج کا ساتھی:- مستری چراغ الدین صاحب کا نہایت مفید و دلچسپ روزنامچہ سفر حج ۸ر

پکی قبروں اور قبوں کا جواز، مصنفہ مولنا نورالدین صاحب اجمیری۔ ۴ر

ہندوؤں کے مذہب میں قربانی اسمیں ثابت کیا گیا ہو کہ قدیم زمانہ کے ہندوؤں میں بھی قربانی کا رواج تھا۔ قیمت عہ

بیاض عاشقاں:- ڈاکٹر محمد قمرالدین صاحب قمر، ہلالی شاہ چشتی نظامی کا پُراثر کلام قیمت عہ (ایکروپیہ آٹھ آنے)

اسلامی اکھاڑہ:- اسمیں پھری گتکے وغیرہ کے متعلق نظم و نثر مضامین جمع کئے گئے ہیں، قیمت چار آنے (۴ر)

ہاتھ دیکھنے کی کتاب باتصویر ہاتھ کی لکیروں سے انسان کے گذشتہ، موجودہ اور آئندہ حالات معلوم کرنے کی نہایت مستند علمی کتاب ہو۔ ازجناب اشفاق احمد صاحب زیدی، قیمت عار

برگزیدہ نبی کے برگزیدہ خصائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و آداب اطوار و خصائل، معاشرت، لباس اور حلیہ مبارک وغیرہ کے متعلق نہایت دلکش مضامین ازجناب مولنا محمد عظیم صاحب گکھڑی ۱۲ر

کربلا نامہ اسمیں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہو جس کا ہر شعر و جملہ درد و سوز میں ڈوبا ہوا ہو۔ قیمت ۸ر

رسالت نامہ یہ کتاب اسلامی تاریخ بھی ہو سیرت رسول بھی اور میلاد نامہ بھی زبان اسقدر آسان اور دلکش ہو کہ عورتیں اور بچے بھی اسکو پڑھ کر لطف حاصل کرتے ہیں۔ قیمت عہ

مذہبی معلومات اس کتاب میں اسلام کی تعلیم کا خلاصہ اس خوبی کے ساتھ کیا گیا ہو کہ صرف ایک دن میں تمام ارکان و اعمال سے واقفیت ہوسکتی ہو زبان نہایت آسان ہو۔ قیمت عہ (ایکروپیہ)

غیبی اشارے غیب کی باتیں اور قسمت کا حال بتانے کی تعلیم دینے والی کتاب جس کے مطالعہ سے پیشین گوئی کرنے کی پوری مہارت حاصل ہوجاتی ہو عہ

دین کی باتیں:- حضرت ابن حجر عسقلانی کی مشہور کتاب منبہات کا سلیس اردو ترجمہ جسمیں بچوں اور عورتوں کے لئے حضرت سرور کائنات، صحابۂ کرام اور اولیاء اللہ کی نصیحتیں ہیں۔ قیمت ۸ر

دہریت نامہ:- جسمیں دہریت کے خلاف نہایت مدلل بحث کی گئی ہو۔ نئی روشنی والوں کے لئے نہایت ضروری کتاب ہو۔ قیمت ۱۲ر (بارہ آنے)

مصورِ غم مولنا راشد الخیری کی کتابیں

شام زندگی:- یہ مولنا راشد الخیری کی سب سے بہتر تصنیف ہو، ۱۷ ہزار بک چکی ہو اور ملک کا وہی حال ہو جو شروع میں تھا جو مرد چاہتے ہیں کہ ان کی بیویاں ان کے مزاج کے موافق ہوجائیں وہ شام زندگی کو انہیں پڑھواتے ہیں۔ اور جو عورتیں آرزو رکھتی ہیں کہ

اُن کا گھر رشکِ جنت بنجائے وہ شام زندگی کو پڑھتی ہیں اور اپنے خاوندوں کا دل موہ لیتی ہیں۔ شام زندگی میں قصہ کے طور پر شادی سے لیکر مرنے کے وقت تک عورتوں کے لئے ضروری ہدایات درج ہیں۔ شام زندگی کی ہر سطر آنکھوں کو پرنم کر دیتی ہے نہایت مفید دلچسپ اور پُر درد کتاب ہے۔ قیمت عہ/

صبح زندگی یہ شام زندگی کا پہلا حصہ ہے جس میں لڑکیوں کے لئے وہ ہدایات درج ہیں جن کا تعلق شادی سے پہلے کی زندگی سے ہے۔ چودھواں ایڈیشن چھپا ہے۔ قیمت عہ/ (ایک روپیہ آٹھ آنے)

شب زندگی صبح زندگی میں عورت کے بچپن اور جوانی کو دکھایا ہے اور شام زندگی میں اُسے آخر منزل تک پہنچایا ہے۔ یہ بھی نہایت ہی موثر مفید اور پُر درد کتاب ہے۔ قیمت حصہ اول عہ/ حصہ دوم عہ/

اُمت کی مائیں یعنی رسول اللہ کی تمام ازواج مطہرات کے سوانح زندگی یہ کتاب عورتوں کو دین و دنیا کا صحیح راستہ بتاتی ہے اور اُردو کی اعلیٰ انشا پردازی کا نمونہ ہے۔ قیمت عہ/ (ایک روپیہ)

الزہرا مصور غم نے حضرت سیدہ فاطمہ زہرا کے مقدس حالات کو اپنے مخصوص دلکش اور پُر اثر رنگ میں لکھا ہے۔ خاتمہ پر ایک مفصل بحث شہادت اہل بیت پر ہے اور میدان کربلا کے واقعات جس طرح ادا کئے گئے ہیں اُن کی بابت صرف اتنا لکھنا کافی ہے کہ محرم کا بیان اور مولانا کی زبان۔ قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

منازل السائرہ یہ مولانا کی طرز تحریر کا ایک لاثانی نمونہ ہے جسمیں سائرہ کی زندگی کے حالات نہایت دلچسپ اور سبق آموز طریقے سے بیان کئے گئے ہیں حصہ اوّل عہ/ حصہ دوم عہ/

بنت الوقت اس دردناک کتاب میں یورپ کی کورانہ تقلید اور نئے تمدن کی اندھا دھند پیروی کا عبرتناک انجام دکھایا ہے۔ قیمت ۸ر

سراب مغرب:۔ اس کتاب میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تعلیم نسواں میں غیر مسلم ذرائع سے مستفید ہونا کہاں تک جائز ہے۔ قصہ اس قدر درد انگیز ہے کہ ہر ہر لفظ کلیجہ کے پار ہو جاتا ہے۔ قیمت ۸ر

سات روحوں کے اعمالنامے عالم ارواح کی سیر کرنی ہو یا پردۂ موت کو ہٹا کر کچھ دیکھنا ہو تو ان روحوں کے اعمالنامے پڑھیے جسمیں فاضل مصنف نے حیات و ممات کی دلکش تصویریں کھینچی ہیں۔ قیمت ۸ر

نوبت پنجروزہ:۔ اسمیں آخری تاجدار مغلیہ کی ۵ نوبتیں اسقدر درد انگیز پیرایہ میں لکھی گئی ہیں کہ خون کے آنسو رلوا دیں گی، پانچویں نوبت وہ ہے جب دلی نے بادشاہ کو وداع کیا، غدر کے واقعات مجرموں کا قتل مظلوموں کی حالت زار مردوں کی بربادی، عورتوں کی تباہی ناممکن ہے کہ آپ آنسو بہائے بغیر پڑھ سکیں۔ عہ/

ستونتی عورت اگر تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ سچی مسلمان بھی ہے تو شوہر کے لئے وہ ایک بیش بہا نعمت ہے ایسی ایک شریف عورت کے امتحان وفا اور ایثار کا حال اس کتاب میں پڑھیے جو اپنے اعلیٰ کیرکٹر سے آپکو محو حیرت کر دے گی ۸ر

نانی عشو۔ آپ کتنے ہی سنجیدہ کیوں نہ ہوں ناممکن ہے کہ نانی عشو پڑھتے یا سنتے وقت آپکے پیٹ میں بل نہ پڑ جائیں، قیمت ۱۰ر (دس آنے)

رُوداد قفس مولانا کی ان بیش بہا اور عبرت انگیز معاشرتی نظموں کا دلآویز مجموعہ جس میں ہندوستانی مسلمان عورتوں کی حالت زار کا صحیح نقشہ کھینچا گیا ہے۔ قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

محبوبۂ خداوند۔ حضرت عثمان غنی کے زمانہ کا اسلام مذہبی مجلس میں۔ مسیحی علما کی ریشہ کاریاں، نہایت دل آویز تاریخی ناول۔ قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

مودّہ:۔ شرع اسلام کے خلاف لڑکی کو ترکہ نہ دینے کی مخالفت میں مولانا کا نہایت دَرد انگیز اور سبق آموز افسانہ۔ قیمت ۸ر

نوحۂ زندگی بیوہ کے نکاح ثانی کے متعلق مولانا کی بے مثل تصنیف کتاب ہے۔ ایک جادو جس کا ہر لفظ ایک مرثیہ ہے۔ قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

اندلس کی شہزادی یا تائید غیبی مسلمانوں کو بتائیگی کہ وہ سرزمین اندلس پر کیا کر چکے ہیں۔ کس طرح وقت نے اُن کو معراج کمال تک پہنچایا اور کس طرح وہ اپنے اعمال سے فنا ہوئے۔ قیمت ۸ر

فسانۂ سعید:۔ اسمیں مولانا نے نہایت قابلیت سے نکاح ثانی کو بے سود ثابت کیا ہے۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

جوہر عصمت:۔ یعنی مولانا راشد الخیری کے ۱۳ پُر درد سبق آموز افسانوں کا مجموعہ قیمت عہ/

سیلاب اشک یا تصویر:۔ مولانا کے ۷ دردانگیز افسانے، قیمت عہ/

گلدستۂ عید:۔ عید کے متعلق ۱۴ سبق آموز افسانوں کا مجموعہ جن کی ہندوستان بھر میں دھوم مچ چکی ہے۔ قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

دیدیا کی سرگذشت یورپین میاں بیوی کے تعلقات کا ہو بہو فوٹو نہایت دلچسپ اور پُر لطف قصہ، قیمت ۴ر (چار آنے)

بچہ کا کرتا:۔ ماں کی حمیت کا دردانگیز افسانہ۔ قیمت ۴ر

امین کا دم واپسیں ہارون رشید کے بیٹے امین الرشید کے دردناک قتل کا درد انگیز واقعہ۔ قیمت ۶ر (چھ آنے)

منازل ترقی:۔ نئی روشنی کی ترقی کے مظالم۔ قیمت ۴ر

گوہر مقصود:۔ مولانا کے دو دلچسپ اور دردناک قصوں کا مجموعہ۔ قیمت ۶ر

لڑکیوں کی انشا اسمیں کنواری بچیوں کو خط نویسی سکھانے کے لئے ۵۰ کے قریب مختلف قسم کے خطوط ہیں۔ زبان ایسی پیاری ہے کہ بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ قیمت بارہ آنے (۱۲؍)

سوکن کا جلاپا نہایت پُر درد اور سبق آموز قصہ ہے جسمیں دوسری شادی کی خرابیاں دکھائی گئی ہیں۔ قیمت ۶ر

سنجوگ:۔ ایک مصیبت زدہ لڑکی کی پُر درد داستان ہے جس کا نکاح والدین نے بے سوچے سمجھے کر دیا تھا۔ قیمت ۱۰ر

طوفان حیات:۔ شرک و بدعات کے بدنتائج کا بیان دل آویز قصہ کے پیرایہ میں عہ/

دُرِ شاہوار:۔ ایک ایران کی شہزادی کے حسن و عشق کے واقعات کا دلچسپ ناول ۱۰ر

قطرات اشک	عہ/	جوہر ندامت	عہ/
یاسمین	عہ/	شمع کمال	عہ/
سمرنا کا چاند	عہ/	عروس کربلا	عہ/

ماہ عجم عہ/

تائید غیبی	۸ر	انگوٹھی کا راز	۸ر
شاہین و دراج	۸ر	قلب حزیں	۸ر

تصانیف جناب قاری سرفراز حسین صاحب عزمی دہلوی

طوائف کی پُر اسرار زندگی کے فریب سے خبردار کرنے والے نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب اخلاقی

نادل

شاہدِ رعنا:۔ آٹھواں ایڈیشن ۔ ایک ڈیرہ دار طوائف کی خود نوشت سوانح عمری کمسنی سے بڑھاپے تک کے عبرت انگیز حالات نہایت دلچسپ مفید اور قابل دید عہ

سعید:۔ اسمیں ایک تعلیم یافتہ نوجوان مسلمان اور ایک پاتر کے جذبات کا دلی خاکہ کھینچا گیا ہے حسن و عشق کے معاملات پر نہایت پُر لطف بحث کی گئی ہے، اور انجام اخلاقی فلاح پر کیا گیا ہے۔ قیمت ۸ر

سعادت:۔ دہلی کی ایک تعلیم یافتہ سلیقہ مند طوائف کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے ناچ رنگ حسن و عشق وصال و فراق کا دلچسپ نقشہ کھینچا گیا ہے۔ عاشق و معشوق کی پُر لطف خط و کتابت، قیمت ۸ر

سزائے عیش فلسفہ حسن و عشق اور تفریحات عامہ پر بحث کی گئی ہے، ایک شریف گھر اور طوائف کے کوٹھے کا دن رات کا ٹائم ٹیبل درج ہے قیمت ۱۰ر

انجام عیش:۔ پاکیزہ زندگی اور بدکاری و آوارگی کی زندگی کے مختلف پہلو نہایت خوبصورتی سے دکھائے گئے ہیں اور ان پر جدید علمی اور سائنٹفک اصول کے لحاظ سے نہایت عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ نہایت مفید اور سبق آموز کتاب ہے۔ قیمت ۱۱ر

سبزہ عیش اسمیں طوائف سے نکاح کرکے ان کو بہو بیٹیوں میں بلاکر بٹھانے کے نتائج پر دلچسپ روشنی ڈالی گئی ہے ۔ اور ایک بڈھی نائکہ کے حالات کا خاکہ کھینچا گیا ہے۔ قیمت ۱۰ر

بہار عیش ایک ڈیرہ دار طوائف کا اور جھگڑوں کو چھوڑکر موسیقی کا ترقی دینا۔ قیمت ۸ر (آٹھ آنے)

ان ساتوں ناولوں کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ نوجوان لڑکے ان کو پڑھ کر چوکنے ہو جائیں اور انکے بزرگ ان کتابوں کے مطالعہ سے اپنی بے راہ رو اولادوں کی آسانی سے اصلاح کرسکیں اور بیویاں خاوندوں کی بے توجہی کے اسباب سمجھ جائیں اور طوائف اپنے ناپاک پیشے کی رذالت اور حیثیت سے آگاہ ہو کر نیکی کی طرف مائل ہوں

احیاء ملت:۔ مسلمانوں کی اصلاح معاملات کے متعلق قاری صاحب موصوف کے لکھے ہوئے نہایت مفید اور مجتہدانہ مضامین۔ قیمت ۸ر

انیس الغربا۔ مسلمانوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے بیشمار آسان تدبیریں۔ ۶ر

فغان قاری:۔ فضیلت اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے متعلق خاص خیالات۔ قیمت ۴ر

دل کا عجائب خانہ:۔ قاری صاحب کے ادبی مضامین کا مجموعہ۔ قیمت ۶ر

ادبستان:۔ متعدد دلچسپ اور مفید مضامین کا مجموعہ، قیمت ۴ر

لطف زندگی:۔ قاری صاحب کے سحر نگار قلم کا ایک مختصر مگر دلچسپ قصہ قیمت ۲ر

اقل قلیل اسلام:۔ اسلام کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنے کی نہایت ضروری اور مفید تجاویز۔ قیمت ۲ر (دو آنے)

فضائل اسلام جدید علوم عقلیہ اور جدید طرز استدلال کی مدد سے ثابت کیا ہے کہ اسلام ساری دنیا اور ہر وقت کے واسطے دنیوی اور اُخروی تباہی سے بچانے کا واحد ذریعہ ہے اور اسکی تعلیم مطابق فطرت ہے۔ قیمت ۸ر

ہندو مذہب اور اسلام نہایت سنجیدگی اور تحقیق کے ساتھ دلچسپ پیرایہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام کو ہندو مذہب پر فضیلت ہے۔ منصف مزاج ہندو بھی اس کتاب کی تعریف کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ قیمت ۸ر

تصانیف مرزا غالب مرحوم

اُردوئے معلی ۔ ۱۲ر — عود ہندی ۔ ۱۲ر
دیوان غالب (جرمنی ایڈیشن) ۔ للعہ — دیوان غالب (نسخہ حمیدیہ) ۔ للعہ
دیوان غالب (جامعہ ایڈیشن) ۔ ۸ر — شرح دیوان غالب طباطبائی ۔ ۱۲ر
شرح دیوان غالب مولنا حسرت ۔ ۱۲ر — شرح دیوان غالب مطبوعہ نظامی پریس ۔ ۱۲ر
دیوان غالب (آسی) ۔ ۱۲ر — شرح دیوان غالب مولنا سہا ۔ ۱۲ر
شرح دیوان غالب، بیخود دہلوی ۔

تصانیف سرسید مرحوم

خطبات احمدیہ ۔ سےٖ — قصہ اصحاب کہف ۔ ۸ر
اسباب بغاوت ہند ۔ ۶ر — مجموعہ لیکچر ۔ سےٖ
خطوط سرسید ۔ ۶ر — احکام طعام ۔ ۶ر
نادان خدا پرست ۔ ار — جواب امہات المومنین ۔ ۶ر

تصانیف نواب محسن الملک مرحوم

تقلید و عمل بالحدیث ۔ ۱۰ر — اسلام ۔ ۲ر
آیات بینات ۳ جلد ۔ عہ — کتاب المحبت والشوق ۔ ۱۰ر
مجموعہ لیکچر ۔ سےٖ — مسلمانوں کی تہذیب ۔ ۶ر

تصانیف مولنا حالی مرحوم

سوانح سرسید مرحوم ۔ للعہ — مقدمہ شعر و شاعری ۔ ۱۲ر
دیوان حالی ۔ عہ — تحفۃ الاخوان ۔ ۴ر
شکوہ ہند ۔ ۲ر — کلمۃ الحق ۔ ار
چہار گلزار حالی ۔ ار — یادگار غالب ۔ سےٖ
حیات سعدی ۔ ۱۲ر — مسدس حالی ۔ ۸ر
رباعیات حالی ۔ ۲ر — مجموعہ نظم حالی ۔ ۱۲ر
بیوہ کی مناجات ۔ ۳ر — مرثیہ غالب ۔ ار
تنگ خدمت ۔ ار — تعصب و انصاف ۔ ۲ر

تصانیف ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم

جامع المصاحف:۔ (کلام پاک مع ترجمہ بین السطور) ہدیہ بلا جلد ۶ر، مجلد عہ

غرائب القرآن:۔ (کلام پاک ایک صفحہ پر متن اور اس کے مقابل صفحہ پر ترجمہ) ہدیہ بلا جلد عہ۔ مجلد سے

الحقوق والفرائض:۔ حصہ اول ۱۲ر حصہ دوم ۱۲ر حصہ سوم عہ

رویائے صادقہ ۱۲ر — مراۃ العروس عہ، توبۃ النصوح عہ

آیامی عہ — صرف صغیر ۶ر
مواعظ حسنہ عہ — مطالب القرآن (ناتمام تفسیر) عہ
اجتہاد عہ — ادعیۃ القرآن ۱۰ر
مبادی الحکمت عہ — لکچروں کا مجموعہ [illegible]
نظم بے نظیر عہ — ابن الوقت عہ
بنات النعش عہ — محصنات عہ
منتخب الحکایات ۸ر — رسم الخط ۶ر
الیغنیک فی الصرف ۳ر — دہ سورۃ ۱۰ر

تصانیف مولوی بشیر الدین احمد صاحب مرحوم

اقبال دلہن عہ — اصلاح معیشت عہ
فغان اشرف عہ — نشاط عمر عہ
عصائے پیری عہ — جزو طفلاں عہ
لخت جگر [illegible] — شمع ہدایت [illegible]
مثنوی درد دل ۸ر — بچوں سے دو دو باتیں عہ
دیوان بشیر عہ — حکایات لطیفہ [illegible]
فرامین سلاطین [illegible] — واقعات دار الحکومت مجلد [illegible]
حسن معاشرت عہ — عزم بالجزم [illegible]
انشائے بشیر عہ — لطائف عجیبہ [illegible]
واقعات مملکت بیجاپور مجلد [illegible] — تمثال الامثال مجلد [illegible]

تصانیف مولانا محمد حسین صاحب آزاد مرحوم

دربار اکبری [illegible] — نگارستان فارس [illegible]
سیر ایران عہ — دیوان ذوق [illegible]
آب حیات [illegible] — سخندان فارس [illegible]
قند پارسی ۱۰ر — مکتوبات آزاد عہ
بیان آزاد عہ — ڈراما اکبر عہ
نظم آزاد ۸ر — تاریخی پھول ۸ر
جانورستان ۱۰ر — لغت آزاد [illegible]
تذکرۂ علما ۵ر — کائنات عرب ۱۰ر
نصیحت کا کرن پھول ۸ر — نیرنگ خیال حصہ اول ۱۲ر حصہ دوم ۱۲ر

تصانیف مولوی ذکاء اللہ صاحب مرحوم

تاریخ ہندوستان:۔ جلد اول عہ جلد دوم عہ جلد سوم [illegible] جلد چہارم [illegible]، پنجم للعہ ششم عہ ہفتم [illegible] ہشتم [illegible] نہم عہ دہم عہ
تاریخ ہند ۵ جلدیں .... [illegible]

تصانیف مولانا شبلی نعمانی مرحوم

سیرۃ النبی:۔ حصہ اول للعہ حصہ دوم [illegible] (تقطیع خورد) حصہ سوم (تقطیع کلاں [illegible])

الفاروق ۔ معمولی ایڈیشن [illegible] اعلیٰ للعہ — سیرۃ النعمان [illegible]
رسائل شبلی عہ — بیان خسرو ۸ر
مقالات شبلی عہ — موازنۂ انیس و دبیر [illegible]
الکلام [illegible] — الانتقاد ۸ر
شعر العجم ۔ حصہ اول [illegible] حصہ دوم [illegible] حصہ سوم [illegible] چہارم [illegible] پنجم ...... [illegible]
المامون [illegible] — الغزالی عہ
سفرنامہ روم و مصر و شام [illegible] — اورنگ زیب عالمگیر عہ
کلیات شبلی اردو عہ — کلیات شبلی فارسی [illegible]

تصانیف مولانا سید سلیمان صاحب ندوی

ارض القرآن، حصہ اول [illegible] حصہ دوم عہ
حیات امام مالک عہ — سیرت عائشہ [illegible]
لغات جدیدہ عہ — خطبات مدراس عہ
خلافت عثمانیہ عہ — دنیائے اسلام اور خلافت ۶ر
رسالہ اہل سنت والجماعت ۸ر — بشریٰ ۶ر
دروس الادب، پہلی ریڈر ۲ر، دوسری ۴ر

تصانیف مولانا عبد الحلیم شرر مرحوم

تاریخ:۔ مصر قدیم عہ — تاریخ خلافت ۴ر
سوانح:۔ ابوبکر شبلی عہ — جنید بغدادی عہ
حسن بن صباح ۶ر — خواجہ معین الدین ۶ر
مخدرات عہ — افسانۂ قیس ۳ر
شیریں ملکہ عجم ۴ر — صد پارۂ دل [illegible]
قرۃ العین ۳ر — سکینہ بنت حسین ۶ر
ملکہ زنوبیہ ۳ر — ولادت سرور عالم ۸ر
تاریخی ناول:۔ الفانسو ۱۲ر — فتح اندلس [illegible]
بابک خرمی عہ — زوال بغداد عہ
شوقین ملکہ عہ — ایام عرب جلد اول عہ
فردوس بریں عہ — جلد دوم عہ
قیس و لبنیٰ عہ — لعبت چین عہ
ملک العزیز ورجنا ۱۰ر — جویائے حق حصہ اول عہ، حصہ دوم [illegible]
فلپانا عہ — عزیزۂ مصر عہ
رومۃ الکبریٰ عہ — مفتوح فاتح عہ
مقدس نازنین عہ — منصور موہنا ۱۰ر
ماہ ملک [illegible] — یوسف نجمہ کابل عہ
طاہرہ عہ
خیالی ناول:۔ آغا صادق کی شادی ۱۰ر
اسرار دربار حرام پور، حصہ اول ۵ر، حصہ دوم ۵ر
حسن کا ڈاکو ۔ حصہ اول ۱۲ر، حصہ دوم ۱۲ر

خوفناک محبت ۔ عہ ۔ دلچسپ ۱۴ر
دلکش عہ ۔ ۱۲ر ۔ غیب داں دلہن عہ
بدر النسار کی مصیبت ۳ر

ڈرامے اور نظمیں:۔ اسیری بابل ۲ر ۔ زمانہ اور اسلام ۳ر
شب غم ار ۔ شب وصل ار
شہید وفا ۱۰ر ۔ میوۂ تلخ ۲ر

مضامین شرر:۔ مضامین شاعرانہ عاشقانہ حصۂ اول ۱۲ر
تاریخی واقعات پر خیالی آرائی ۱۲ر ۔ ” ” حصۂ دوم ۱۲ر
سیر و تجال ۔ مشرقی تمدن کا آخری نمونہ ۱۲ر
ادب و تحقیق مسائل ۔ سیرنسواں حصۂ اول ۱۲ر
اصلاح قوم و ملت عہ ۔ ” حصۂ دوم عہ
آغاز و اختتام سال ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عہ

تصانیف حکیم احمد حسین الہ آبادی

ترجمہ تاریخ ابن خلدون:۔ جلد اول ۱۲ر، جلد دوم ۱۲ر، سوم ۱۲ر، چہارم ۱۲ر، پنجم ے، ششم ۱۲ر، ہفتم ے، ہشتم ے، نہم ے، دہم ے، یازدہم ے، دوازدہم ے، سیزدہم ے ۔۔۔۔

تصانیف قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری

رحمۃ اللعالمین۔ حصۂ اول ۱۲ر حصۂ دوم للعہ
سبیل الرشاد۔ یعنی سفر نامہ حجاز ۱۲ر
غایت المرام ۸ر ۔ تائید الاسلام ۸ر
معراج المومنین ۸ر ۔ الصلوٰۃ والسلام ۸ر
اسلام بزور شمشیر ۳ر ۔ مہر نبوت ۳ر

تصانیف میر ولی اللہ، بی، اے

بندگی ۱۲ر ۔ کلاس الکرام ے
لسان الغیب یعنی شرح دیوان حافظ:۔ جلد اول ے
جلد دوم ۱۲ر جلد سوم ۱۲ر۔ جلد چہارم ۱۲ر

تصانیف پروفیسر الیاس برنی، ایم، اے

جذبات فطرت (یعنی مجموعہ نظم) ۲ حصے للعہ
معارف ملت ” ” للعہ
مناظر قدرت ” ” للعہ
علم المعیشت صہ

تصانیف سید سجاد حیدر، بی، اے

خیالستان ۱۲ر ۔ حکایات و احتساسات ۱۲ر
ثالث بالخیر ۸ر ۔ زہرہ ۱۳ر

جلال الدین خوارزم شاہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲ر

تصانیف جناب نیاز، فتحپوری

تلاش راز ۸ر ۔ گہوارۂ تمدن ۱۲ر ۔ گیتان جلی ۱۲ر
گہوارۂ تمدن ۱۲ر ۔ نگارستان ۱۲ر
صحابیات ۱۲ر ۔ تاریخ الدولتین ۱۲ر
مقالات نیاز ۲ر

تصانیف مسٹر ظفر عمر، بی، اے

چند دن کا کلب ۹ر، نیلی چھتری ۱۲ر ۔ بہرام کی گرفتاری عہ، مستقبل اسلام ۱۲ر

تصانیف منشی سجاد حسین مرحوم

احمق الذین ۸ر، حاجی بغلول ۸ر ۔ پیاری دنیا ۸ر، کایا پلٹ ۸ر
میٹھی چھری ۸ر، طرحدار لونڈی عہ ۔ طلسمی فانوس ۱۲ر

تصانیف پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار

سیر کہسار، پیے، خدائی فوجدار ۱۲ر ۔ جام سرشار ۱۲ر، کامنی ۱۲ر
بچھڑی دلہن ۸ر، فسانۂ آزاد ۱۲ر ۔ کڑم دھڑم ۸ر، پی کہاں ۶ر

تصانیف خواجہ عبدالحی صاحب، فاروقی

الخلافت الکبریٰ۔ یعنی سورۂ بقر کی مکمل و مبسوط تفسیر، للعہ مجلد صہ
الصراط المستقیم۔ یعنی سورۂ انفال و توبہ کی تفسیر ۱۲ر
بیان:۔ سورۂ آل عمران کی تفسیر ۱۲ر ۔ عبرت، سورۂ یوسف کی تفسیر عہ
سبیل الرشاد۔ سورۂ حجرات کی تفسیر ار ۔ برہان:۔ سورۂ نور کی تفسیر عہ
بصائر۔ حالات حضرت موسیٰ اور فرعون ۸ر۔ ذکر کی، چھبیسویں پارہ کی تفسیر ے،
ہمارے رسول:۔ حالات رسول بچوں کے لئے ۸ر

تصانیف مولوی حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری

تاریخ الامت:۔ حصۂ اول عہ، حصۂ دوم ۱۲ر، سوم عہ، چہارم ۱۲ر، پنجم ۱۲ر، ششم ۱۲ر،
تاریخ نجد۔ عہ، حیات حافظ ۱۲ر ۔ حیات جامی ۸ر۔ سیرت عمرو بن عاص عہ
جواہر لیہ ۳ر، محجوب الارث ۸ر ۔ الوراثت فی الاسلام ۸ر
تاریخ قرآن عہ ۔ علوم عرب ۱۲ر

تصانیف ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب، ایم، اے، پی ایچ ڈی

مبادی معاشیات عہ ۔ معاشیات قومی صہ

تصانیف ڈاکٹر عابد حسین صاحب، ایم، اے، پی ایچ ڈی

تاریخ فلسفۂ اسلام ۱۲ر ۔ مسلمانوں کی تعلیم اور جامعہ ملیہ ۸ر
پردۂ غفلت ۱۲ر

تصانیف مولانا ابوالکلام آزاد

قول فیصل عہ، تذکرہ ہے، تفسیر سورۂ والتین ۸ر
اولیاء اللہ و اولیاء الشیطان ۶ر حقیقت الصلوٰۃ ۴ر، عزیمت و دعوت عہ
الجہاد ۸ر، الحرب فی القرآن ۱۰ر، ایلاء و تجہیز ۸ر، خطبہ عید الضحیٰ ۳ر
فلسفۂ رمضان ۲ر، لمعات صداقت ۴ر۔ مضامین ابوالکلام حصہ اول ۱۰ر
تازہ مضامین ۱۰ر، بیان ابوالکلام ۴ر، 〃 〃 〃 دوم ۱۲ر
دعوت عمل ۸ر، دعوت حق ۶ر 〃 〃 〃 سوم ۱۲ر
صدائے حق ۸ر، جہاد اور اسلام ۶ر 〃 〃 〃 چہارم ۱۲ر
الحریت فی الاسلام ۱۲ر 〃 〃 〃 پنجم ۱۲ر
خطبات سیاسیہ ۸ر، حزب اللہ ۱۲ر 〃 〃 〃 ششم ۱۲ر
خطبۂ صدارت تحریری ۶ر خطبۂ صدارت تقریری ۶ر
خطبۂ صدارت جلسۂ آگرہ ۹ر آخری پیغام ار، لیلۃ القدر ار
ذکریٰ ۸ر

انجمن ترقی اردو کی کتابیں

تذکرہ شعرائے اردو، مجلد عہ، انتخاب کلام میر عہ
مثنوی خواب خیال عہ دریائے لطافت عہ
قواعد اردو عہ، وضع اصطلاحات ہے ۱۲ر، اصطلاحات علمیہ، مجلد سے
مشاہیر یونان و روما جلد اول، ہے، جلد دوم عہ، ملل قدیمہ عہ
تاریخ اخلاق یورپ، حصہ اول ہے، حصہ دوم عہ۔ نکات الشعرا۔ مجلد عہ
دیوان غالب، معہ مقدمہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن۔ صہ
محاسن کلام غالب عہ جاپان اور اس کا تعلیمی نظم و نسق ہے
مقدمات الطبیعات عہ، طبقات الارض عہ، بجلی کے کرشمے عہ۔ القمر ۱۰ر
علم المعیشت، مجلد صہ سرگذشت حیات عہ
تاریخ یونان قدیم مجلد عہ فلسفۂ تعلیم، ہے، رسالہ نباتات عہ
اسباق النحو حصہ اول ۶ر، حصہ دوم ۴ر دیباچہ صحت مجلد للعہ
فلسفۂ جذبات مجلد عہ، امراض ہنود ہے، القول الاظہر ۸ر

تصانیف مولوی عبدالسلام صاحب ندوی

اسوۂ صحابہ۔ جلد اول ہے، جلد دوم للعہ۔ سیرت عمر ابن عبدالعزیز عہ
التربیت الاستقلالیہ عہ، شعر الہند، حصہ اول للعہ، دوم للعہ
انقلاب الامم عہ، اسوۂ صحابیات عہ

تصانیف مولوی عبدالماجد صاحب بی، اے

مکالمات برکلے عہ، تصوف اسلام عہ، مثنوی زہر عشق ۱۲ر، فلسفیانہ مضامین عہ
فلسفۂ جذبات عہ پیام امن عہ
زود پشیماں ۱۲ر

تصانیف مولوی عبدالباری صاحب ندوی

برکلے، عہ۔ مذہب و عقلیات ۸ر مبادیٔ علم انسانی عہ

تصانیف مولوی سعید انصاری صاحب

سیر الصحابیات، عہ، تفسیر ابو مسلم اصفہانی (عربی) عہ
سیر الانصار۔ حصہ اول ہے، حصہ دوم عہ

(تصانیف مولوی محمد یونس مرحوم، فرنگی محلی)

روح الاجتماع عہ، ابن رشد ہے

(تصانیف پروفیسر سید نواب علی صاحب ایم، اے)

معارج الدین، عہ، تاریخ صحف سماوی ہے، شمع سخن ۱۰ر۔ ہمارے نبی (بچوں کے لئے) ۴ر۔ تذکرۃ المصطفیٰ۔ عہ

(دار المصنفین کی دیگر تصانیف)

گل رعنا۔ (حکیم عبدالحئی صاحب) صہ، مقالات روسو ۸ر، خلفائے راشدین ہے
رسول عربی (سردار گوربخش سنگھ) ۸ر، نیٹشے۔ صہ۔ نفسیات ترغیب عہ

(تصانیف حکیم محمد علی خاں صاحب)

رام پیاری صہ، عبرت کابل ہے، حسن سرد ہے، گورا ہے

تصانیف ڈاکٹر سر محمد اقبال

زبور عجم (فارسی) بلا جلد ہے، مجلد للعہ، بانگ درا، اردو کلام کا مجموعہ عہ، مجلد ہے
پیام مشرق (فارسی) ہے، مجلد ہے، مثنوی اسرار خودی و رموز بیخودی (فارسی) عہ، مجلد عہ
شمع و شاعر ۴ر، نالۂ یتیم، ۲ر
فریاد امت ۳ر، مکمل ترانہ ۲ر اکبری اقبال ۳ر، شکوہ ۲ر
جواب شکوہ ۴ر، خضر راہ ۴ر تصویر درد ۴ر

(تصانیف پروفیسر منہاج الدین، ایم، ایس سی)

ہیئت جدید، حصہ اول عہ۔ حصہ دوم عہ، حصہ سوم عہ
زینت آسمان عہ نظریۂ اضافیت للعہ

(تصانیف مولوی عبدالرحمٰن صاحب امرتسری)

کتاب التصرف ۱۲ر۔ کتاب النحو ۸ر عربی بول چال۔ حصہ اول ۱۲ر، حصہ دوم ۱۲ر
سیاحت نامہ، بلاد اسلامیہ .... عہ

(تصانیف مولوی ظفر علی خاں صاحب)

روح معانی عہ، لطائف الادب عہ اپریل فول ۶ر۔ میری عینک ۶ر
سنہری گھونگا ۸ر حبسیات عہ معاشرت ۶ر

(دار الاشاعت پنجاب کی کتابیں)

معلومات کی کتابیں :۔ نباتات اور نباتاتی خوراک، از پروفیسر موہن لال ہٹی ایم، اے، عہ۔ قدیم تہذیبیں، از جناب سالک بی اے عہ
امداد باہمی۔ (از جناب سالک بی اے) عہ
آئین حکومت ہند۔ 〃 〃 〃 عہ
دانایان فرنگ 〃 〃 عہ

ایجادات ۶عہ، کاریگری، ۱۲ار، سیاحوں کی کہانیاں، ۸عہ، سمندر کی کہانی، ۳ر

پرانی کتابوں کے نئے ایڈیشن:- باغ وبہار یا چہار درویش (از پروفیسر مرزا محمد سعید ایم اے) ۱۲عہ۔ فسانہ عجائب (〃) ۱۲عہ، گل بکاولی ۱۲ار، اندرسبھا ۸ر

ہیبتناک افسانے:- خودکشی کی انجمن (تاج) عہ، راجہ کا ہیرا (تاج) عہ، قصر ساحل (تاج) عہ، تائیں (مولوی عنایت اللہ خاں) ۱۲عہ، نیا چاند (سالک) ۸ر خون کی پیاس ۱۲عہ، بدنصیب ۱۲عہ۔ بم کا نسخہ ۶عہ۔

طبع زاد ناول:- چوگان ہستی (پریم چند) ۱۲عہ، خواب ہستی (مرزا محمد سعید) ۱۲ار یاسمین (ایضاً) ۶عہ

ننھے بچوں کے لئے ۲۵ کتابوں کا سٹ، دوسرا درجہ للعہ ۱۲ار

〃 〃 تیسرا درجہ ۱۲عہ

پانچ کتابوں کا سٹ.......... پہلا درجہ ۲ ہے

درسی کتابیں:- اردو کا قاعدہ (رنگین تصویریں) ۳ر، اردو کی پہلی (رنگین تصویریں) ۸ر۔ اردو کی دوسری (ایضاً) ۹ر، اردو کی تیسری (〃) ۱۰ار

(سید امتیاز علی تاج، بی، اے، کی دیگر کتابیں)

پھولوں کی کلیاں حصہ اول ۸ر، حصہ دوم ۹ر، پھول باغ حصہ اول ۱۰ار، حصہ دوم ۵ر

دلچسپ کتابیں:- بچوں کی بہادری ۴ر، موت کا راگ ۳ر۔ سمندری شہزادی ۱۲ار، سپاہی اور درویش ۵ر، ابوالحسن ۶ر۔ چڑیا خانہ حصہ اول ۱۰ار، حصہ دوم ۴ار، گدگدی۔ حصہ اول ۸ر، حصہ دوم ۱۰ار، پرستان، 〃 ۸ر 〃 ۶ر بادشاہوں کی کہانیاں۔ قیمت ۷ر

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ کی تصانیف:- خانہ داری ۱۲عہ، رفیق عروس ۱۲ار۔ آداب ملاقات ۸ر، نعمت خانہ ۱۲عہ، حیات اشرف ۶ر۔ صفیہ بیگم ۱۰ار، آجکل ۶ر خواب راحت ۳ر، سگھڑ بیٹی عہ، شریف بیٹی ۷ر، چندن ہار ۳ر، پان کی گلوری ۱ر سچے موتی ۴ار، انمول موتی ۲ر، امتیاز بچیسی ۷ر، تلج گیت ۳ر، تاج پھول ۵ر، ریشمی پھول ۷ر، دلچسپ کہانیاں ۹ر، دلپسند کہانیاں ۹ر، تین بہنوں کی کہانی ۶ر۔ علی بابا چالیس چور ۳ر۔ انگریزی گرامر ۲ر، چوہے بلی نامہ ۲ر

بچوں کے لئے نئی کتابیں:- کن کٹا قاضی ۸ر، نرالی دنیا ۵ر، تغلا ۶ر، بگلا بھگت ۵ر، کھیل بتیسی ۶ر، چاند کی بیٹی ۶ر، جادو کا نقطہ ۵ر، ثریا کی گڑیا ۵ر، پھول مالا ۱۲ار، گڑیا کا گھر حصہ اول ۱۲ار، حصہ دوم ۱۳ار، یار غار ۹ر۔ بحر جنوبی کا سفر ۷ر قصر صحرا حصہ اول ۸ر، حصہ دوم ۴ار، حصہ سوم ۴ار، جادوگر ۸ر، بیگن سندری ۹ر اندھا اور بہرا ۷ر، سندباد جہازی ۱۰ار، سوداگر کی کہانی ۵ر، بد بادشاہ اور جواہر شہزادی ۱۰ار۔ ماہی گیر کی کہانی ۶ر۔ عمرو عیار حصہ اول عہ، حصہ دوم عہ، ہندوستان ہمارا ۱۲عہ، بہار کے پھول ۸ر، نٹ کھٹ پانڈے ۶عہ، گدہے کی آپ بیتی ۱۲ار زلفی، حصہ اول ۷ر، حصہ دوم ۹ر، بن باسی ۷ر، رستم ۶ر، پیٹو نوجوان ۳ر، تین بھائیوں کی کہانی ۴ر، عزم بالجزم ۳ر، سلیم کی کہانی ۴ر، پھولوں کا ہار ۵ر، سپاہی زادہ ۳ر، پھولوں کا گلدستہ ۷ر، منتخب الحکایات ۸ر، چند پند ۸ر، پھلجھڑی ۷ر، راکھ بیگم ۶ر، بدمزاج شوہر ۳ر مرنا پھویا ار، تل کے لڈو ار، اسلامی کہانیاں ۴ر۔ پانچ باقر خانیاں ۴ر، عطر جان ۳ر بچوں کا حساب ار، صبح ملال وشام غم ۱۲ار، الماس ۶عہ۔

خان بہادر شیخ نور الٰہی کی کتابیں

نواب شیر خاں اور اُن کی بلی ۳ر، چین چین ۵ر، احمد نجومی ۳ر، شہزادہ گدڑیا ۶ر، جنگی

شہزادی ۶ر، میاں کی کوشش ۵ر۔ غٹر غوں ۵ر، چند آموں ۱۰ار، گگر ڈکوں ۷ر، ہائے میری ناک ۶ر، میاؤں میاؤں ۸ر، آپ بیتی ۱عہ، ۲عہ ۱۱ار، رفیق زمیندار ۶ر

دینیات وتاریخ وسیرت

قرآن مجید مع ترجمہ فتح الحمید ۸عہ، رد الملاحدہ ۷ر، تذکرۃ الانبیا (مولوی ممتاز علی صاحب) ۱۲عہ۔ سیرت فاطمہ زہرا ۱۲عہ، انتخاب صحاح ستہ ۱۲عہ

دواوین وکلیات شعرا

کلیات اسمٰعیل سے، روح نظیر اکبرآبادی ۱۲عہ، کلیات ظفر کامل للعہ، گل کدہ عزیز لکھنوی عہ، مینائے سخن (امیر مینائی) ۱۲عہ، انتخاب زریں (راس مسعود) ۱۲عہ، دیوان جان صاحب ۱۲عہ، بانگ درا (اقبال) ۱۲عہ، کلیات سودا ۱۲عہ، دیوان رند ۱۲عہ، دیوان رنگین وانشا عہ، دیوان امیر حسن ۸ر، کلیات مومن ۱۲عہ، دیوان شاہ حاتم عہ، دیوان حالی ۱۲عہ، کلیات اکبر مکمل عہ، کلیات وحشی ۸ر، دیوان مجروح ۱۲عہ، کلیات وفا ۶ر، فریاد داغ ۵ر، گلزار داغ ۱۲عہ، آفتاب داغ عہ، دیوان داغ عہ، دیوان داغ عہ، دیوان شیفتہ ۸ر، کلیات آتش ۱۲ار، اثرستان عہ، انتخابات دواوین از حسرت موہانی عہ، دیوان حسرت سے، تخمیس (محسن کاکوروی) ۸ر، کلام شاد ۶ر، انتخاب غزلیات ذوق ۱۲عہ۔ دیوان شیدا (مسیح الملک) ۱۲عہ۔ باقیات فانی سے، قصائد ذوق ۶ر، کلیات ولی عہ، نامۂ مشیر ۸ر۔ نالۂ مشیر عہ، کلام مشیر عہ

دیگر قابل دید کتابیں

ناموس المشاہیر۔ مشاہیر ہندوستان کے حالات، دو جلد للعہ

تواریخ ہند۔ مولوی عبدالکریم بی، اے، عہ، تاریخ ہند، سید ہاشمی	۱۲عہ
وقار حیات:- سوانح عمری نواب وقار الملک مرحوم	عہ
حیات النذیر۔ سوانح عمری ڈپٹی نذیر احمد مرحوم	سے
حیات کامل، 〃 مصطفٰی کمال پاشا	۱۲ار
حقائق اسلام (مفتی انوار الحق، ایم اے)	۶ر
حقیقت اسلام (سر امین جنگ)	عہ
المدنیۃ والاسلام۔ ترجمہ فرید وجدی	۶ار
الفوز الکبیر۔ ترجمہ شاہ ولی اللہ	عہ
مستقبل اسلام	۱۲عہ
کشاف الہدیٰ۔ تفسیر کتاب الہدیٰ کا مقدمہ	۱۲ار
عربوں کا تمدن	۶ار

نئی کتاب

غازی امان اللہ خاں کی الم انگیز داستان

بچہ سقہ کی بغاوت سے کابل میں جو عبرتناک انقلابات ہوئے ہیں ان کی صحیح اور مفصل کیفیت، امیر امان اللہ خاں کی تخت سے دستبرداری اور ہزیمت کی دردناک کہانی، مکمل

ملنے کا پتہ، منیجر تجارتی کتبخانہ دی حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی

جون ۱۹۲۹ء　　من جدّ وجد　　جلد ۱، نمبر ۱

جو کوشش کریگا کامیاب ہوگا

کامیابی

مسلمانوں کی علمی اور اجتہادی قوتوں کو بیدار کرنیوالا اور ترقی و کامیابی کے طریقے بتانیوالا ماہوار رسالہ

جو حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ کی ملکیت ہے اور کمپنی کی طرف سے دہلی سے شائع ہوتا ہے

عام قیمت مع محصول سالانہ ۶عہ ششماہی عہ　　حصہ داران کمپنی کیلئے سالانہ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ

فہرست مضامین جون ۱۹۲۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کامیابی کی دُعا

(از مصور فطرت حضرت مولنا خواجہ حسن نظامی صاحب)

یا اللہ، کہا جاتا ہے کہ تو ہے، اور کہا جاتا ہے کہ تو نہیں ہے، اور ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا موجود تو ہے مگر اسکو مخلوق کے معاملات میں اب دخل نہیں ہے کیونکہ اسنے ہر چیز کو ایک قاعدے کے ماتحت بناکر اور عمل وسعی کی طاقت دیکر خود مختار اور آزاد کر دیا ہے، اور ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا کا ہر چیز میں دخل ہے اور جبتک اس سے مدد نہ مانگی جائے کوئی کام پورا نہیں ہوتا۔

اور ان لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے جو یہ بیان کرتے ہیں کہ خود خدا نے کہدیا ہے کہ "لیس للانسان الا ما سعیٰ" انسان کے لئے اس دنیا میں اسکی کوشش کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے یعنی انسان بغیر اپنی ذاتی سعی و محنت کے یہاں کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمنے خدا سے کبھی دعا نہیں مانگی۔ اور ہم خدا کے وجود کو بھی نہیں مانتے اور دُنیا کی ہر نعمت کو ہمنے محض اپنی تدبیر اور عقل و محنت سے حاصل کر کے اپنی زندگی کو کامیاب بنا لیا ہے۔

یا اللہ۔ اے میرے یقین و ایمان کے خالق میں ہر بحث سے یکسو ہو کر بغیر کسی دلیل کے تیرے موجود ہونے کو مانتا ہوں، اور کہتا ہوں کہ تو نے مجھ آدمی کو پیدا کیا عقل دی، محنت کی قوت مرحمت فرمائی مگر ہر چیز کو اپنے رحم اپنے کرم اور اپنے فضل کے زیر فرمان رکھا۔ اور کہدیا کہ مجھ سے مانگو میں تم کو دونگا۔ اور میں نے تم کو سب کچھ دیا ہے، اور یہ کائنات ہی تمھارے لئے بنائی ہے، تاکہ تم اسکو برتو۔ اور اسکے نفع حاصل کرو۔ اور اسکے نقصانات سے اپنی زندگی کو بچاؤ۔

میں تجھ کو اپنی آنکھوں میں دیکھتا ہوں جبکہ میری آنکھیں تیری مخلوق کی رنگا رنگی کو دیکھتی ہیں۔ اور میں تجھ کو اپنے کانوں میں سنتا ہوں جبکہ تیرے بندے تیرے انکار و اقرار کی بحث کرتے ہیں۔ میری زبان میں تو بولتا ہے۔ میرے ہاتھوں سے تو لکھتا ہے۔ اور میرے پاؤں بھی تجھ ہی سے چلتے اور کامیابی حیات کے لئے جدّ و جہد کرتے ہیں میں انسان ہوں تیری مخلوق لیکن بصورت مخلوق تو نے مجھ کو مجبور مطلق بنایا ہے۔ اور بلحاظ عطائے صفات کمال جو تو نے مجھ انسان کے پیکر خاک کو دی ہیں مختار کل ہوں اور اس موہوم کائنات میں وہ سب کچھ کر سکتا ہوں جو پہلے انسان کر چکے ہیں اور وہ سب کچھ بھی کر سکتا ہوں جو پہلے انسانوں سے نہ ہو سکے۔

پس مخلوق مورت ہونے کے اعتبار سے میرا ہر کام تیری امداد چاہتا ہے، اور جب وہ امداد تیرے وعدہ کے موافق مجھے ملجاتی ہے تو میں کامیاب ہو جاتا ہوں نہیں بلکہ تو کامیاب ہو جاتا ہے کیونکہ میرا وجود تو محض ایک بہانہ ہے اصل اور حقیقت تو خود تیری ہی ذات پاک ہے۔ میری موہوم اور فانی شکل تجھ سے دعا کرتی ہے کہ تو اپنی صفات کی قوتیں جنس انسان کو دے تاکہ وہ اس رسالہ کے حروف کو بشری دُنیا کی زندگی کے کامیاب بنانے میں خرچ کرے۔ میں اپنے وجود میں اور ہر آدمی کے پیکر میں تیری صفات کے لازوال خزانے موجود پاتا ہوں۔ مگر وہ بے خبری، بے علمی، اور بے شعوری کے پردوں میں چھپے رہتے ہیں یہاں تک کہ انسان اس دُنیا دی جسم کو چھوڑ کر عالم ارواح میں چلا جاتا ہے۔

میں تجھ سے اے قدرت و حکمت و عقل کی ابتدا و انتہا دعا کرتا ہوں کہ تو میرے الفاظ کی تاثیر میں۔ اور میری زبان و قلم کو اپنی زبان و قلم کی قدرت عطا فرما تاکہ میں انسانوں کے وہ پردے اُٹھا دوں جن سے انکی زندگیاں ناکام ہو رہی ہیں، اور جن کے اُٹھ جانے سے وہ خبرداری اور علمیت اور شعور کامل کے ساتھ اپنے جسم کی قوتوں سے آگاہ ہوں اور ان سے کام لینا سیکھیں۔ ناکام آدمی بھی تیرے بندے ہیں، اور کامیاب بھی تیری مخلوق ہیں جنکی زبان پر تیرا اقرار ہے وہ بھی تیرے ہی حلقہ گیسو کے اسیر ہیں اور جو تیری ہستی کے منکر ہیں ان کو بھی تیری ہمہ گیر گرفت سے آزادی میسر نہیں ہے۔ میں ہندوستانی انسانوں اور ان میں بھی مسلمان انسانوں کو کامیابی کے عمل اور کامیابی کی جدوجہد اور کامیابی کی حکمت و عقل کا بلاوا دینے اور انکو علمی عملی، اور کامیاب انسان بنانے کے لئے اس رسالہ کی تیرا نام لیکر شروعات کرتا ہوں۔ میری یہ دعا قبول ہوگی کیونکہ میں نے اپنے یقین قلب کو باہر نمودار کیا اور جامۂ عمل پہنا کر رسالہ کامیابی کے شروع میں لکھا دیا اور یہی عمل آئندہ رفتار کی کامیابی اور علمیت کی دلیل ہے۔

کامیابی کا تعارف

(از منیجنگ ڈائرکٹر حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ)

کامیابی کی مالک کمپنی

کامیابی کا تعارف کرانے سے پہلے اُس تجارتی کمپنی کا تعارف کرا دینا ضروری ہے جس کے کاروباری اور تجارتی مقاصد کی تکمیل کے لئے یہ رسالہ جاری کیا گیا ہے اور جو اِس رسالہ کی مالک ہے۔

اِس کمپنی کا نام حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ ہے۔ یہ دو لاکھ روپے کے مشترکہ سرمایہ سے شرکا کی محدود ذمہ داری کے ساتھ جاری کی گئی ہے اور ۲۷ دسمبر ۱۹۲۸ء کو قانون کمپنی ہائے ہند مجریہ ۱۹۱۳ء کے ماتحت رجسٹرار جائنٹ اسٹاک کمپنیز کے ہاں اُس کی باضابطہ رجسٹری ہو چکی ہے۔ اِس کمپنی کے محرک اوّل اور بانی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب ہیں اور آپ ہی اِس کمپنی کی مجلس ڈائرکٹران کے صدر ہیں۔ اِس کمپنی کے جاری کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں کفایت شعار بننے۔ سرمایہ بڑھانے اور تجارت کرنے کا شوق پیدا ہو اور وہ مشترکہ سرمایہ کی لمیٹڈ کمپنیوں کے معاملات کے متعلق ضروری واقفیت حاصل کر کے اُن میں پوری دلچسپی لینے لگیں تاکہ لمیٹڈ کمپنیوں کے ذریعہ سے جو عظیم الشان فوائد دوسری قومیں حاصل کر رہی ہیں اُن سے مسلمان بھی محروم نہ رہیں۔ دوسرا اہم قومی مقصد اِس کمپنی کا یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کی قومی زبان اُردو کا اُن مخالفانہ حملوں سے تحفظ کیا جائے جو اُسکے مٹا دینے کے لئے نہایت جوش اور سرگرمی سے کئے جا رہے ہیں اور اُردو کے ذخیرہ علم و ادب کو جدید و قدیم علوم و فنون سے اتنا مالا مال کر دیا جائے کہ اُردو زبان میں ذریعہ تعلیم بننے کی پوری صلاحیت پیدا ہو جائے۔

مذکورہ بنیادی قومی مقاصد کی تکمیل کے لئے حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ نے بہت سے کاروباری اور تجارتی مقاصد رکھے ہیں مثلاً اُردو۔ فارسی اور عربی کتابوں کی تجارت کے لئے بڑے پیمانہ پر تجارتی کتب خانوں کا قائم کرنا۔ کار آمد علوم و فنون اور دلچسپ مضامین پر مفید کتابوں کا لکھوانا اور شائع کرنا۔ مسلمانوں کی جو علمی اور مذہبی کتابیں زمانہ کی ناقدری کی وجہ سے نایاب ہوتی جاتی ہیں اُنکی حفاظت و اشاعت کرنا۔ ہر قسم کی بہترین چھپائی کے لئے عمدہ چھاپے خانے قائم کرنا۔ مفید عام رسالے۔ اخبارات۔ سالنامے اور دیگر موقت الشیوع پرچوں کی اشاعت کرنا وغیرہ وغیرہ۔

اِن سب کاموں کے شروع کرنے کے لئے بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے اِس لئے بالفعل مختصر پیمانہ پر کاروبار شروع کر دیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ چند ہی روز کے بعد تمام مذکورہ کاموں کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔ اور یہ کمپنی کاروباری حیثیت سے اَپنے حصہ داروں کے لئے اور قومی حیثیت سے تمام مسلمانوں بلکہ تمام ہندوستانیوں کے لئے نہایت مفید اور بابرکت ثابت ہوگی۔

اِس کمپنی کا پہلا کام

جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے اِس کمپنی کا ایک تجارتی مقصد یہ بھی ہے کہ مفید عام رسائل و اخبارات اور دیگر موقت الشیوع پرچوں کی اشاعت کی جائے تاکہ اُن سے یہ کمپنی اپنے کاروبار کی تشہیر اور فروخت کتب وغیرہ کا کام لے سکے اور قوم و ملک کو بھی اُنکے ذریعہ سے نفع پہنچے۔

یہ رسالہ کامیابی کمپنی نے اَپنے اسی تجارتی مقصد کے ماتحت جاری کیا ہے اور یہ کمپنی کا پہلا تجارتی کام ہے جسکے ذریعہ سے اُمید ہے کہ دوسرے کاموں کے شروع کرنے اور کمپنی کے تجارتی کاروبار کو ترقی دینے میں بڑی مدد ملے گی۔

دُنیا کے متمدن ممالک میں جو رسائل و اخبارات جدید ترین تجارتی اصول پر چلائے جاتے ہیں اور جن کے چلانے کے لئے سرمایہ کافی ہوتا ہے ان کی کامیابی میں وہ دشواریاں سدِ راہ نہیں ہوتیں جو سرمایہ کی قلت اور دفتری و تالیفی انتظامات کے نامکمل و ناقص ہونے کی وجہ سے ہندوستانی رسائل و اخبارات اور خصوصاً اُردو پرچوں کو عموماً پیش آتی رہتی ہیں۔ چونکہ کامیابی کو بھی کافی سرمایہ اور پوری تجارتی اولوالعزمی و مآل اندیشی سے چلایا جائے گا اِس لئے اُمید ہے کہ یہ رسالہ بہت کامیاب ہوگا اور انشاء اللہ بہت جلد کامیاب ہوگا اور اُس کی تجارتی کامیابی سے کمپنی کو بھی معقول نفع پہنچے گا۔

کامیابی کا قومی نصب العین

کامیابی کے لئے قومی نصب العین میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ اُسکے ذریعہ سے ہندوستانیوں اور خصوصاً مسلمانوں میں عملی زندگی کی روح' اور کاروباری جد و جہد کی سپرٹ' پیدا کی جائے کیونکہ میرے نزدیک مسلمانوں کے موجودہ تنزل و انحطاط کی سب سے بڑی اور بنیادی وجہ یہی ہے کہ اُن میں عملی زندگی کی وہ روح اور کاروباری جد و جہد کی وہ سپرٹ روز بروز کم ہوتی جاتی ہے جسکے بغیر نہ دُنیا کی کوئی ترقی حاصل ہو سکتی ہے اور نہ عقبیٰ کی۔ زوالِ حکومت کے بعد سے مسلمان روز بروز تخیل پرست۔ پست ہمت بے عمل اور کاہل ہوتے چلے جاتے ہیں اُن کی دلی اور دماغی قوتوں پر افسردگی اور مُردگی چھاتی چلی جاتی ہے۔ اُنکے اندر عزت کی زندگی بسر کرنے، دوسروں کا عملی مقابلہ کرنے۔ آگے بڑھنے اور علمی و عملی کامیابیاں حاصل

کرنے کی وہ اُمنگ۔ باقی نہیں رہی جس پر تمام ترقیات کا دارومدار ہو۔ آجکل کے مسلمان کسی کام کو عالی حوصلگی۔ ہمت اور استقلال کے ساتھ نہیں کر سکتے۔ وہ عارضی ناکامیوں سے بہت جلد دل شکستہ ہو کر مایوس ہو جاتے اور پھر مایوسی کی زندگی بسر کر کے اپنے آپ کو تباہ کر دیتے ہیں اگر مسلمانوں کی یہی حالت قائم رہی اور ان کی عملی قوتوں کو بیدار کرنے کی پوری کوشش نہیں کی گئی تو چند روز کے بعد ان کی تمام قوتیں بالکل مُردہ اور بیکار ہو جائیں گی اور ان کی زندگی حیوانوں کی زندگی سے بھی بدتر ہو جائے گی۔

اس لئے میں بڑی ضرورت سمجھتا ہوں کہ ایک ماہوار رسالہ کو صرف اس مقصد کے لئے مخصوص کر دیا جائے کہ وہ مسلمانوں کے اندر عملی قوت۔ اعتماد علی النفس۔ اولوالعزمی اور ہمت واستقامت پیدا کرے اور اُسمیں صرف ایسے مضامین شائع ہوں جن کے ذریعہ سے وہ باکار۔ باہمت اور عالی حوصلہ بنجائیں اور اُن کی عادات وخصائل میں وہ باتیں پیدا ہو جائیں جو ترقی اور کامیابی کے لئے ضروری ہیں۔ میں کامیابی سے صرف یہی کام لینا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کی خفتہ عملی قوتوں کو بیدار کرے۔ اُن کو کام کرنا سکھائے اور کام کرنے کی راہیں بتائے اور اُن میں کامیابی دنیا اور دولت و عزت وحکومت حاصل کرنے کی وہ اُمنگ اور اولوالعزمی پیدا کر دے جس سے وہ دُنیا میں ترقی یافتہ انسانوں کی طرح عزت وآسایش کی زندگی بسر کر سکیں اور اپنی تمام اُمیدوں میں اُمید کی جھلک دیکھنے لگیں۔ میں چاہتا ہوں کہ کامیابی مسلمانوں کے سامنے ترقی اور کامیابی کے ایسے ممکن الحصول طریقے پیش کرے جن کو وہ آسانی سے اختیار کر سکیں اور جن کے اختیار کرنے کا انکو شوق پیدا ہو اور ترقی کے راستوں میں کم ہمت لوگوں کو جو مشکلات اور رکاوٹیں پیش آتی ہیں اُن سے بھی کامیابی باخبر کرتا رہے یعنی کامیابی ایک ایسا رسالہ ہو جو عمل کرائے اور عملی زندگی میں خضر راہ کا کام دے۔

میری خواہش ہے کہ کامیابی محض وقت کاٹنے کے لئے باتفریحاً نہیں بلکہ ضرورتاً پڑھا جائے اور اُسکا مطالعہ مسلمانوں کی ضروریات زندگی میں داخل ہو جائے یعنی جس طرح حصول تعلیم کے لئے معلموں اور مدرسوں کی بیماریوں کے علاج کے لئے حکیموں اور ڈاکٹروں کی اور مقدمات کی پیروی کے لئے وکیلوں اور بیرسٹروں کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق مفید عملی مشورے حاصل کرنے اور ہر قسم کی عملی مشکلات میں امداد لینے کے لئے کامیابی کے مطالعہ کی ضرورت پڑا کرے اور کامیابی اپنے پڑھنے والوں کے لئے ایک عمل آموز رفیق زندگی۔ ایک حوصلہ افزا ہمدرد دوست اور ایک عاقل وباخبر مشیر ورہنما کا کام دے۔

میں کامیابی کی کامیابی اسمیں سمجھتا ہوں کہ اُسکے اندر مذکورہ بالا خوبیاں اور خصوصیتیں پیدا ہو جائیں اور ہر اُس گھر میں جہاں کوئی مرد۔ عورت یا بچہ اُردو پڑھ سکتا ہو کامیابی کے پڑھنے کی ضرورت محسوس کیجائے۔

اُمید ہے کہ کامیابی کے ناظرین بھی اپنے مفید مشوروں سے کامیابی کو اُردو کا ایک مفید ترین رسالہ بنانے میں پوری امداد دیں گے۔

کامیابی کی قیمت

کامیابی کی عام سالانہ قیمت صرف دو روپے اور حصہ داران کمپنی کے لئے صرف ڈیڑھ روپیہ ہے جو اُن مصارف کے لحاظ سے بہت کم ہے جو اُس کی تالیف وترتیب، طباعت واشاعت اور دفتری انتظامات کے متعلق کمپنی کو برداشت کرنے پڑینگے لیکن میں اس قیمت کو بھی بہت زیادہ سمجھوں گا اور اُس کی زیادتی کا اعتراف کروں گا۔ اگر کامیابی کے خریدنے والے کامیابی کے باقاعدہ مطالعہ سے اُتنا نفع نہیں حاصل کر سکینگے جو خود اُنکے نزدیک رسالہ کی قیمت سے کم از کم دس گُنا زیادہ نہ ہو۔ اور اس کا اندازہ کرنے کے لئے کہ خریداران کامیابی کو کامیابی سے اتنا نفع حاصل ہو رہا ہے جتنا کہ کم از کم ان کو حاصل ہونا چاہئے۔ میں اڈیٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ خریداران رسالہ سے وقتاً فوقتاً ایسے سوالات کرتے رہیں جن کے جوابات سے کامیابی کی عملی نفع رسانی کا اندازہ ہو سکے۔

کامیابی کی اڈیٹری

کامیابی کی ترتیب وتالیف میں اس کا بھی لحاظ رکھا جائیگا کہ اُسکے اوراق کو دوسرے اُردو رسائل واخبارات کے شائع کردہ مضامین سے بلا ضرورت نہ بھرا جائے بلکہ اُسکے ریڈنگ میٹر کا بڑا حصہ خود اڈیٹر صاحب کا لکھا ہوا یا انگریزی کی بہترین کتابوں اور رسالوں سے ترجمہ کیا ہوا ہوگا۔

کمپنی کو خوش قسمتی سے کامیابی کی اڈیٹری کے لئے ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی کی خدمات حاصل ہو گئی ہیں جو اُردو کے ایک کہنہ مشق انشا پرداز وشاعر اور کئی نہایت مفید ومقبول عام کتابوں کے مصنف ومولف ہیں اور اُردو کے مشہور روزانہ اخبار ہمدرد میں کافی عرصہ تک فرائض اڈیٹری نہایت کامیابی کے ساتھ انجام دے چکے ہیں، ڈاکٹر صاحب موصوف کا خاص مذاق ادب اور شاعری ہے اور ایک ایسے ماہوار رسالہ کی اڈیٹری کا جسمیں زیادہ تر حکمت عملی اور کاروباری معاملات سے تعلق رکھنے والے مضامین ہونگے۔ آپکے لئے یہ پہلا موقع ہے اس لئے اگرچہ ممکن ہے کہ کامیابی کے ابتدائی پرچوں کو آپ اُس معیار پر نہ لا سکیں جو ہمارے پیش نظر ہے لیکن چونکہ آپکی مضامین نگاری کی قابلیت مسلمہ اور انگریزی سے اُردو میں آپ نہایت اچھا ترجمہ کر سکتے ہیں اس لئے اُمید ہے کہ انشاءاللہ آپ بہت جلد اپنے فرائض کو کامیابی سے انجام دینے لگیں گے اور رسالہ کامیابی میں وہ تمام خصوصیتیں پیدا کر دینگے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

کامیابی کا ایک مستقل اڈیٹر ہونے سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اُسمیں دوسرے اہل قلم کے مضامین شائع نہیں ہونگے۔ اُردو کے مشہور انشا پردازوں اور ماہرین فن کے ایسے مختصر مضامین کو جو کامیابی کے مقاصد کو پیش نظر رکھ کر قابلیت اور محنت سے لکھے جائینگے کامیابی کے اوراق میں نہایت شکریہ کے ساتھ جگہ دیجائے گی بلکہ خاص اور فرمائشی مضامین کے لئے معقول معاوضہ بھی پیش

کیا جائے گا۔ اسکے علاوہ ہر مہینہ کم از کم ایک ایسا عنوان دیا جائے گا جسپر کامیابی کے مقاصد کے لحاظ سے بہترین مضامین نثر و نظم لکھنے والوں کو معقول نقد انعامات بھی تقسیم کئے جائینگے۔

کامیابی کے لئے معاونین کی ضرورت

ممکن ہو کہ بعض صاحبان یہ خیال کرکے کہ کامیابی جس کمپنی کی ملکیت میں نکلا ہو اُسکا سرمایہ دو لاکھ روپے ہو کامیابی کی اعانت کی اتنی ضرورت محسوس کریں جتنی کہ وہ اور رسائل و اخبارات کی اعانت کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اس لئے میں یہ ظاہر کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کامیابی کا خرچ نکالنے کے لئے کم از کم ۵ ہزار خریداروں کی ضرورت ہو۔ جبتک پانچ ہزار خریدار نہیں ہونگے اُسوقت تک برابر رسالہ نقصان سے چلایا جائے گا اور ظاہر ہو کہ اس نقصان کو ۲ لاکھ روپے کے سرمایہ کی کمپنی بھی زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کرسکے گی اس لئے میں اُن سب صاحبوں کی خدمت میں جن کی نظر سے یہ رسالہ گزرے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خود بھی اُسکے خریدار بنیں۔ کم از کم دو دو دستوں یا عزیزوں کو خریدار بنائیں اور کم از کم بیس اُردو جاننے والوں کو اس کی اطلاع دیدیں کہ دہلی کی ایک قومی تجارتی کمپنی نے ایک نہایت مفید رسالہ کامیابی جاری کیا ہو جسے سب مسلمانوں کو پڑھنا اور خریدنا چاہئے۔

میری کوشش یہ ہوگی کہ ۱۹۲۹ء کے آخر تک کامیابی کو ۵ ہزار خریدار مل جائیں تاکہ نئے سال کے آغاز سے اُس کا چندہ کم کردیا جائے یا اُس کی ضخامت وغیرہ میں اضافہ کردیا جائے۔ یورپ کے رسالے اور اخبارات لاکھوں کی تعداد میں چھپتے ہیں۔ میں اس سال صرف پانچ ہزار خریداروں کی درخواست کرتا ہوں اور اُمید ہو کہ میری یہ درخواست صدا بہ صحرا ثابت نہیں ہوگی۔

احسان الحق غفرلہ
مینجنگ ڈائرکٹر

شذرات

ملک میں رسائل و اخبارات کی کمی نہیں ہو۔ ہماری تعلیم یافتہ آبادی کی تعداد کو اگر پیش نگاہ رکھا جائے تو غالباً یہی جو تھوڑے بہت اخبار اور رسالے نکل رہے ہیں ہماری ضرورت سے زیادہ ثابت ہونگے۔ اور جب سے "زندہ دلان پنجاب" نے اُردو کی جانب توجہ کی ہو اسوقت سے تو سیکڑوں نئے نئے اخبار اور طرح طرح کے خوشنما اور دیدہ زیب رسالے برابر نکلتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن عام طور پر اُردو میں جتنے موقت اور غیر موقت پرچے نکل رہے ہیں ان سب کا تعلق اصولوں اور نظریوں سے ہو، اور جہاں تک اصولوں کا تعلق ہو، کہا جاسکتا ہو کہ وہ اپنے فرائض بوجہ احسن انجام دے رہے ہیں۔ بدقسمتی سے ہم ابھی ترقی کے اس دور میں نہیں پہونچے ہیں کہ جب تعلیم ملک میں عام ہوکر لوگوں میں جوش عمل پیدا کردیتی ہو اور انھیں صرف اسی بات کی ضرورت رہجاتی ہو کہ انکے اخبار اور رسالے انکے سامنے مختلف اصولی باتیں پیش کردیں۔ ہندوستان اور ہندوستان میں بھی خصوصیت کے ساتھ مسلمان علم و عمل دونوں سے ناآشنا ہیں اور ان کی ترقی کے لئے علم سے عمل اسوقت بہت زیادہ ضروری ہو۔ ایک مفلوک الحال اور مفلس قوم کا پیٹ ہم اسے یہ اصول بتاکر کسی طرح نہیں بھر سکتے کہ "دو روٹیوں میں اگر دو روٹیاں اور شامل کردیجائیں تو چار ہوجاتی ہیں"۔ اسے تو اس بات کی ضرورت ہو کہ یہ معلوم کرے کہ چار نہ سہی، دو ہی سہی، لیکن وہ دو روٹیاں بھی آئیں کہاں سے، اور پیدا کی جائیں کس طرح۔ ہمارے کاشتکار کو نائٹریٹ آف سوڈا، اور کیلسیم فاسفیٹ کی کیمیاوی ترکیب جاننے سے زیادہ اس بات کے جاننے کی ضرورت ہو کہ سڑے ہوئے پتے اور غلیظ وغیرہ بہترین کھاد کا کام دیتے ہیں، نیز یہ کہ یہ کھاد کس طرح بنایا اور کھیتوں میں ڈالا جاتا ہو۔ ہمارے تاجر کو اقتصادیات کا ماہر بننے سے پہلے ابھی تو عملی تجارت کے سبق سیکھنے باقی ہیں جو اسے یہ بتائیں کہ دوکان کس موقع پر لینی چاہئے، اسکی آرائش کس طرح کرنی چاہئے اور گاہکوں کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہئے۔ ہماری انتہائی بدنصیبی ہو کہ "عمل" اب ہماری زندگیوں سے تقریباً بالکل نکل گیا ہو اور یہ واقعہ ہو کہ ہم میں سے وہ دو چار لوگ بھی کہ جن کی زندگی ہمیں کامیاب نظر آرہی ہو حقیقتاً ابھی کامیابی سے بہت دور ہیں۔

علم اور علم کے ساتھ عقل اس دنیا کے ہر کام میں ہمارے راہبر کا کام دیا کرتے ہیں لیکن صرف راستہ معلوم ہوجانے سے منزل تو طے نہیں ہوجاتی۔ منزل طے کرنے کے لئے تو ہمیں اپنی ٹانگوں ہی کو حرکت دینی پڑے گی اور اس راہ میں کہ جس کا نام قوموں کی زندگی ہو ہماری ٹانگوں کا کام ہمارا عمل دیا کرتا ہو۔ ہمارے ساتھی اور ہمیں جیسے انسان جن کے دو ہی ہاتھ ہیں اور دو ہی پاؤں، اس دوڑ میں ہم سے اس قدر آگے نکل چکے ہیں کہ اب گرد پس کارواں بھی نظر نہیں آتی اور ہم ہیں کہ ابھی تک بھی اپنی "ٹانگوں" کو حرکت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ عمل کی جانب سے ہماری ایسی مجرمانہ غفلت کو دیکھ کر ڈاکٹر سر محمد اقبال نے پوچھا ہو کہ ؎

کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟
اور ہمیں تو اپنے سات کروڑ بھائیوں میں سے سات، اور بتیس کروڑ ہموطنوں میں سے بتیس بھی ایسے نظر نہیں آتے جو اس سوال کا جواب فخر کے ساتھ سر اونچا کر کے دے سکیں۔

ناآشنائے عمل ہندوستانیوں، اور خواب غفلت کے متوالے مسلمانوں کو آج جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ عمل ہے، اور وہی رسالہ یا اخبار ان کا بہترین خادم ہو سکتا ہے جو ان میں جوش عمل پیدا کر دے۔ "کامیابی" صرف اسی ایک مقصد کو سامنے رکھ کر نکالا گیا ہے اور اس کا نصب العین قوم کو کامیابی کی راہیں بتانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اردو زبان کی یہ ایک قابل صد افسوس کمی تھی کہ اسمیں بہت سے نہایت ہی اچھے اچھے پرچے موجود ہوں اور ان میں کسی ایک کا بھی یہ مقصد نہ ہو درحالیکہ دوسری زبانوں میں الگ الگ ایک ایک شعبۂ زندگی کے متعلق کئی کئی رسالے نکل رہے ہیں۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ "کامیابی" اپنے وجود سے اس افسوسناک کمی کو پورا کر دے گا، اور "کامیابی" کا ایک پرچہ پڑھتے ہی ہر شخص کا دل جوش عمل سے بھر جائے گا، لیکن ہمارا یہ دعویٰ ضرور ہے کہ "کامیابی" اگر خدا نے چاہا تو اپنے آپ کو ہر لحاظ سے وہی چیز ثابت کریگا جس کی آج قوم اور ملک کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ "کامیابی" ان لوگوں کے کام کا بھی ثابت ہوگا جو علوم و فنون سے بہرۂ وافر رکھتے ہیں، اور انکے لئے بھی مفید ہوگا جنھیں معمولی طور پر تھوڑا بہت لکھنا پڑھنا آتا ہے، وہ مردوں کے قافلہ کا بھی خضر بنے گا اور عورتوں کو بھی ایک شفیق استانی یا رفیق سہیلی کا کام دیا کرے گا۔ اس کا ایک ایک لفظ معلومات سے پُر ہوگا لیکن اس قسم کی "مفید" معلومات نہیں کہ "امریکہ میں ایک حبشن کے بیک وقت تین بچے ہوئے"، یا یہ کہ "ترکی میں زارو آغا نامی ایک بڈھا ترک ہے جس کی عمر ایک سو چھیالیس سال کی ہے" بلکہ وہ اس قسم کی معلومات فراہم کریگا کہ اگر کسی عورت کے بیک وقت تین بچے ہو جائیں تو وہ انھیں کس طرح پالے کہ وہ تندرست رہیں اور یہ کہ کوئی شخص اگر عمر کے لحاظ سے زارو آغا بننا چاہے تو کس طرح بن سکتا ہے۔

ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ "العلم علمان علم الابدان وعلم الادیان" یعنی علم بس دو ہی ہیں، ایک تو بدنوں کا علم اور دوسرا مذہبوں کا علم۔ "کامیابی" کی یہ کوشش ہوگی کہ بدنوں کے متعلق بھی صحیح اور ضروری معلومات اپنے قارئین تک پہونچائے، اور مذہب کے متعلق بھی، اور یہ تمام معلومات اس قسم کی ہوں جن سے عملی زندگی میں فائدہ اٹھایا جا سکے۔ وہ مذہبی گروہ کو بھی یہ بتانا چاہتا ہے کہ آج دنیا میں مذہب کیوں روز بروز ناکام ہوتا جاتا ہے اور وہ کونسی تدابیر اختیار کر کے اسے پھر کامیاب بنا سکتے ہیں۔ اور وہ اہل دنیا کو بھی اس نکتہ سے آگاہ کرنے کا خواہشمند ہے جسے "کامیابی کا راز" کہا جاتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ وہ صرف وہی لٹریچر اپنے قدردانوں کے ہاتھوں میں پہونچانا چاہتا ہے جو صرف انکی ذرا سی ہنگامی تفریح طبع ہی کا باعث نہ ہو، بلکہ جسے وہ اپنی معلومات کے "خزانہ" کے طور پر سنبھال کر رکھیں اور وقتاً فوقتاً اس سے مدد لینے پر مجبور ہوں جس کے ہر پرچے میں وہ کچھ نہ کچھ نئی باتیں اپنے مفید مطلب ضرور پائیں، اور جس کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کر کے وہ اپنے کاروبار میں اور اپنی زندگی کے دوسرے شعبوں میں ترقی حاصل کریں۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب اسی قسم کے لمبے چوڑے دعوے ہیں جیسے اکثر پرچوں کے پہلے نمبر میں دیکھنے میں آیا کرتے ہیں، لیکن تھوڑا سا تأمل ظاہر کر دے گا کہ ان میں فضول اور لغو دعویٰ ایک بھی نہیں ہے۔ ہمارا دعویٰ اگر کچھ ہے تو بس اسقدر کہ ہم اس رسالہ کو بہت کافی احتیاط کے ساتھ ایڈٹ کرینگے اور اسمیں کوئی چیز ایسی نہ شائع ہونے دینگے جو "ادبی چٹخارے" کی مصداق ہو، نیز یہ کہ ہم زندگی کے ہر شعبے کے متعلق ان لوگوں کے مضامین حاصل کریں گے جو اپنی زندگی کو اپنی کوششوں سے کامیاب بنا چکے ہیں، اور یہ کچھ ایسے مشکل کام نہیں ہیں کہ انکے متعلق جو دعوے یا وعدے کئے جائیں انھیں خواہ مخواہ تعلّی پر محمول کر لیا جائے۔ ہمارا دعویٰ تو صرف اسقدر ہے کہ ہم اپنے پرچہ کو زیادہ سے زیادہ دلچسپ بنائینگے اور ساتھ ہی اس بات کا خیال رکھیں گے کہ اس کا مقصد محض ادبی دلچسپی یا تفریح نہ ہو، بلکہ اسمیں حقیقتاً مفید اور کارآمد باتیں لکھی جائیں جن کے ساتھ ادبی دلچسپی بھی شامل ہو اور تفریح بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ ہمیں سچے دل سے اس بات کا اعتراف ہے کہ جو پرچہ اسوقت آپکے ہاتھ میں ہے یہ بالکل وہ چیز نہیں ہے کہ جو اسے بنانا مقصود ہے، لیکن ہم اسکے لئے شرمندہ یا نادم نہیں ہیں کیونکہ کوئی بہترین اور اکمل چیز پہلی کوشش میں نہیں بنا کرتی۔ ہماری کوششوں کی یہ ابتدا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ انتہا یہ نہیں ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ ہمارا پرچہ ارتقائی منازل طے کر کے مکمل بنے اس لئے ہم اس بات کی کوشش کرنے پر مجبور ہیں کہ ہر آئندہ پرچہ کو گذشتہ سے بہتر بنائیں تاآنکہ وہ بالکل وہی چیز بنجائے کہ جو کچھ اسے بنانا مقصود ہے۔

کمزور ہاتھوں، اور فرسودہ دماغوں کی ان جسارتوں پر قدرت ایزدی اگر چاہے تو اچھی طرح ہنس سکتی ہے کیونکہ بالآخر ہمارے ارادوں کی کامیابی اسی کے ہاتھ میں ہے، لیکن وہ مادر مہربان کہ جسے قدرت کہا جاتا ہے اپنے ہاتھوں سے پیدا کئے ہوئے اپنے فرزندوں پر ہنسا نہیں کرتی۔ ان بازوؤں میں تھوڑی یا بہت طاقت جیسی

کچھ بھی ہو اسی کی اپنی دی ہوئی ہو، اور ان دماغوں کی جولانی وہ کم ہو یا زیادہ اسی کا بخشا ہوا عطیہ ہو۔ قدرت اگر انھیں ناکام رکھے گی تو یہ تو اسکی اپنی صنعت کی ناکامی ہوگی، اور انسان اگر ذلیل و رسوا ہوگا تو یہ تو خلیفۃ اللہ کی رسوائی ہو ہم اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے ناکام رہیں تو رہیں لیکن قدرت ایزدی کبھی ہماری محنت اور کوشش کو رائیگاں نہیں جانے دیتی۔ اس لئے اپنی تمام کمزوریوں کے علم کے باوجود ہمیں یقین کامل ہو کہ ہماری سعی مشکور ہوگی اور ہم اپنی کوششوں میں کامیاب ہونگے۔ بحر صحافت کا تلاطم ہماری نظروں سے پوشیدہ نہیں ہو اور سیاسی انقلابات کی سر بفلک موجیں ہمیں سامنے نظر آرہی ہیں۔ منجدھار میں ڈوبتی ہوئی قوم کے لئے یہ "کاغذ کی ناؤ" بظاہر بالکل بے حقیقت اور فضول چیز سہی لیکن ڈوبتے کو تنکے ہی کا سہارا بہت ہوتا ہو، اور کون کہہ سکتا ہو کہ یہی ذرا سا بمد قت سہارا قوم کو پار اُترنے میں مدد دیگا۔ ہمارا کام کوشش کرنا ہو اور ہماری ان کوششوں کو بار آور کرنا جن ہاتھوں میں ہو وہ رحمان بھی ہیں اور رحیم بھی' خبیر بھی ہیں اور علیم بھی، اور جواد بھی ہیں اور کریم بھی۔ پھر اب ہمیں ڈر کس کا ہو؟

ہندوستان میں ماہوار رسالوں کا انجام اگر بالعموم نہیں تو اکثر یہی ہوا کرتا ہو کہ جب تک رسالہ کے مالک کی جیب میں وہ رقم باقی رہی کہ جو اسنے اس رسالہ پر لگانے کے لئے علٰحدہ کی تھی اس وقت تک تو وہ نکلتا رہا اور جس دن وہ رقم ختم ہوگئی اسی دن سے رسالہ بند۔ یہ حالات بہت ہی دردناک اور بیحد ہمت شکن ہیں اور بہت سے آرزومند دل جو ایک ماہوار رسالہ کے ذریعہ سے ملک، اور قوم کی خدمت کرنے پر آمادہ تھے اپنے پیشرؤوں کا انجام دیکھکر افسردہ و پژمردہ ہو جاتے ہیں اور بادل ناخواستہ اپنا ارادہ چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ ایک اکیلا آدمی آخر کہاں تک ایک ایسے کام پر اپنا روپیہ برباد کرتا رہ سکتا ہو جسمیں پریشانیاں ہزاروں ہوں اور نفع کچھ بھی نہیں؟ خوش قسمتی سے "کامیابی" اس قسم کے ناخوشگوار انجام سے ایک بڑی حد تک محفوظ ہو کیونکہ یہ کسی ایک فرد واحد کی ملکیت نہیں ہو بلکہ دی حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ کی طرف سے نکالا جا رہا ہو اور اس طرح گویا ایک مشترکہ سرمایہ کی کمپنی اس کی اشاعت کی کفیل ہو۔ مشترکہ سرمایہ ہی اس بات کی بھی اُمید دلاتا ہو کہ اس پرچہ کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کے لئے بآسانی روپیہ خرچ کیا جا سکے گا اور خدا نے چاہا تو چند ہی روز کے بعد یہ اپنے پڑھنے والوں کو اس بات پر مجبور کرے گا کہ اپنے ہر دوست سے اسکی تعریف اور اپنے ہر جان پہچان سے اس کا ذکر کیا کریں۔ یہ تمام حالات بہت ہی اُمید افزا ہیں' اور بظاہر اس قسم کا کوئی اندیشہ نہیں ہو کہ یہ پرچہ کبھی ان دقتوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو سکے گا جنمیں مبتلا ہو کر اس سے پہلے بہت سے پرچے بن کھلے مرجھا چکے ہیں۔

میاں سر محمد شفیع صاحب بیرسٹر لاہور کا تار

میری دلی خواہش ہو کہ آپکا نیا ماہوار رسالہ بہمہ وجوہ کامیاب ہو اور ملک و ملت کے لئے بے شمار فوائد کا ذریعہ ثابت ہو، (سر محمد شفیع از لاہور)

قلمی اعانت کی درخواست

ملک کے تمام مشہور انشا پردازوں سے درخواست کیجاتی ہو کہ وہ اپنے مضامین نثر و نظم سے کامیابی کے اوراق کو بھی زینت بخشیں اور کامیابی کے مقاصد کو ملحوظ رکھ کر اسکے لئے خاص توجہ اور کوشش سے ایسے مضامین تحریر فرمائیں جن سے مسلمانوں کی خفتہ علمی قوتوں میں حرکت پیدا ہو اور وہ ترقی و کامیابی کے اُن راستوں پر لگ جائیں جن پر دُنیا کی ترقی یافتہ قومیں چل رہی ہیں؛

مشہور اہل قلم کی محنت و کاوش کا پُورا معاوضہ تو پیش نہیں کیا جا سکتا لیکن مالی گنجائش کے لحاظ سے جو زیادہ سے زیادہ معاوضہ پیش کیا جا سکے گا اُس کے پیش کرنے میں تامل نہیں ہوگا، کامیابی کے لئے ایسی تصاویر اور مصوّر مضامین کی بھی ضرورت ہو جو کامیابی میں موزونیت کے ساتھ درج کئے جا سکیں اور کامیابی کے مقاصد کے لحاظ سے مُفید ثابت ہوں

کامیابی

(از جناب مرزا محمود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان)

کامیابی ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنوں سے عام طور پر ہمارے اہلِ ملک ناواقف ہیں۔ اور یہی وجہ ہماری ناکامیوں کی ہے۔ ہمارے ملک میں کامیابی نام ہے روپیہ کا۔ کامیابی نام ہے اچھے کپڑے پہننے کا۔ اور اچھے کھانے کھانے کا۔ کامیابی نام ہے لوگوں پر تسلط پانے اور حکومت کرنے کا، مگر حق یہ ہے، کہ اس سے زیادہ غلط مفہوم کامیابی کا نہیں ہو سکتا جن چیزوں کو ہم کامیابی قرار دیتے ہیں، انھیں کو اپنا کام (یعنی مقصد) بنانا کامیابی کے رستے میں روک ہوا کرتا ہے، یہ چیزیں خود کامیابی نہیں بلکہ بعض دفعہ کامیابی کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہیں۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے بعض لوگ پوچھ بیٹھا کرتے ہیں، کہ حضرت امام حسینؑ کیوں ناکام ہوئے اور یزید کیوں کامیاب ہوا۔ حالانکہ اگر غور کرتے تو یزید باوجود مال و دولت اور جاہ و حشم کے ناکام رہا۔ اور حضرت امام حسینؑ باوجود شہادت کے کامیاب ہے کیونکہ ان کا مقصد حکومت نہیں بلکہ حقوق العباد کی حفاظت تھا۔ تیرہ سو سال گزر چکے ہیں مگر وہ اصول جسکی تائید میں حضرت امام حسینؑ کھڑے ہوئے تھے۔ یعنی انتخاب خلافت کا حق اہلِ ملک کو ہے، کوئی بیٹا اپنے باپ کے بعد بطور وراثت اس حق پر قابض نہیں ہو سکتا۔ آج بھی ویسا ہی مقدس ہے، جیسا کہ پہلے تھا۔ بلکہ ان کی شہادت نے اس حق کو اور بھی نمایاں کر دیا ہے۔ پس کامیاب حضرت امام حسینؑ ہوئے نہ کہ یزید۔

قرآن کریم نے نہایت مختصر الفاظ میں کامیابی کا گُر بتایا ہے، اور میں اس کی طرف ناظرین کامیابی کو توجہ دلاتا ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

"والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار۔ والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعدلہم جنّٰت تجری تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا۔ ذالک الفوز العظیم"

(توبہ رکوع ۱۳) یعنی وہ لوگ جو دوسروں سے آگے نکلنے اور اوّل رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی ہر اک چیز کو قربان کر دیتے ہیں یا ایسے لوگوں کے ممد اور معاون ہوتے ہیں، اور وہ لوگ جو مذکورہ بالا جماعت کے نقش قدم پر پوری طرح چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا، اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ اور اسی نے ان لوگوں کے لئے ایسے باغات تیار کئے ہیں جن کے اندر نہریں بہتی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ چلے جائینگے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے، کہ اصل کامیابی اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ آرام اور آسائش کے سامان اس کے نتیجہ میں ملتے ہیں خود مقصود بالذات نہیں ہوتے۔ اور نیز یہ بتایا گیا ہے، کہ کامیابی کا گُر یہ ہے، کہ کوئی قوم ان مقاصد عالیہ کے حصول کے لئے جو قربانی چاہتے ہیں اور جن کا فائدہ بادی النظر میں انسان کی اپنی ذات کو نہیں بلکہ دوسروں کو پہونچتا ہے۔ دوسری اقوام سے آگے بڑھنے اور اوّل رہنے کی کوشش کرے۔ یہی وہ گُر ہے جسے ہماری قوم نے نظر انداز کر دیا ہے، اور یہی وہ گُر ہے جس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔ ہمارے اندر دولت مند بھی ہیں، اور صاحب جائداد بھی۔ لیکن باوجود اس کے ہم کامیاب نہیں۔ اس لئے کہ ہماری قوم اور ہمارے اہلِ ملک کی کوششیں اپنے نفس کی عزت اور اپنے آرام کے حصول کے لئے خرچ ہوتی ہیں لیکن کامیابی کا گُر یہ ہے کہ قوم سب کی سب مہاجر ہو جائے۔ یعنی اپنے نفس کو بھلا کر ان کاموں میں لگ جائے۔ جو بنی نوع انسان کی مجموعی ترقی کا موجب ہوں یا انصار بن جائے یعنی ایسے لوگوں کی مددگار اور معاون ہو۔ حتیٰ کہ دنیا کا ہر ایک ملک اپنے گرد و پیش ایسے سامان دیکھے جن کے بغیر اس کا گزارہ مشکل تھا، اور جن کا حصول اسی قوم کی شدید قربانیوں کے بغیر ناممکن تھا۔ یہ قوم کامیاب ہوتی ہے، اور اس کا ذکر خیر دنیا سے کبھی نہیں مٹ سکتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے برادران وطن اسی صداقت کو سمجھ کر اسکی طرف پوری توجہ کرینگے۔ خالی نقل سے وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جبتک کہ وہ بعض علوم و فنون میں سابقون الاولون ہونیکی کوشش نہیں کرینگے، اور دوسری اقوام کو اپنے پیچھے چلانے میں کامیاب ہونگے وہ برابر ناکامی کا منہ دیکھتے رہینگے لیکن کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہماری سابقہ ناکامیاں ہمیں بیدار کر دیں، کیا ہماری پستی کے لئے کوئی اور قعر ذلت باقی ہے جس تک گرنا ہمارے لئے ضروری ہے، کیا ہم بچپن کے زمانہ سے نکلکر شباب نہیں بلکہ پیری کا زمانہ ہی دیکھیں گے، اور پھر نابالغ بنے رہیں گے، خدا نہ کرے کہ ایسا ہو، بلکہ خدا کرے، کہ ہماری قوم بیدار ہو کر مہاجر و انصار کا رنگ دکھاتی ہوئی دنیا کے ترقی کے میدان میں سابقون الاولون کے دوش بدوش کھڑی ہو اور ہر ایک قربانی عارضی نہیں بلکہ مستقل اس پر آسان ہو اور وہ کامیابی کے میدان میں ایک ایسی پائدار یادگار چھوڑے جس کے نقش مرور زمانہ سے بھی نہ مٹ سکیں۔ آمین اللہم آمین وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین،

"جاگ رے میرے سونے والے"

(از جناب صوفی فلسفی قاری سرفراز حسین صاحب عزمی دہلوی)

کہنے والا یوں بھی کہہ گیا ہے ؎

سالہا دل طلب جام جم از ما میکرد　　　آنچہ خود داشت ز بیگانہ تمنا میکرد

اسی کو روحانی الفاظ میں اس طرح صاف کیا گیا ہے ؎

حاجیوں کی طرح سے میں نے کیا اسکا طواف　　　جسکو میں سمجھا تھا میں وہ تو نظر آیا مجھے

شاید دنیا ڈانواڈول رہتی کہ کیا کرنا چاہئے اور کسطرح کرنا چاہئے کہ ساڑھے تیرہ سو برس ہوئے ایک ریگستان میں عرش معلی سے براہ راست لاسلکی آئی۔

وفی انفسکم افلا تبصرون

ہم جملہ صفات عالیہ کا منبع و مخزن ہیں اور تمھاری زندگی کی ایروپلین میں خود بیٹھکر اُسے چلائینگے۔ پھر دیکھنا تم کہاں تک اُڑو گے، اور اعتماد نفس عالی حوصلگی۔ جرأت و استقلال اور ایثار و قربانی کے کیا کیا جوہر تم میں چمکتے ہیں۔ کانوں والوں نے سنا۔ اپنی زندگی کو ربانی کرشمہ سمجھ کر اندر ہی اندر اسکے رازہائے سربستہ کے قفل کو لدنی کی کنجی سے لدنی والے کا کہنا مانکر اور اُسپر دل و جان سے قربان ہوکر کھلوایا اور انجام کار دیکھ لیا کہ نہ شرف انسانیت کی اونچی سے اونچی چوٹی بغیر پہونچے رہی اور نہ عظمت و جلال کی دشوار گذار سے دشوار گذار گھاٹی انکے شرف قدمبوسی سے محروم رہی۔ اسکے خلاف ہوتا بھی کیونکر

تو چوں ساقی شوی دُرد تنگ ظرفی نمی ماند　　　بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلہا

۲۔ صدیوں تک دنیا بھر میں انسانیت، صداقت، اور محنت کا ڈنکا بجا کر اور سوتوں کو جگا کر ہمکو بھی تکان محسوس ہوئی اور سونے لگے۔ اب ہمارے سامنے ایک ترا ہا ہے۔

(۱) سوتے رہیں۔

(۲) گورکنی کے مقدس فرائض انجام دیں یعنی اوروں کو بھی سُلائیں۔

(۳) نہیں۔ آنکھیں ملکر اُٹھ بیٹھیں اور ایک دفعہ پھر دنیا کو دکھا دیں کہ

تازہ پھر درد کی لذت ہمیں حاصل ہے وہی　　　ہم وہی یار وہی۔ درد وہی دل ہے وہی

(۱) و (۲) صرف خمار کا اثر ہے ہوش کی بات صرف (۳) میں ہے اور ندائے غیبی پکار پکار کر کہہ رہی ہے

"جاگ رے میرے سونے والے"

اس ندائے غیبی کو خواجہ صاحب نے سنا۔ سمجھا اور ہم درماندوں تک مقطر کرکے علمی جام میں بھر کر رسالہ **کامیابی** کی صورت میں پہونچایا۔ اللہ جزائے خیر دے آمین۔

مجھے اگر **کامیابی** کی خوشی ہے تو یہ افسوس بھی ہے کہ ہائے اس سے بہت پہلے یہ کیوں نہ جاری ہوا۔ غالباً "کل امر مرہون باوقاتہا" کا اشارہ مجھے حدود ادب میں رکھنے کے لئے کافی ہوگا۔

۳۔ دو باتیں ہمارے واسطے مسلم الثبوت ہیں اور ہر چند انکی تائید میں معقول دلائل موجود ہیں جن کو ہم انشاء اللہ وقتاً فوقتاً **کامیابی** کے کالموں میں پیش کرینگے تاہم سردست آپکو زیادہ چون و چرا کئے بغیر مان لینا چاہئے۔

اوّل۔ انسان کے لئے کامیاب زندگی بسر کرنا ہی افضل ترین منشاء خداوندی یعنی منشاء فطرت ہے۔

دوم۔ کامیابی کا مرکز خود انسان میں ہے، نہ اس سے باہر۔

انسانی زندگی۔ فلسفیانہ نقطۂ نظر سے دو قسم کے مجموعہ اجزا سے مرکب ہے۔ (۱) چھوٹے چھوٹے جزئیات کو ٹھیک ٹھیک بٹھا کر اور قرینے سے سجا کر ان سے اعلیٰ زندگی کا رفیع الشان قصر تیار کرنا۔ (۲) کسی زبردست نفیس جذبہ یعنے کلیہ حیات کو زندگی کے اندر یعنے دل اور جان میں حلول کر دینا اور پھر فوارہ کی طرح اس سے کل جزئیات حیات میں ترقی کی آبیاری کر لینا۔ فلسفہ کے بعد سائنس کا عروج ہوا تو اس نظریہ میں یہ اضافہ ہوا کہ مرکز ترقی اور جملہ ذرائع حصول ترقی قدرت کے مقررہ قوانین سے ہم آہنگ ہوں۔ ہمارے وقت میں جدید نفسیات (نیو سائکالوجی) نے یہ گرانقدر حاشیہ چڑھایا ہے کہ مدرکات ذہنی اور جذبات فطری انفرادی اور مجموعی طور پر پیش نظر رکھ کر ترقی اور کامیابی کے زینہ پر چڑھنا چاہئے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ آج کی تاریخ کا مہذب انسان۔ اور تھوڑے سے ردوبدل کے بعد انشاء اللہ آئندہ **کامیابی** کے کالموں میں ثابت کر دیا جائے گا کہ **مہذب انسان** اور **سچا مسلمان** مترادف المعنی ہے۔ الضافاً مجبور ہے کہ ترقی اور کامیابی کو **واحد ذریعہ نجات** کا قرار دے اور اپنی کل وہبی اور کسبی قوتوں کو بلا پس و پیش اور بلا کم و کاست اس دیوتا کی قربان گاہ پر چڑھا ہے اور مرتے وقت یہ شعر زبان پر جاری ہو۔

حاصل عمر نثار رہ یارے کردم　　　شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

۴۔ جس خوش نصیب انسان کو توحید اور "دل من خانۂ مقام رب جنبش" کا حقیقی مرکزی جذبہ مفت میں ملتا ہو جسکے جزئیات زندگی ہر طرح کوڑی بینتے ہوئے اور سجے سجائے ہوئے کوڑیوں کے مول ملتے ہوں جو "ربنا ما خلقت ہذا باطلا" پر ایمان رکھ کر دنیا اور مافیہا سے کامل اتحاد رکھ سکتا ہو۔ اور جسکا دل و دماغ غیر اللہ کے چھوڑنے سے نفیس باریک اور دور اندیش ہو سکتا ہو۔ کیا ایسا انسان کیا ایسا مسلمان بڑی سے بڑی انسانی دوڑ میں پیچھے

رہ سکتا ہے؟ نہیں - ہرگز نہیں - لیس تو اب
"جاگ رے میرے سونے والے"

ناکامی کی پہلی وجہ

قوت وہبی کا غلط استعمال

(از مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب)

دُنیا میں کامیابی بھی ہے اور ناکامی بھی۔ اور ان دونوں کے اسباب اور وجوہات بھی ہیں۔
جو وجہ کامیابی کی ہے اُس کا نہ ہونا ناکامی کا باعث ہے اور جو سبب ناکامی کا ہے وہی
انسان کی سمجھ میں آجائے تو کامیاب بنا دیتا ہے۔

کامیابی کے کچھ اسباب وہبی ہیں یعنی انسان کے ساتھ ہی پیدا ہوتے ہیں اور کچھ
اسباب کسبی ہیں یعنے انسان دُنیا میں آکر ان کو سیکھتا اور حاصل کرتا ہے۔

اور یہی حال ناکامی کا ہے کہ بعض اشخاص ناکامی کے اسباب اپنے ساتھ لیکر پیدا
ہوتے ہیں اور بعض دُنیا میں آکر اپنے عمل سے ناکامی کے اسباب خود پیدا کر لیتے ہیں۔

مثال سے سمجھو تو میں کہوں گا کہ ایک بادشاہ کے گھر میں جو لڑکا پیدا ہوا وہ بادشاہی
کی وہبی نعمت اپنے ساتھ لایا۔ اگر اسنے اس وہبی نعمت کو اپنے کسبی عمل سے سنبھال لیا تو
کامیاب ہوا ورنہ اسکے کسب اور عمل نے اس نعمت کو گم کر دیا جو قدرت نے بطور عطیہ کے
اسکو دی تھی کہ بادشاہ کے گھر میں پیدا کیا تھا۔

اور ایک شخص غریب و گمنام گھر میں پیدا ہوا مگر اسنے کسبی علم و عقل سے بادشاہی حاصل
کرلی تو یہ کامیابی کسبی و عملی ذریعہ کی کہلائے گی۔ اسی پر ناکامی کو قیاس کرلو کہ جو آدمی
بادشاہ کے گھر میں پیدا ہوا مگر بادشاہی کو سنبھال نہ سکا تو اسکی عملی و کسبی قوت کی کمی اس کا
باعث ہوگی۔

پرنس آف ویلز کنگ جارج کے گھر میں پیدا ہوئے یہ ایک وہبی کامیابی ہے مگر نپولین نے
غریب گھر میں پیدا ہو کر سلطنت حاصل کرلی یہ کسبی و عملی کامیابی ہے۔

انگریزوں نے ہندوستان کی حکومت ہتھیاروں کی قوت سے نہیں لی۔ بلکہ حکیمانہ
توڑ جوڑ سے وہ یہاں کے بادشاہ بن گئے اور مغل بادشاہ اسوجہ سے مغلوب نہیں ہوئے
کہ ان میں انگریزوں کے حکیمانہ توڑ جوڑ کا مقابلہ کرنے کی قوت نہ تھی بلکہ اسوجہ سے ناکام
ہوئے کہ انھوں نے دُنیا کے اور اپنے بزرگوں کے پرانے اصول کو سامنے رکھا کہ وہ تلوار
کے زور سے سلطنت حاصل کرتے تھے اس لئے انھوں نے انگریزوں کے حکیمانہ توڑ جوڑ
کا مقابلہ فوجی قوت اور ہتھیاروں کے زور سے کرنا چاہا۔ یہاں تک کہ ۱۸۵۷ء میں ایک
عام ہنگامہ انگریزوں کے خلاف برپا ہو گیا۔ لیکن اسمیں کامیابی نہ ہوئی۔ اگرچہ انگریزوں کی
فوجی قوت ہندوستانیوں سے بہت ہی کم تھی۔

اگر مغل بادشاہ بھی تلوار کی جگہ دماغ کی جنگ انگریزوں سے کرتے تو انگریزوں کو
یقیناً ناکامی ہوتی کیونکہ ہندوستان کے دماغ انگریزوں سے کم نہ تھے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ انگریزوں نے عقل و حکمت کا وار کیا۔ اور مغلوں نے توپ،
بندوق، تلوار سے اس وار کا جواب دینا چاہا۔ اور یہی سبب مغلوں کی ناکامی کا ہوا

بعض بدگمان تو یہاں تک کہتے ہیں کہ انگریزوں نے دانستہ ایسے اسباب پیدا کئے تھے
کہ ان کی فوج ان سے بغاوت کرے اور مغل سلطنت باغی فوج کے ساتھ ہو جائے تاکہ
انگریزوں کی حکیمانہ چال کامیاب ہو یعنے ہندوستانیوں کے جوش بغاوت سے مظالم کا
سرزد ہونا یقینی تھا۔ اور انگریز چاہتے تھے کہ ہندوستانی ایسے ظالمانہ افعال کریں
جن سے انگریز قومیت کو اشتعال ہو اور وہ ہندوستان پر قبضہ کرنے کی اجازت دیدے
اور دوسرے ملکوں کے بادشاہ انگریزوں کو حق بجانب سمجھیں کہ انھوں نے بغاوت کے جرم
کی سزا دینے کے لئے مغل حکومت کا چراغ ہمیشہ کے لئے گُل کر دیا۔

یہ بدگمانی درست ہو یا نہ ہو مجھے تو یہ نتیجہ دکھانا ہے کہ مغل حکومت کی ناکامی ایک
غلط طریقہ جنگ اختیار کرنے کے سبب ہوئی۔ اسی طرح ہر انسان اپنی وہبی قوت
کو غلط عمل اور غلط کسب میں استعمال کر کے ناکام ہو جاتا ہے۔

مثلاً ڈاکٹر سر محمد اقبال ایک بے نظیر قومی و ملکی شاعر کی قوت لیکر پیدا ہوئے
تھے مگر انھوں نے بیرسٹری کا غلط عمل اختیار کر کے اپنی زندگی کو دُنیا کا میاب
ہونے دیا جیسی اُمید اس قوت سے تھی جو قدرت نے انکو دی تھی۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال کو وہ قوت ملی تھی کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام ایشیا کے
باشندوں کی خفتہ قوتوں کو بیدار کر سکتے اور لاکھوں قانون داں انکی معنوی قوت
سے پیدا ہو جاتے لیکن وہ خود ایک قانون داں بیرسٹر کے عمل میں چلے گئے، اور
قدرت کے عطیہ کو فراموش کر دیا۔ یا کم از کم اس سے اتنا کام نہ لیا جتنا لینا لازم تھا
اور اب بھی وہ بحیثیت قومی شاعر کے تمام دُنیا میں مُمتاز ہیں نہ بحیثیت بیرسٹر کے۔

دُنیا میں عقلمند کم ہوتے ہیں یہ بات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ مگر عقل بھی ایک

وہی ہوتی ہو اور ایک کسبی وہبی عقل والے اگر عقل کو غلط عمل اور غلط کسب میں استعمال کریں تو بے عقل مشہور ہو جاتے ہیں۔

مثلاً ایک شخص کو حساب کی عقل ملی ہو یعنے اُسمیں علم حساب حاصل کرنے اور اسکے ذریعہ کامیاب بننے کا مادہ بہت ہو گر وہ اس قدرتی مادہ کے خلاف ڈاکٹری کا پیشہ اختیار کر لیتا ہو اس لئے اس کو اُسی حد تک کامیابی ہوتی ہو جس حد تک کہ ڈاکٹروں کو حساب سے تعلق ہو لیکن اگر وہ کوئی ایسی تجارت کرتا جو حساب کے ذریعہ فروغ حاصل کرتی ہو تو وہ ڈاکٹروں کے مقابلہ میں زیادہ کامیاب ہو جاتا۔

میرے دوست مولوی سید محفوظ علی، بی اے بدایونی پر لطف مضامین لکھنے کی قوت لائے تھے مگر انھوں نے بمبئی میں اسباب آرائش کی دوکان کری نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں کا نقصان برداشت کرکے دوکان بند کرنی پڑی۔

وہ دیانت دار تھے۔ محنتی تھے، ذی علم تھے۔ کثیر الاحباب تھے، گر قدرت نے ان کو اسباب آرائش کی دکان کرنے کی قوت نہیں۔ بلکہ اُردو لٹریچر میں نہایت لطیف کتابیں لکھنے کے لئے پیدا کیا تھا، اس لئے اپنی قوت کا صحیح استعمال نہ کرنا ان کی تجارتی ناکامی کا باعث ہو گیا۔

ممتاز، ایک بازاری عورت ہو، باولہ کے قتل اور اندور کے تعلقات کی وجہ سے مشہور ہو گئی، آجکل دہلی کے ایک سینما میں اس کا گانا ہو رہا ہو۔ اور اس کا گانا سنکر موسیقی داں حیراں ہوتے ہیں کہ ممتاز کو کوئی خاص کمال موسیقی کے فن میں نہیں ہو پھر یہ کیونکر اتنی مشہور ہو گئی۔ اور بعض مبصر یہ کہتے ہیں کہ اسکی صورت بھی ایسی نہیں ہو جو دُنیا کے ایک مشہور ڈرامہ کا باعث ہوئی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہو کہ ہندوستان میں ہزاروں بازاری عورتیں ممتاز سے زیادہ خوبصورت ہیں اور ممتاز سے زیادہ موسیقی جانتی ہیں پھر کیا وجہ ہو کہ وہ سب ممتاز کی طرح کامیاب نہیں ہیں۔ اور ممتاز اتنی کامیاب ہو۔

ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ مجنوں کی محبوبہ لیلےٰ اور فرہاد کی مطلوبہ شیریں بھی ایسی خوبصورت نہ تھی کہ انکے عشاق ایشیا کے لٹریچر کو ان کی دھوم سے بھر دیتے، اور لیلےٰ و شیریں کے زمانہ میں لاکھوں عورتیں ان دونوں سے زیادہ خوبصورت موجود تھیں پھر مجنوں و فرہاد نے یہ غلط انتخاب کیوں کیا۔

قدرت کا قاعدہ ہو کہ وہ دُنیا میں بعض لوگوں کو ایسے ذرائع سے کامیاب کر دیتی ہو جو ان سے زیادہ دوسروں کو حاصل ہوتے ہیں مگر دوسرے انکے مقابلہ میں ان ذرائع سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

ایسی مثالیں شاذ و نادر ہوتی ہیں تاکہ انسان کا ذہن ایک کلیہ اور قاعدہ کا اسیر و غلام نہ ہو جائے، ورنہ عام طور پر وہی کامیاب ہوتا ہو جو اپنی وہبی اور کسبی قوتوں کو ٹھیک سمجھ کر ٹھیک استعمال کرتا ہو۔

ممکن ہو کہ ممتاز میں صورت اور موسیقی کے سوا کوئی اور ایسی بات موجود ہو، جو مہاراجہ اندور اور باولہ کو پسند آگئی ہو اور جس کو ہم سب جانتے ہوں۔ اس لئے ممتاز کی کامیابی کو صورت اور موسیقی کی نظر سے دیکھنا بھی غلطی ہو۔ بلکہ اسکی کامیابی کسبی وہبی قوت کی وجہ سے ہو۔

جن مسلمانوں کے باپ دادا تجارت پیشہ نہ تھے اگر وہ کوئی تجارتی کام شروع کریں تو کامیابی کی اُمید کم ہو گی، اور ان کی ناکامی کا باعث محض یہ ہو گا کہ جو چیز ان کی سرشت میں نہ تھی اسکو انھوں نے جبراً اختیار کر لیا اور آخر ناکام ہوئے۔

لیکن جن مسلمانوں کے ہاں تجارت ہوتی آئی ہو وہ تجارت میں شاذ و نادر ہی ناکام ہوتے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ بڑے بڑے تجارت پیشہ لوگوں کو بھی بعض اوقات تجارت میں نقصان ہو جاتا ہو مگر اس نقصان کا باعث کچھ اور ہوتا ہو اور غیر تجارت پیشہ لوگوں کی ناکامی عموماً اس لئے ہوتی ہو کہ ان میں تجارت کا مادہ ہی نہ تھا۔ میں خود تجارت پیشہ لوگوں میں نہیں ہوں مگر ابتدا سے کتابوں کی تجارت کرتا ہوں اور اسمیں کامیاب ہوں، یہ ایک اتفاقی بات ہو ورنہ مجھ کو قدرت نے تصنیف و تالیف کے لئے پیدا کیا تھا۔ اگر میں تجارت نہ کرتا اور کتابیں لکھتا رہتا تو ایک ہزار سے زیادہ کتابیں اسوقت میری تصنیف کی ہوتیں اور مجھ کو دوسرے تاجران کتب ان کتابوں کے حق تصنیف کے عوض اتنا روپیہ دیتے جو میری موجودہ کامیابی سے بہت زیادہ باعث کامیابی سمجھا جاتا۔ پس اگر میں کامیاب ہوں تو محض اسوجہ سے کہ اپنے غیر مانوس اور غیر طبعی پیشہ کے لئے سخت محنت کرتا ہوں ورنہ یہ بے جوڑ پیشہ مجھ کو بھی ناکام کر دیتا۔

دراصل مقصد میری اس تحریر کا یہ ہو کہ ہم انسانوں کو قوت وہبیہ کا صحیح استعمال کرنا چاہئے تاکہ غلط استعمال ہمکو ناکام نہ بنا دے۔ اور اسکی صورت یہی ہو کہ ہر شخص اپنا پیشہ اور کام شروع کرنے سے پہلے طبائع اور خصائل کا فن جاننے والوں سے مشورہ لیا کرے اور اسکے بعد کوئی کام شروع کیا کرے۔

ہر کارے وہر مردے

(از جناب ملا محمد واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ)

بھیا شیخ احسان الحق صاحب نے مجھ سے اور حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے ایک ساتھ رسالہ کامیابی کے لئے مضمون لکھنے کو کہا۔ مگر ہم دونوں کا جواب ایک نہ تھا حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا "مضمون کل صبح پہنچ جائے گا"۔ میں نے عرض کیا کہ "میں وقت مقرر نہیں کر سکتا جب لکھوں گا بھیجدوں گا"۔

اس فرق کی وجہ صرف اتنی ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کے دماغ میں بہت سے خانے ہیں، ان میں ایک خانہ مضمون نگاری اور انشا پردازی کا بھی ہے۔ الماری کے خانوں کی طرح حضرت خواجہ صاحب اپنے دماغ کے خانوں کو کھینچتے اور بند کرتے رہتے ہیں جب چاہتے ہیں مضمون نگاری اور انشا پردازی کے خانہ کو کھینچ لیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں کسی دوسرے خانہ کو۔ برخلاف حضرت خواجہ صاحب کے میرے دماغ میں صرف ایک ہی خانہ ہے اور اسمیں مضمون نگاری اور انشا پردازی کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے خانہ کھینچا اور مضمون سامنے آیا۔ میں کتنا بھی زور لگائے جاؤں منہ چڑانے سے آگے نہ بڑھوں گا۔

یہ سب کچھ سمجھنے کے باوجود بھی حالات مجھے مجبور کرتے ہیں کہ کبھی کبھی منہ چڑایا کروں۔ حضرت خواجہ صاحب تمام ہندوستان کے ان چند منتخب خوش نصیبوں میں سے ہیں جنھیں وہ کام کرنے کو مل گئے جن کے لئے وہ پیدا ہوئے تھے لیکن مجھ جیسے اور مجھ سے بڑھ کر بد قسمت نہیں بلکہ بے قسمت اس ملک میں نوسو ننانوے فی ہزار ہیں جو ان کاموں میں مصروف ہیں جن کے لئے وہ ہرگز نہیں پیدا کئے گئے۔

خالق نے اپنی مخلوق پر سب سے بڑا جو احسان کیا ہے وہ مخلوق کا خلق کرنا یعنی اسے عدم سے وجود میں لانا ہے مگر اس احسان کے زیر بار، شجر، حجر، حیوان، انسان سب ہیں۔ انسان کی اسمیں تخصیص نہیں۔ انسان کو انسان بنانے کے بعد جو سب سے بڑی نعمت ملی ہے وہ عقل ہے۔

آپ مجھے کوئی چیز تحفۃً دیں اور میں اسکی قدر نہ کروں اور اسے یونہی کہیں ڈال ڈول دوں تو آپ مجھ سے خوش ہونگے یا ناخوش؟ یقیناً ناخوش ہونگے اور پھر مجھے کچھ نہ دینگے، اور اگر میں تحفہ کو سنبھالکر رکھوں اور اسکی قدر کروں تو آپ کا جی چاہے گا کہ اور چیزیں بھی مجھے عنایت کریں۔

یہی قاعدہ اللہ تعالیٰ کا ہے، جو لوگ عقل یا اللہ کی دی ہوئی کسی اور نعمت کی قدر کرتے ہیں اور اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں ان سے اللہ خوش ہوتا ہے اور انہیں نعمتوں پر نعمتیں عطا فرماتا ہے اور جو اسکی کسی نعمت کو ٹھکراتے ہیں ان سے وہ نعمت بھی چھین لی جاتی ہے۔ عقل کے استعمال کے سیکڑوں اور ہزاروں موقعوں میں ایک موقع استعمال یہ بھی ہے کہ انسان رجحان طبع کو اچھی طرح سمجھ کے اپنی زندگی کا پروگرام مقرر کرے آجکل کے متمدن اور ترقی یافتہ ممالک کی دُنیاوی کامیابی کا راز یہی ہے کہ وہاں بچپن سے اس بات پر نظر رکھی جاتی ہے کہ طبیعت کا رُخ کدھر ہے اور پھر اُسی رجحان طبع کو مدنظر رکھ کر اُس کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہوتا ہے۔ وہاں یہ لازمی نہیں ہے کہ مولوی کا بیٹا مولوی ہی بنے حکیم کا بیٹا حکیم ہی ہو اور بیرسٹر کا بیٹا بیرسٹر ہی رہے بلکہ ایک پادری کا بیٹا اگر لوہاری کے کام کی طرف رغبت رکھتا اور لوہاری کے پیشہ کا اہل نظر آتا ہے تو اسے اہل لوہار بنانا اس سے زیادہ اچھا سمجھا جاتا ہے کہ نااہل پادری بنا دیا جائے۔ علیٰ ہذا بیرسٹر کے بیٹے کے لئے بیرسٹر اور ڈاکٹر کے بیٹے کے لئے ڈاکٹر بننا وہاں لازمی نہیں ہے۔ یورپ و امریکہ والے مقسوم کے ساتھ جنگ نہیں کرتے بلکہ گلے لگا کر مقسوم کو حاصل کر لیتے ہیں اسی لئے وہاں پیشہ موروثی بہت کم ہوتا ہے۔ ایک باپ کے جتنے بیٹے ہوتے ہیں قریب قریب اتنے ہی پیشے اسکے گھر میں ہونے لگتے ہیں، کوئی انجنیر ہے تو کوئی فوٹوگرافر اور کوئی ملازم ہے تو کوئی تاجر۔ ہمارے ہاں کا سا حال نہیں کہ ملازمت کا سلسلہ چلا ہے تو خاندان میں سے کوئی شخص اس سلسلہ کو توڑتا ہی نہیں اور ملازمت میں بھی یہ کوشش کیجاتی ہے کہ سب ایک ہی محکمہ میں بندھے رہیں۔

اللہ تعالیٰ مختلف دماغوں میں مختلف قابلیتیں رکھتا ہے۔ کسی میں کسی کام کے کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور کسی میں کسی کام کے کرنے کی۔ ہم صلاحیت کے خلاف کام اختیار کرکے اس کام کو اپنے حق میں وبال بنا لیتے ہیں اور لنگڑے جانور کی طرح گھسٹ گھسٹ زندگی کے دن کاٹتے ہیں۔

یورپ و امریکہ میں اوّل تو عام طور پر والدین ہی یہ بات سمجھ لیتے ہیں کہ ان کا کونسا بچہ کون سے کام کا اہل ہے دوسرے کچھ لوگ اسی کی روٹی کھاتے ہیں وہ اس فن کے مخصص اور سپیشلسٹ ہوتے ہیں اور یہی بیٹھے بتلایا کرتے ہیں کہ فلاں لڑکے کو فلاں پیشہ پر لگایا جائے۔ حال ہی میں ایک محکمۂ جہاز رانی کے کسی بہت بڑے افسر کا ذکر چھپا تھا کہ جب پڑھائی کے کمرہ میں ذرا سی دیر ٹک کر نہ بیٹھتے تھے، ادہر اُستاد کی آنکھ بچی اُدہر آپ باہر نکلے اور کسی درخت پر جا چڑھے۔ بُرا بھلا کہا جاتا۔ سزائیں دیجاتیں مگر ایک بات کا اثر نہ ہوتا۔ ایک روز مدرسہ کے بیرونی حصہ میں جہاں بستی کے آنے جانے والوں

کی نگاہ بھی پڑ سکتی تھی، کل مدرسہ کو جمع کیا گیا اور ان درختوں پر چڑھنے کے شوقین کو اتنے آدمیوں کی موجودگی میں ذلیل کرنے کی تجویز ٹھہری - راہ چلتوں میں اتفاق سے کوئی بچوں کا رجحان طبع سمجھنے والے ماہر بھی تھے انھوں نے جو یہ حال دیکھا تو اندر مدرسہ میں آئے، اور پوچھا کہ کیا ماجرا ہے - کیوں اس لڑکے کو ایسی سخت سزا دینے کی تجویز ہے - اُستادوں نے بتلایا کہ اسمیں یہ عادت ہے - اسے چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں - راہ رو نے کہا کہ میری خاطر سے ایک ہفتہ کے لئے اس سزا کو ملتوی کرو اور مجھے موقع دو شاید بغیر سزا کے اصلاح ہو جائے اُستادوں نے اور ماں باپ غرض اس لڑکے کے ہر ہر خیر خواہ نے کہا کہ اس سے اچھا کیا ہوگا ایک ہفتہ کے لئے یہ آپکے سپرد ہے - وہ راہرو اسے اپنے گھر لے گیا اور وہاں پہنچتے ہی اسنے اپنے گھر کے درختوں کو اسکے سامنے پیش کر دیا کہ جسپر جی چاہے چڑھو - لڑکا اور کیا چاہتا تھا - اس کے دل کی مُراد بر آئی - دوسرے دن راہرو صاحب نے ایک مضبوط سی بہت لمبی بلّی لی، اور اسمیں تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے چاروں طرف کھونٹیاں گڑوا دیں اور ان صاحبزادہ سے کہا لو میاں اس بلّی پر چڑھ جاؤ - صاحبزادہ بندر کی طرح اس بلّی کی پھننگ پر جا بیٹھے - تیسرے دن اس ماہر طبیعت ہائے انسانی نے لڑکے کو مدرسہ واپس کر دیا - اور لکھ بھیجا کہ اسے کامیاب کرنا ہے تو کسی جہاز پر نوکر رکھو اور چنانچہ اسکے مشورہ پر عمل کیا گیا اور مرتے وقت وہ لڑکا کرنیل سر فلاں یا جنرل سر فلاں تھا - مجھے نام یاد نہیں رہا - بہرحال میرا مقصود یہ ہے کہ ہم کو بھی اپنے اور اپنی اولاد کے لئے کام اور پیشہ کا انتخاب کرنے میں اہلیت، قابلیت اور رجحان طبع کو ملحوظ رکھنا چاہئے اور محض اس خیال سے کہ فلاں کام یا فلاں پیشہ زیادہ معزز یا زیادہ نفع بخش ہے خواہ مخواہ اُسکے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے -

رائے عامہ کی تربیت

(از جناب مولنا عارف ہسوی)

مسلمانوں کی موجودہ پستی و تنزل کے اسباب پر جب بحث کیجاتی ہے تو ہر شخص اپنے ذوق کے مطابق اسکا سبب بیان کر دیتا ہے اور ایک محکم اور قطعی حکم لگا دیتا ہے کہ مسلمان فلاں امر اختیار کر لیں یا فلاں امر ترک کر دیں تو ترقی کر سکتے ہیں ورنہ نہیں - ہر شخص کی کوئی نہ کوئی رائے ہوتی ہے اور اس رائے کے اظہار کا بھی ہر شخص کو اختیار ہے - اس بنا پر کسی کو مطعون نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کیوں بے سوچے سمجھے اور بے دلیل اور بالکل غیر مبرہن بات کہہ کر مسلمانوں کو گمراہ کرتا ہے - تاہم اسقدر گذارش اس طبقہ سے ضرور کیجا سکتی ہے جو مسلمانوں کو موجودہ پستی سے نکلنے کا مشورہ دیا کرتا ہے کہ مشورہ .... مدلل دینا چاہئے اور دلائل بھی وہ ہونے چاہئیں جو جذبات کو اپیل کرنے والے نہ ہوں، بلکہ عقل و فہم کو دعوت فکر و غور دینے والے ہونے چاہئیں - یہی ایک طریقہ ہے جس سے اختلاف کی صورت میں صحیح راستہ تلاش کیا جا سکتا ہے، اسکے برعکس جذبات کو اُبھار کر اگر اپنا ہم رائے بنانے کی کوشش جاری رہے گی جیسا کہ آجکل ہو رہا ہے تو صحیح راہ عمل ہمیشہ مشتبہ رہے گی اور کسی گروہ اور جماعت کے مشوروں کے متعلق نہیں کہا جا سکے گا کہ اس سے دردِ ملت کا مداوا ہو سکتا ہے یا نہیں -

مثال کے طور پر نہرو رپورٹ کو لے لیجئے جو آجکل ایک سخت اختلافی اور نزاعی سیاسی دستاویز ہے - یہ رپورٹ کوئی آسمانی صحیفہ نہیں ہے کہ اسمیں غلطیاں نہ ہوں - بہرحال چند آدمیوں ہی نے اسکو مرتب کیا ہے اور بہت ممکن ہے اسلامی مفاد کے نقطۂ نظر سے بھی اسمیں فروگذاشتیں ہوں اور ملکی مفاد کے نقطۂ نظر سے بھی اسمیں غلطیاں موجود ہوں - ہر دو نقطۂ نظر سے اسکا جانچنا اور پرکھنا ضروری ہے اور یہی خواہی وطن کا اقتضا ہے کہ خوب اچھی طرح جانچ پرتال کیجائے اور اگر اسمیں غلطیاں ہوں تو انکے اصلاح کی کوشش کیجائے -

لیکن رپورٹ کا حسن و قبح اسی وقت ظاہر ہو سکتا ہے جب ٹھنڈے دل اور دماغ کے ساتھ، تعصب تنگ نظری کو چھوڑ کر عقلی دلائل سے بحث کیجائے، اور ایک ایک مسئلہ کے حسن و قبح کو میزان عقل و فہم پر جانچا جائے -

مگر افسوس کہ اس قدر اہم مسئلہ میں بھی عقل و دانش سے کلیتہً قطع تعلق و عدم تعاون کرنا ضروری سمجھا گیا ہے اور کامیابی کا ذریعہ یہ سمجھا گیا ہے کہ مذہبی اور ملی جذبات کو برانگیختہ کر کے اسکے خلاف اور موافق رائے حاصل کیجائے -

اس مضمون میں نہرو رپورٹ پر بحث کرنی مقصود نہیں ہے اور نہ مخالف و موافق فریق میں سے کسی کو خاطی بتانا پیش نظر ہے بلکہ اس مضمون میں صرف اس امر سے بحث ہے کہ طریق بحث و نظر وہ نہیں اختیار کیا گیا جس سے نہرو رپورٹ کے حسن و قبح پر روشنی پڑے اور عوام جو بطور خود غور نہیں کر سکتے وہ طرفین کے دلائل کو پڑھ اور سنکر کوئی رائے قائم کر سکیں، بلکہ ہر اک فریق کی یہ کوشش ہے کہ عوام اسکے مؤید و حامی بنجائیں، البتہ اس سلسلہ میں اسقدر عرض کرنے کی جرأت کی جاتی ہے کہ مخالفین رپورٹ کا دامن دلائل سے بالکل خالی ہے، یعنی وہ اسکی مخالفت میں عقلی دلائل سے کام لینے کی مطلق ضرورت محسوس نہیں کرتا اور صرف جذبات مذہبی و حسیات ملی سے اپیل کرنے پر اس نے قناعت اختیار کر لی ہے اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ حقیقتاً اُنکے پاس کوئی دلیل ہی نہیں ہے

بلکہ انھوں نے یہ محسوس کرلیا ہے کہ وہ آسانی کے ساتھ حامیان نہرو رپورٹ پر اگر فتح پاسکتے ہیں تو اسی طرح کہ مذہبی و ملی جذبات کو برانگیختہ کرکے ان سے اپیل کیجائے۔

اگر اس مسئلہ میں مدلل بحث طرفین سے کیجاتی تو عوام کو اس سے بیحد فائدہ پہونچتا اور ملکی سیاسیات کے نہایت اہم اسباق اُنکے ذہن نشین ہوجاتے اور نفس مسئلہ کے متعلق اچھی طرح سمجھ کر لوگ رائے قائم کرتے مگر موجودہ صورت یہ ہے کہ نہ تو رپورٹ کے حق میں کوئی فہمیدہ رائے قائم ہوسکی ہے اور نہ اسکے خلاف۔ کیونکہ نفس رپورٹ کے حسن و قبح پر سنجیدہ اور مدلل بحث بہت کم ہوئی ہے۔

اسی طرح دوسری مثال اسمبلی کونسل اور بلدیات وغیرہ کے انتخابات کا مسئلہ ہے ہر تین سال کے بعد ملک کے سامنے یہ ایک موقع آتا ہے کہ جسمیں عوام کو سیاسیات کی عمدہ تعلیم دیجاسکتی ہے اسمبلی کونسل اور بلدیات کے کاموں پر روشنی ڈالی جاسکتی ہے اور ان جماعتوں کی پالٹکس کو سمجھایا جاسکتا ہے اور بڑی حد تک ملک کی سیاسیات ان ہی جماعتوں کے اندر محدود ہے۔ اگر سنجیدگی کے ساتھ انتخابات کی مہم لڑی جائے اور جماعتیں اپنا اپنا نقطہ نظر رائے دہندگان کو سمجھائیں تو ملک چند انتخابات کے بعد سیاسی فہم و ادراک میں نہایت اہم ترقی کرسکتا ہے۔ مگر اس مسئلہ میں بھی وہی روش اختیار کی جاتی ہے خصوصاً مسلمان تو صرف جذبات سے اپیل کرتے ہیں، اور مسلمان رائے دہندگان کے کان ایک فیصدی بھی دلائل سے آشنا نہیں ہوتے۔

یہ اس قوم کا حال ہے جسکو قرآن حکیم میں سیکڑوں جگہ غور و فکر کرنے کی ہدایت کیگئی ہے اور جو منکرین سے دلائل و براہین کا مطالبہ کرکے کہ "ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین" مسلمانوں کو مدلل گفتگو کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔

بہرحال مسلمانوں کے پستی و تنزل کے اسباب کچھ ہی ہوں اور ان کی ترقی خواہ مذہبیت اختیار کرنے سے ہو یا سیاست اختیار کرنے سے، جو چیز سب سے زیادہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان بے دلیل بات کرنی ترک کردیں، جو شخص جو نظریہ بھی پیش کرے اور جو مشورہ بھی مسلمانوں کو دے اس کا فرض ہے کہ دلیل و برہان سے اسکی خوبی اور اسکا حسن ثابت کرے اور جو شخص اسکی تردید کرے اسکا بھی فرض ہے کہ دلائل سے اسکے قبح کو بتلائے۔ اگر یہ طریقہ اختیار کرلیا جائے تو بہت تھوڑے عرصہ میں مسلمانوں کی رائے عامہ تربیت یافتہ ہوسکتی ہے۔ اور احزاب و جماعات مختلفہ کے اختلاف کی صورت میں سمجھ بوجھ کر ایک ناطق فیصلہ صادر کرسکتی ہے۔

ہمارے نزدیک مسلمانوں کی ترقی اسی وقت سے شروع ہوگی جس وقت کہ انکی رائے عامہ اسقدر تربیت یافتہ ہوجائے گی کہ اپنی بھلائی اور برائی کو سمجھنے لگے، اور رہنماؤں کے اختلاف کی صورت میں اس کا فیصلہ قول فیصل اور اسکا حکم حکم ناطق ہو اور جب تک یہ نہ ہوگا اور موجودہ صورت برقرار رہے گی اسوقت تک لیڈر اور رہنما برابر آپس میں لڑتے رہینگے اور جس فریق کی طرف ادیب، انشاپرداز، خطیب اور بلند بانگ مقرر ہونگے وہ خواہ گمراہی اور کھلی ہوئی ضلالت میں مبتلا ہو۔ مگر وہ لوگوں کے جذبات کو مشتعل کرکے ان کو اپنا ہمنوا اور ہم آہنگ بنالے گا۔ اور صداقت کس مپرسی میں پڑی رہ جائے گی اور ضلالت و گمراہی دلوں پر حکومت کرے گی۔

مذہبی جذبات کو برافروختہ کرکے کام نکال لینا اگرچہ نہایت آسان ہے مگر جسقدر آسان ہے اسی قدر تباہی بخش اور ہلاکت آفریں بھی ہے۔ کیونکہ مذہب کا نام آنے کے بعد عقل و فہم کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، وہاں سوال صرف عقائد کا ہوتا ہے دلیل و برہان کو کوئی نہیں پوچھتا، ایک مفید سے مفید تجویز کے خلاف عوام کو یہ کہہ کر مشتعل کیا جاسکتا ہے کہ یہ تجویز مذہب کے خلاف ہے۔ افغانستان کی تازہ مثال ہمارے سامنے ہے۔ مُلّاؤں نے امان اللہ خاں کی اصلاحات کو خلاف مذہب کہدیا اور سارے افغانستان میں تباہی و بربادی پھیل گئی۔ کسی نے اس امر پہ غور کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ اصلاحات صحیح و مفید ہیں یا غلط اور غیر مفید اور یہ کہ فی الواقع وہ خلاف مذہب ہیں بھی یا نہیں، ان کے لئے صرف اسقدر کافی تھا کہ مذہب کے متعلق ان کو جن پر اعتماد تھا یعنی ملاؤں نے کہدیا کہ اصلاحات خلاف مذہب ہیں۔ اسکے بعد ان کو غور و فکر کرنے اور سوچنے سمجھنے کی کوئی ضرورت نہ رہی، وہ اُٹھے اور اُٹھ کر اُس حکومت کا تختہ اُلٹ دیا جس نے انکی دانست میں ایسے ملعون فعل کا ارتکاب کیا تھا۔

اس لئے اگر ہندوستان کے مسلمان مصلح اور رہنما بھی برابر مذہبی پیرایہ میں کام نکالتے رہے اور خالص سیاسی مسائل کے متعلق بھی یہ کہکر اپنے حق میں آرا حاصل کرتے رہے کہ فلاں مسئلہ مذہب کے رُو سے ضروری اور فلاں مذہب کے خلاف ہے تو مسلمان مسائل پر غور و فکر کرنے کے کبھی بھی عادی نہ ہونگے اور انکی فلاح و بہبود ہمیشہ جائز و ناجائز کے چکر میں پھنسی رہے گی، اور مسلمانوں کی رائے عامہ ایسی رہے گی جیسی کہ آج ہے جس کی حالت یہ ہے کہ ہر فریق کے پیچھے ہوجاتی ہے اور بالآخر جو فریق مذہب کا نام لیکر زیادہ مشتعل کرسکتا ہے اس کی فتح ہوجاتی ہے۔

اگر عوام میں سوچنے اور سمجھنے کی اہلیت و استعداد پیدا ہوجائے تو وہ غلط اور صحیح میں امتیاز کریں اور کھرے کھوٹے میں فرق کرکے کسی نتیجہ پر پہونچیں۔ مگر موجودہ حالت میں اس کی کوئی توقع نہیں۔

بہرحال رائے عامہ کی تربیت نہایت ضروری ہے بغیر اسکے موجودہ بدحالی کا دُور ہونا دشوار ہے۔

دو سو روپے کے نقد انعامات کا اعلان

کامیابی کے معاونین و ناظرین کو مقررہ عنوانوں پر نثر و نظم مضامین لکھنے اور مفید و دلچسپ سوالات کا جواب دینے کے لئے ہر مہینہ **کامیابی میں انعامات کا اعلان کیا جائے گا**۔ اور حصول انعامات کے شرائط حسب ذیل ہونگے۔

۱۔ مضامین اور جوابات مقررہ میعاد کے اندر وصول ہو جانے چاہئیں۔

۲۔ جو انعامات خریداران کامیابی کے لئے مخصوص ہوں اُنکے حاصل کرنے کے لئے نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے۔

۳۔ جن مضامین اور جوابات میں انعامی اعلان کی ہدایتوں کو ملحوظ نہیں رکھا جائے گا وہ انعامی فہرست میں شامل نہیں کئے جائینگے۔

۴۔ انعامات کا فیصلہ مجلس ڈائرکٹران حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ کرے گی اور مجلس مذکور کا فیصلہ قطعی اور آخری فیصلہ سمجھا جائے گا۔

۵۔ جسقدر مضامین اور جوابات انعامی اعلانات کے متعلق موصول ہونگے وہ حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ کی ملکیت ہو جائینگے۔

۶۔ انعامات کے فیصلہ کا اعلان رسالہ کامیابی اور دیگر اخبارات و رسائل میں کیا جائے گا۔

تیس روپئے

ان صاحب کی خدمت میں پیش کئے جائینگے جو مندرجہ ذیل عنوان پر کامیابی کے مقاصد کو ملحوظ رکھکر اُردو میں بہترین مضمون نثر لکھ کر بھیجیں گے

"انگریز حاکم اور ہندوستانی محکوم کیوں ہیں؟"

ہدایات:۔ ۱۔ مضمون نہایت مدلل اور عنوان کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہو۔

۲۔ پیرایۂ بیان دلچسپ اور زبان سلیس و عام فہم ہو۔

۳۔ کامیابی کے ۴ صفحوں سے کم اور ۸ صفحوں سے زائد نہ ہو۔

۴۔ خلاف قانون نہ ہو۔

۵۔ ۳۱ر جولائی ۱۹۲۹ء سے پہلے دفتر کامیابی میں پہنچ جائے

بیس روپئے

اُن صاحب کی نذر کئے جائینگے جو ذیل کے عنوان پر مسدس حالی کے رنگ کی ایک بہترین اُردو مسدس نظم رسالہ کامیابی کے لئے لکھکر بھیجیں گے۔

"جنگ عمل"

ہدایات:۔ ۱۔ نظم نہایت پُراثر، عام فہم اور جد و جہد کی تلقین کرنے والی ہو۔

۲۔ دس بند سے کم اور تیس بند سے زائد نظم نہ ہوں۔

۳۔ خلاف قانون نہ ہو۔

۴۔ ۳۱ جولائی ۱۹۲۹ء سے پہلے پہنچ جائے

دس روپئے

اُن صاحب کو پیش کئے جائینگے جو مشرق و مغرب کے مشہور حکماء و شعراء و فضلاء وغیرہ کے اقوال و اشعار میں سے انتخاب کر کے یا خود اپنے لکھے ہوئے ایسے مقولے (نثر یا نظم) کامیابی میں شائع ہونے کے لئے بھیجیں گے جو کامیابی کے مقاصد کے لحاظ سے بہترین مقولے قرار دیئے جا سکیں۔

ہدایات:۔ ۱۔ مقولے عام فہم اور سلیس اُردو میں ہوں۔

۲۔ جس کا مقولہ ہو اُس کا نام ہر مقولہ کے ساتھ لکھا جائے اور ممکن ہو تو جس کتاب سے مقولہ لیا گیا ہو اُس کا حوالہ بھی۔

۳۔ کوئی مقولہ کامیابی کی دس سطروں سے بڑا نہ ہو۔

۴۔ مقولے ۳۱ر جولائی ۱۹۲۹ء سے پہلے پہنچ جائیں۔

دس روپئے

اُن صاحب کو پیش کئے جائینگے جو مندرجہ ذیل سوال کا سب سے زیادہ صحیح اور مدلل جواب لکھ کر بھیجیں گے۔

"جون ۱۹۲۹ء کے رسالہ کامیابی میں کامیابی کے مقاصد کے لحاظ سے بحیثیت مجموعی بہترین مضمون کونسا ہے اور وہ کیوں سب سے بہتر ہے؟"

ہدایات:۔ ۱۔ جواب اس رسالہ کے تمام مضامین کو بغور پڑھ کر اور کامیابی کے خاص مقاصد کو ملحوظ رکھ کر لکھا جائے۔

۲۔ جواب کامیابی کے ایک کالم سے زیادہ نہ ہو۔ ۳۔ ۳۱ر جولائی ۱۹۲۹ء سے پہلے پہنچ جائے

پانچ پانچ روپئے

اُن چھ خریداران کامیابی کو بذریعہ قرعہ اندازی پیش کئے جائینگے جو ۳۱ر جولائی

سنہ ۱۹۲۹ء تک مندرجۂ ذیل سوال کا جواب خود لکھ کر اور اپنے دو تعلیم یافتہ دوستوں سے لکھوا کر بھیجیں گے۔

"آپکو اپنی زندگی میں وہ کونسا تجربہ ہوا ہی جسکی صحت پر آپکو پورا یقین اور بھروسہ ہی؟"

ہدایات:- ۱- تجربہ آپ کو اور آپ کے دوستوں کو اپنا ذاتی لکھنا چاہئے اور ایسا لکھنا چاہئے جس کی صحت پر آپ کو اور آپکے دوستوں کو پورا بھروسہ ہو،

۲- تجربے ہر قسم کے بھیجے جا سکتے ہیں خواہ وہ معاملات کے متعلق ہوں یا علاج و دوا وغیرہ کے متعلق۔

۳- دوستوں کا نام اور پتہ بھی اُنکے جوابات کے ساتھ ضرور ہونا چاہئے

دو دو روپے

اُن مبین ناظرین کامیابی کو بذریعۂ قرعہ اندازی تقسیم کئے جائینگے جو ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۲۹ء تک مندرجۂ ذیل سوال کا جواب خود لکھ کر اور اپنے دو تعلیم یافتہ دوستوں سے لکھوا کر بھیجیں گے۔

"جُون کے رسالہ کامیابی میں کن باتوں کی کمی ہی؟"

ہدایات:- ۱- جوابات مختصر ہوں اور اُردو میں ہوں۔

۲- جن دوستوں سے آپ جواب لکھوائیں اُنکے نام اور پتے بھی لکھ کر بھیجیں

ساٹھ روپے

کسی تجربہ کار اور کامیاب اخبار نویس یا کسی کامیاب موقت الشیوع پرچے کے مالک یا منیجر صاحب کی خدمت میں پیش کئے جائینگے جو رسالہ کامیابی کے مقاصد کے لحاظ سے اُس کی تالیف و ترتیب، کتابت و طباعت، اور دفتری و اشتہاری انتظامات کے متعلق ایک ایسا مفصل و مکمل دستور العمل بنا کر بھیجیں گے جو کامیابی کی نفع رسانی عام مقبولیت، شہرت اور اشاعت کو زیادہ سے زیادہ ترقی دینے اور انتظامات میں سہولت پیدا کرنے کے اعتبار سے زیادہ مفید اور ممکن العمل سمجھا جائے گا۔

ہدایات۔ ۱- سوائے اُن حضرات کے جو کسی اخبار یا رسالہ کو کامیابی کے ساتھ چلا چکے ہوں یا چلا رہے ہوں۔ اور کوئی صاحب اس انعام کے حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں۔

۲- انعام کا مستحق صرف وہ دستور العمل سمجھا جائے گا جو مجموعی حیثیت سے سب سے زیادہ مفید اور ممکن العمل معلوم ہوگا۔

۳- انعام کا فیصلہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء کو کیا جائے گا۔

۴- ۱۵ ستمبر تک دستور العمل پہنچ جانے چاہئیں۔

منیجنگ ڈائرکٹر حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی

ڈاکٹر سید محمود صاحب بیرسٹر کا پیام

اسوقت ہندوستانیوں کو عموماً اور مسلمانوں کو علی الخصوص اس سے زیادہ کسی چیز کی ضرورت نہیں ہی کہ اُن میں اپنے پر بھروسہ کرنے اور ایثار و قربانی سے کام کرنے کی قابلیتیں پیدا کیجائیں مسلمانوں میں عالی حوصلگی۔ جرأت و استقلال، ایثار و قربانی جو اُنکی خاص صفتیں سمجھی جایا کرتی تھیں اب بالکل مفقود ہو رہی ہیں اور جو شخص ان کو اسطرف متوجہ کرنے میں ذرا بھی کامیاب ہوگا وہ ایک بڑا قومی فرض ادا کرے گا۔ اگر مسلمان دُنیا میں زندہ قوم بنکر رہنا چاہتے ہیں تو ان کو یہ سب صفتیں پھر سے اپنے میں پیدا کرنی ہونگی خدا آپکی مساعی جمیلہ میں برکت دے اور "کامیابی" کو کامیاب بنائے۔

"خاکسار سید محمود"

مولنا عارف ہسوی کا پیام

مسلمانوں کے "خفتہ قوائے عمل" کو بیدار کرنا "کامیابی" کا بہترین مقصد ہی۔ خدا کرے اس کے لئے آپ کی مساعی مشکور ہوں۔ مگر مصیبت یہ ہی کہ محض قوائے عمل کے بیدار کر دینے سے کام نہیں چل سکتا جب تک کہ اس کے لئے صحیح مصرف بھی پیش نہ کیا جائے۔

افغانستان پر جو تباہی آئی ہی وہ قوائے عمل کی بیداری اور اسکے غلط مصرف میں صرف ہونے ہی کی وجہ سے تو آئی ہی۔

اُمید ہی کہ "کامیابی" قوائے عمل کو بیدار کرنے کے ساتھ ہی انکے لئے صحیح مصرف اور صحیح راہ عمل بھی پیش کریگا۔

عارف ہسوی

کامیابی کے قصے

"افسانہ" سے بھی بالکل وہی کام لیا جاسکتا ہے جو سیرت اور سوانح عمری سے لیا جاتا ہے، اور اسمیں ایک بڑی خوبی یہ بھی موجود ہے کہ چونکہ اسمیں اکثر حسن عشق کی چاشنی موجود ہوتی ہے اس لئے سیرۃ کے مقابلے میں یہ بہت زیادہ دلچسپی اور توجہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ مختصر افسانہ نویسی کا فن ہماری زبان کے لئے ابھی کسی قدر نیا ہی ہے اور یہ واقعہ ہے کہ دو ایک کامیاب افسانہ نگاروں کو چھوڑ کر باقی اور جتنی کوششیں اس شعبۂ ادب میں کیجا رہی ہیں اور جن سے ملک کے بیشتر اخبارات و رسائل مزین نظر آتے ہیں انھیں صرف "مبتدیوں کی مشق" ہی کا خطاب دیا جاسکتا ہے۔ اس عنوان کے ماتحت "کامیابی" میں چھوٹے چھوٹے دلچسپ اور دلآویز افسانے لکھے جایا کرینگے اور ان میں بھی "کامیابی" کا نصب العین ہمیشہ پیش نگاہ رہے گا

(اڈیٹر)

کامیاب کھلاڑی

"کیا آپ ہی یتیم خانے کے مہتمم صاحب ہیں؟" یہ سوال ایک پندرہ سال کے لڑکے نے کسی قدر دبی ہوئی آواز میں مجھ سے کیا۔ اسے میرے ملاقات کے کمرہ میں بیٹھے ہوئے کافی عرصہ گذر چکا تھا کیونکہ جب مجھے اسکے آنے کی اطلاع کی گئی تھی تو میں غسل کرنے کے لئے جارہا تھا۔ اول تو خلاف معمول اس روز مجھے غسل میں بھی کچھ زیادہ دیر لگی دوسرے یہ کہ مجھے معلوم ہوچکا تھا کہ ایک غریب سا شکستہ حال لڑکا مجھ سے ملنے کے لئے آیا ہے اس لئے میں نے جلدی باہر آنے کی کچھ پرواہ بھی نہ کی اور غسل کے بعد بہ اطمینان گھر ہی میں چار پینے بیٹھ گیا چا سے فارغ ہوکر ٹینس کا بلّا ہاتھ میں لئے ہوئے جب میں باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ ایک اچھا خاصہ کسی شریف کا بچہ کھڑا ہے۔ اسے اتنے عرصہ تک منتظر رکھنے پر مجھے خفیف سی ندامت ہوئی تو ضرور مگر وہ میرے دل ہی تک رہی اور میں نے بہت بے پروائی کے ساتھ جواب دیا

میں - ہاں اسلامی یتیم خانہ کا مہتمم میں ہی ہوں۔

لڑکا (بہت لجاجت کے ساتھ) میں کچھ عرض کرنے کے لئے آپکی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

میں - کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ کیا تم یتیم خانہ میں داخل ہونا چاہتے ہو؟

لڑکا - جی نہیں۔

میں - پھر اور کیا چاہتے ہو۔

لڑکا - اپنی غرض سنانے سے پہلے مجھے کچھ تھوڑا سا اپنا حال بھی آپکو سنانا پڑیگا۔

میں - (کسی قدر متعجب ہوکر) اپنا حال مجھے سنانے سے فائدہ۔ آخر تمھارا مطلب کیا ہے، کیا کچھ مانگنا چاہتے ہو۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ تم اچھے خاصے تندرست ہونے کے باوجود سوال کرتے پھرو۔ بات چیت سے تم کسی شریف کے بچے معلوم ہوتے ہو اس لئے تمھارا اس طرح گداگری کرنا اور بھی زیادہ قابل افسوس ہے۔

لڑکا - (کسی قدر مغرورانہ لہجہ میں) میں نے نہ کبھی سوال کیا ہے اور نہ کرنا چاہتا ہوں میں یہاں آپسے ایک ایسی مدد مانگنے کے لئے آیا ہوں جو میں سمجھتا ہوں کہ میرا حق ہے۔

میں (تعجب سے) اچھا بیٹھ جاؤ اور جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو۔ لڑکا قریب کی کرسی پر بیٹھ گیا اور اب میں نے ذرا غور سے اسکی صورت دیکھی۔ اس کا رنگ کھلتا ہوا گندمی تھا ناک نقشہ کافی اچھا تھا اگرچہ چہرہ کی زردی اور کسی قدر دبلاپن اسکی تنگ دستی کا راز افشا کررہے تھے۔ ہاتھ پاؤں کا بھی وہ لڑکا بہت اچھا تھا اور یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اگر اسے معقول غذا میسر آتی تو بہت توانا اور تنومند ہوتا۔ اسکی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور بلند پیشانی کے ساتھ ملکر اسکی غیر معمولی ذہانت اور عقلمندی کا پتہ دے رہی تھیں۔ اسکی صورت من حیث المجموع کچھ ایسی تھی کہ جس قدر میں اسے دیکھتا جاتا تھا اسی قدر اسکی وجاہت سے مرعوب سا ہوتا جاتا تھا۔ لڑکے نے کچھ رک رک کر اپنی داستان اس طرح شروع کی۔

لڑکا - میں جیسا کہ آپنے خود ہی اندازہ کیا ہے ایک شریف خاندان سے تعلق رکھتا ہوں میرے والد خدا انھیں غریق رحمت کرے عرصہ ہوا کہ انتقال کرگئے۔ میں اسوقت صرف ۷ سال کا تھا۔ اب میری عمر ۱۵ سال کی ہے۔ والد کے انتقال کے بعد ۸ برس تک مجھے میری والدہ نے پالا (یہاں پہونچکر اسکی آواز بھرائی اور رک گئی، لیکن اسنے اپنے آپکو سنبھال کر کہا) لیکن اب کوئی دو مہینے کا عرصہ ہوا کہ وہ بھی انتقال کرگئیں۔ میری تعلیم کا

انتظام والد نے بہت اچھا کر دیا تھا، اور انکے بعد والدہ نے بھی خاص طور پر اس کا خیال رکھا۔ یہ مجھے کچھ نہیں معلوم کہ والد مرحوم نے کیا کچھ چھوڑا تھا لیکن یہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ والدہ ہمیشہ کوئی نہ کوئی اپنا زیور فروخت کرتی رہتی تھیں اور غالباً ہماری معاش کا ذریعہ وہی انکے زیورات تھے۔ مجھ سے بڑے میرے ایک بھائی اور ہیں جو اس وقت تحصیلدار ہیں، لیکن خدا ہی جانے کیوں اُنہیں اور اُن کی بیوی کو ہمیشہ مجھ سے اور والدہ سے کچھ نفرت ہی سی رہی۔ والدہ کے انتقال پر وہ گھر آئے تھے، اور چاہتے تھے کہ میں انکے ساتھ چلا جاؤں۔ میں نے اسی سال میٹرکولیشن کا امتحان پاس کیا ہے اور میری دلی تمنا ہے کہ کم از کم بی اے تک پڑھوں اس لئے میں نے ان سے درخواست کی کہ یا تو وہ مجھے علیگڈھ کالج میں بھیجدیں یا پھر اسی جگہ میرے کالج میں پڑھنے کا انتظام کر دیں مگر وہ راضی نہ ہوئے اور کہنے لگے کہ میں زیادہ سے زیادہ تمھارے لئے اتنا ہی کر سکتا ہوں کہ تم چلکر میرے ساتھ رہو اور روٹی کھاؤ اور کپڑا پہنو۔ تمھارے پڑھنے پڑھانے کا میں کوئی انتظام نہیں کر سکتا کیونکہ میری آمدنی میرے اپنے اخراجات کے لئے بھی بمشکل کافی ہوتی ہے۔ یہ صاف جواب سُنکر میں نے بھی ان سے کہدیا کہ اگر میرے پڑھنے کا انتظام آپ نہیں کر سکتے تو میں بھی وہاں چلنے کے لئے تیار نہیں ہوں اسکے بعد نہ اُنھوں نے مجھ سے چلنے کو کہا اور نہ میں انکے ساتھ گیا۔ آپکی خدمت میں میں صرف اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اگر آپ یتیم خانہ میں مجھے رکھنے کی بجائے صرف میری تعلیم کا خرچ یتیم خانے سے دیدیا کریں تو بڑی مہربانی ہوگی اور میں آسانی کے ساتھ بی اے تک اپنی تعلیم پوری کر سکوں گا۔ اگر میں یتیم خانہ میں داخل ہو جاتا تب بھی آپکو میرے لئے کچھ نہ کچھ خرچ کرنا ضرور ہی پڑتا اگر وہی رقم یا اس سے کچھ زائد آپ مجھے دیدیا کریں تو میں اپنی تعلیم جاری رکھ سکتا ہوں۔

اتنا کہہ کر لڑکا خاموش ہو گیا اور ایک امید و بیم کی سی حالت میں میرا مُنہ دیکھنے لگا۔ اس قصہ کا میرے دل پر بہت کافی اثر ہوا تھا اور تھوڑی دیر تک تو میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ میں کیا جواب دوں بالآخر ۳۰ سال تک میرا سرکاری ملازمت میں رہ چکنا میرے کام آگیا اور میں نے کافی خشک اور بالکل "سرکاری" لہجہ میں کسی قدر زور سے کہا "ہوں ......" پھر ایک ذرا سی خاموشی کے بعد میں بہت ہی مربیانہ انداز اختیار کر کے سرکاری زبان میں کہنا شروع کیا۔

میں۔ مجھے تمھارے ساتھ بہت ہمدردی ہے، اور میری خواہش ہے کہ میں تمھاری کچھ مدد کر سکوں لیکن تمھیں غالباً معلوم نہیں ہے کہ یتیم خانہ کی مالی حالت کیسی ہے مجھے افسوس ہے کہ تمھارے دل کو یہ سُنکر رنج پہونچے گا لیکن بدقسمتی سے یہ واقعہ ہے کہ یتیم خانہ کے پاس بالکل روپیہ نہیں ہے اور جو بچے اُس میں اسوقت موجود ہیں اُنکے کھانے پینے کا خرچ بھی بمشکل چل رہا ہے۔ مسلمانوں کی حالت آجکل کچھ ایسی خراب ہوگئی ہے کہ انھیں اپنی پستی اور ذلت کا بالکل احساس نہیں رہا ہے۔ قوم کے بچے اگر بھوکے مرتے ہیں تو مریں اور قوم کی یتیم لڑکیاں فاقوں سے تنگ آکر آوارہ اور بدچلن ہو جاتی ہیں تو ہو جائیں، انھیں اس کی مطلق پرواہ نہیں ہے۔ ابھی اس دن جلسہ میں میں نے حالانکہ بہت ہی دردانگیز طریقہ پر لوگوں سے درخواست کی تھی لیکن پھر بھی کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ ایسی حالت میں اب تمھیں بتاؤ کہ میں کس طرح تمھاری مدد کر سکتا ہوں۔ مدتوں سے میں کوشش کر رہا ہوں کہ جس طرح لڑکوں کا یتیم خانہ ہے اسی طرح یتیم بچیوں کے لئے بھی ایک یتیم خانہ کھول دیا جائے تاکہ غریب بچیوں کی پرورش اور تعلیم کا بھی ایک معقول انتظام ہو سکے لیکن لوگ اس کان سُنتے ہیں اور اُس کان اُڑا دیتے ہیں اور آجتک ایک زنانہ یتیم خانے کا قیام صرف میرے تصور ہی تک محدود ہے۔ تم بے شک ایک بہت ہی نیک اور شریف بچے ہو اور تمھارے بھائی کا فرض تھا کہ وہ تمھاری مدد کرتے۔ اگر تم مناسب سمجھو تو میں تمھارے بھائی کو ایک خط لکھ دوں؟

"جی نہیں" جلدی سے لڑکے نے کہا جسکے چہرہ پر اب مایوسی کی علامات اچھی طرح نظر آرہی تھیں۔ "اب میرا کوئی بھائی نہیں ہے۔ معاف فرمائیے، میں نے آپکا وقت ضائع کیا" یہ کہکر وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور مجھے سلام کر کے چل دیا۔ ایکمرتبہ پھر میرا دل چاہا کہ میں اسکے ساتھ کچھ عملی ہمدردی کروں، لیکن فوراً ہی میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور سیٹی بجاتا ہوا ٹینس کھیلنے کے لئے چل دیا۔

اس لڑکے کی شکل و صورت کا، انداز و اطوار کا، اور رفتار و گفتار کا میرے دل پر کافی اثر ہوا تھا اور اس روز میں خلاف معمول ٹینس میں متواتر تین سیٹ ہار گیا لیکن یہ اثر بہت اتنا زیادہ بھی نہ تھا کہ ہفتوں یا مہینوں تک رہتا مسلمان شریف زادوں کی ایک کثیر تعداد آجکل اسی حالت میں دیکھنے کو ملتی ہے کہ شکل و صورت اور وضع قطع سب شریفانہ ہے مگر بھیک مانگ رہے ہیں، اس لئے میں بہت جلد اس لڑکے کو بھول گیا۔

میری کچھ تھوڑی سی جائداد علیگڈھ کے ضلع میں بھی ہے اس لئے مجھے اکثر وہاں جانا پڑتا ہے۔ جائداد کے مقدمے کے سلسلہ میں ان واقعات کے کوئی ڈیڑھ سال بعد میں ایک روز علیگڈھ گیا ہوا تھا۔ علیگڈھ میں ہمیشہ اپنے وکیل مرزا عثمان علی بیگ کے یہاں ٹھہرا کرتا تھا۔ شام کو تقریباً ۵ بجے وکیل صاحب اور میں اور وکیل صاحب کے چند اور دوست باہر برآمدہ میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک لڑکا کچھ کتابیں اور ایک ہینڈ بیگ لئے ہوئے آیا اور وکیل صاحب سے پوچھنے لگا کہ انہیں اپنے بچوں کے لئے کچھ نصاب تعلیم کی کتابوں کی ضرورت تو نہیں ہے۔ میں وکیل صاحب سے کافی فاصلہ پر بیٹھا تھا اور اس لڑکے کی پشت میری جانب تھی۔ وکیل صاحب کے دوستوں میں سے ایک نے پوچھا کہ "میاں صاحبزادے تمھارے پاس کلیات اکبر تو نہیں ہے؟" "جی یہاں تو موجود نہیں ہے لیکن اگر آپ حکم دیں تو ابھی آدھ گھنٹے میں حاضر کر سکتا ہوں" لڑکے نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا۔ مجھے ایک پنسل کی ضرورت

تھی اور یہ خیال کر کے کہ شاید اس لڑکے کے پاس ہو میں نے اس سے کہا کہ "اگر تمھارے پاس ہو تو ایک پنسل مجھے دیدو"۔

"بہت بہتر جناب" کہکر اس لڑکے نے ہینڈ بیگ کھولا اور اسمیں سے ایک پنسل لیکر میری طرف کو آیا۔

میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے یہ دیکھا کہ وہ وہی لڑکا تھا جو ڈیڑھ سال پہلے مجھ سے امداد کی درخواست کرنے آیا تھا۔ اسکے کپڑے نہایت صاف ستھرے تھے، چہرہ پر تنگ دستی کی بھی کوئی خاص علامت نہ تھی، اور میں نے دیکھا کہ ڈیڑھ برس کی مدت میں اسنے اپنے ہاتھ پاؤں اور مردانہ حسن میں بہت کافی ترقی کر لی ہے میں نے اسے حیرت سے دیکھا اور اسنے مجھے، لیکن بلا کسی قسم کی جھجک کے اسنے پنسل مجھے دی، قیمت لی اور سلام کر کے واپس اپنی جگہ پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ کئی شخصوں نے اس سے مختلف چیزیں خریدیں اور وکیل صاحب نے بھی اپنے بچوں کے لئے کچھ کتابوں کی خریداری کی۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ وہاں رہا اور سات یا آٹھ روپئے کی کتابیں، چاقو، قلم اور پنسلیں وغیرہ فروخت کیں۔ اس تمام عرصہ میں بار بار میرا جی چاہا کہ اسے بلا کر اسکے حالات دریافت کروں لیکن خدا جانے کیوں کچھ ہمت نہ پڑی اور تھوڑی دیر میں وہ چلا گیا۔

میں عرض کر چکا ہوں کہ میں سرکاری ملازم تھا۔ اب میں پنشن پاتا ہوں۔ ملازمت کے دوران میں بھی میں نے ہمیشہ یہ قاعدہ رکھا کہ آٹھویں دن جاتا اور کلکٹر صاحب اور کمشنر صاحب کو سلام کر آتا اور اب پنشن خواری کے زمانے میں بھی برابر یہی دستور قائم کر لیا ہے کہ آٹھویں دن جاتا اور صاحب لوگوں کو سلام کر آتا۔ میرا خیال ہے کہ بنگلوں کا یہ پھیرا تدبیرات کا ایک نہایت کامیاب عمل ہے اور میں فطرتاً کچھ کمزور طبیعت کا آدمی واقع ہوا ہوں اور ناگہانی بلاؤں سے بہت ڈرتا ہوں۔

جہاں تک میرا خیال ہے اس یتیم لڑکے سے علیگڈھ میں ملاقات ہوئے کوئی ۲ سال گذر چکے ہونگے کہ ایک روز میں حسب عادت بڑے صاحب کے سلام کو گیا۔ صاحب بہت اچھی طرح پیش آئے ہاتھ ملایا، کرسی دی، اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔ میں بہت محتاط آدمی ہوں اور صاحب لوگوں سے گفتگو کرتے وقت احتیاط کا بہت ہی لحاظ رکھتا ہوں کہ کہیں کوئی بات زبان سے ایسی نہ نکل جائے جو حاکم کے مزاج کے خلاف ہو، اس لئے میرے جواب زیادہ تر یہی ہوا کرتے ہیں کہ "جی ہاں" یا "جی حضور" یا "بجا فرمایا حضور نے" "یا جیسی حضور کی مرضی" وغیرہ۔

باتوں کا سلسلہ جاری تھا کہ اثنائے گفتگو میں صاحب نے مجھ سے پوچھا۔

صاحب۔ ول ڈپٹی صاحب کچھ خبر ہے کہ آپکے شہر میں علیگڈھ کالج کی ٹیم کرکٹ کھیلنے آ رہی ہے۔

میں (تعجب سے) جی نہیں حضور، مجھے کچھ خبر نہیں کب آ رہی ہے؟

صاحب۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پرسوں انکا میچ مشن کالج کی ٹیم سے ہے۔

میں۔ حضور یہ تو بہت خوشی کی بات ہے، حضور میچ دیکھنے جائینگے؟

صاحب۔ او یس، ہم ضرور جائینگے۔ آپ بھی جائیگا۔

میں۔ بھلا حضور میں کیسے نہیں جاؤنگا۔ ایسا اچھا کھیل روز روز دیکھنے کو تھوڑا ہی ملتا ہے۔

صاحب۔ بالکل ٹھیک! بہت اچھا کھیل ہوگا۔ اختر کا نام آپنے سنا ہے وہ آجکل ہندوستان میں سب سے اچھا کھیلنے والا ہے۔ ولایت تک اسکا نام مشہور ہو گیا ہے۔

میں۔ جی ہاں حضور، نام تو میں بھی سن چکا ہوں، اسکا کھیل دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے

صاحب۔ اچھی بات، پرسوں آپ دیکھ لیں گے۔

میں۔ اچھا حضور، اجازت دیجئے۔

صاحب۔ اچھی بات، سلام۔

حمید اختر کے کھیل کا شہرہ میں اس سے پہلے بھی بہت کافی سن چکا تھا اور یہ معلوم کر کے مجھے دلی مسرت ہوئی کہ مجھے اس کا کھیل دیکھنے کا موقع مل سکے گا۔ اپنی جوانی کے زمانے میں مجھے بھی کرکٹ کھیلنے کا شوق تھا اور اچھا خاصہ کھیل بھی لیتا تھا، اور اب ضعیفی میں اگرچہ کھیلنے کی ہمت باقی نہ تھی لیکن دیکھنے کا شوق طبیعت میں بدستور موجود تھا جس صبح کو میچ ہونے والی تھی اسکی رات میں مجھے کثرت شوق کی وجہ سے نیند نہ آئی اور صبح ہی سے میں نے اپنے جانے کے انتظامات شروع کر دئے میں نے اپنی بیوی اور اپنی لڑکی سے بھی کہدیا تھا کہ وہ بھی میچ دیکھنے چلیں اور وہ دونوں ماں بیٹیاں بھی تیاری میں مصروف تھیں۔ میری بیوی کو تو اتنا زیادہ اشتیاق نہ تھا کیونکہ ان کی عمر کافی ہو چکی تھی البتہ بچہ کے شوق کی کچھ انتہا نہ تھی۔ بار بار وہ میرے پاس آتی تھی اور پوچھتی تھی کہ "اباجان، گاڑی ابھی تک نہیں آئی؟" گاڑی سے مراد میری وہ پرانی وکٹوریا تھی جسے میں نے ملازمت سے علیحدہ ہونے پر بھی الگ نہیں کیا تھا، اور جس میں اگرچہ جگہ صرف دو ہی شخصوں کے بیٹھنے کی تھی لیکن ہم تینوں یعنی دو برقع پوش عورتیں اور ایک میں کسی نہ کسی طرح زبردستی ٹھنس کر اکثر سیر کو جایا کرتے تھے۔ یہاں پر میں یہ بتا دوں کہ مجھے حفظان صحت کا ہمیشہ بہت زیادہ خیال رہا ہے اسی لئے میں نے اپنی بیوی اور لڑکی کو اتنی آزادی دے رکھی تھی کہ وہ برقع اوڑھ کر میرے ساتھ سیر کر لیا کریں۔

کوئی ۱ بجے گاڑی آئی اور ہم تینوں اسمیں سوار ہو کر کھیل کے میدان میں پہنچ تو معلوم ہوا کہ کھیل شروع ہو گیا ہے اور علیگڈھ کے لڑکے کھیل رہے ہیں۔ میں کھیل دیکھنے میں مصروف ہو گیا اور جب دونوں کھیلنے والوں میں سے ایک کے کھیلنے کا انداز مجھے بہت ہی اچھا معلوم ہوا تو میں نے اسکا نام دریافت کیا اور مجھے بتایا گیا کہ وہی حمید اختر ہے۔

اہا! حمید اختر صاحب یہی ہیں، میں نے کہا اور پھر اپنا چشمہ اُتار کر اسے اچھی طرح صاف کیا۔ اور نہایت غور سے اختر کو دیکھنا شروع کیا۔

اتنے فاصلہ سے شکل و صورت کا صرف ایک اندازہ ہی ہو سکتا تھا، اور میرا اندازہ یہ تھا کہ اختر ایک نہایت حسین خوشرو، تندرست اور مضبوط نوجوان ہے۔ اس کا قد ۵ فٹ ۱۰ انچ سے کم نہ تھا اور سینہ کی چوڑائی بھی اسی کے تناسب سے تھی۔ چوڑی چوڑی کلائیاں اور بھرے بھرے شانے اور بازو اسکے طاقتور ہونے کا پتہ دے رہے تھے اور بلّے کو جس خوبصورتی سے گھما کر وہ گیند کو روکتا یا ہٹ لگاتا تھا اس سے اسکی کلائیوں کی طاقت اور اعصاب کی مضبوطی کا اچھی طرح اندازہ ہو جاتا تھا۔ کئی مرتبہ مجھے اختر کی چال پر ایسا دھوکا ہوا کہ جیسے میں اسے پہلے کبھی دیکھ چکا ہوں، لیکن میں اسقدر دُور تھا کہ کسی طرح بھی اسکے خط و خال مجھے نظر نہ آسکتے تھے۔ کھیل ہوتا رہا اور اختر کے کھیل نے تماشائیوں کے تمام مجمع کو حیران کر دیا۔

بھئی اسی لئے تو علیگڈھ کی ٹیم دُور دُور مشہور ہے۔ ایک صاحب نے کہا جو میرے قریب ہی بیٹھے تھے۔

دوسرا۔ ہاں صاحب علیگڈھ کا مقابلہ تو ولایت کی ٹیمیں بھی نہیں کر سکتیں۔ یہ کھیل ہے؟ یہ تو اچھا خاصہ جادو ہے۔

تیسرا۔ ایک گیند بھی تو اسکے بلّے سے نکل کے نہیں جاتی۔

چوتھا۔ ولایت تک میں اسکے کھیل کی تعریف ہوتی ہے۔ ولایت کے اخباروں میں اسکی تصویریں چھپتی ہیں۔

میں لوگوں کی چہ میگوئیاں سنتا رہا اور انتہائی محویت کے ساتھ اختر کے کھیل کا ڈھنگ دیکھتا رہا۔ مشن کالج کی ٹیم کا گیند پھینکنے والا بھی اپنے فن میں بہت مشاق تھا۔ اسنے طرح طرح کی گیندیں پھینکیں اور کئی مرتبہ تو بالکل ایسا معلوم ہوا کہ یہ گیند اختر سے نہ کھیلی جا سکے گی مگر شکوک اور اندیشے سب غلط ثابت ہوئے اور اپنے اسی بے تکلفانہ انداز سے اسنے ان گیندوں کو بھی ایسا کھیلا کہ ہر شخص کے منہ سے واہ نکل گئی۔ رنوں کی تعداد برابر بڑھتی چلی جا رہی تھی، اور گو اختر کے ساتھی کئی ایک آؤٹ ہو چکے تھے مگر وہ اپنی جگہ بدستور قائم تھا۔

میرا خیال تھا کہ دوپہر کو چاء وغیرہ پینے کے لئے جب کھیل بند ہوگا تو مجھے موقع ملجائے گا اور میں اختر کو دیکھ سکوں گا۔ لیکن مجھے اپنی توقعات میں ناکامی ہوئی کیونکہ جس جگہ چاء وغیرہ کا انتظام تھا وہ کمرہ ہم سے اور بھی دُور تھا۔ مجبوراً اشتیاق دید کو شام تک کے لئے ٹالنا پڑا۔ شام کو جب اس دن کا کھیل ختم ہوا تو علیگڈھ ٹیم کے آٹھ کھلاڑی آؤٹ ہو چکے تھے اور رنوں کی کُل تعداد دو سو ستاون تھی جس میں سے ایک سو باسٹھ تنہا اختر کے تھے، اور ابھی وہ آؤٹ نہیں ہوا تھا۔ تماشائیوں کی تالیوں سے سارا میدان گونج اُٹھا، جب اختر بلّا ہاتھ میں لئے اپنی سادہ اور بے تکلفانہ چال سے لوٹا۔ اسکے ساتھیوں نے دوڑ کر اسے گود میں اُٹھا لیا اور کندھوں پر چڑھائے ہوئے لے چلے۔ ہر شخص کی تمنا تھی کہ قریب سے اسے دیکھ سکے اس لئے ایک پر ایک ٹوٹا پڑتا تھا۔ لڑکے اختر کو کندھوں پر اُٹھائے شور و غل مچاتے بالکل ہماری گاڑی کے قریب پہونچ چکے تھے کہ یکایک لسے کندھوں سے اُتار کر انھوں نے بڑے زور سے "ہرّا" "ہرّا" کا غل مچانا شروع کیا۔ میرا گھوڑا ابھی قریب قریب میری ہی طرح گوشہ نشین تھا، اور اسنے صاحب لوگوں کے بنگلوں پر یا بنگلوں کے راستے میں کبھی اتنے آدمی نہیں دیکھے تھے۔ وہ پریشان اور مضطرب تو پہلے ہی ہو رہا تھا اب جو بالکل اسکے برابر میں لڑکوں نے یکایک غل مچا دیا تو وہ خوف زدہ ہو کر اچھلا اور بھاگنے کی کوشش کی۔ میرا سائیس اسے پکڑے کھڑا تھا، میری بیوی اور نجمہ گاڑی میں بیٹھی تھیں اور میں اختر کو قریب سے دیکھنے کے شوق میں اپنی پوری تیزی سے قدم بڑھائے چلا آرہا تھا کہ یکایک گھوڑے کی حرکتوں نے مجمع میں ہلچل ڈال دی۔ سائیس نے اسے روکنے کی انتہائی کوششیں کیں مگر بے سود۔ ایک طرف تو اسنے لاتیں چلا چلا کر گاڑی توڑ دی، اور دوسری طرف پچھلے دونوں پیروں پر کھڑے ہو کر سائیس پر حملہ کیا اور باگ اسکے ہاتھ سے چھڑا لی اور اپنی پوری قوت سے بھاگنے کی کوشش کی۔ ٹوٹی ہوئی گاڑی بالکل اُلٹ گئی اور میری بیوی تو اچھلکر کچھ دُور جا گریں اور نجمہ اسی ٹوٹی گاڑی میں گھوڑے کے پیچھے پیچھے گھسٹتی رہی۔ مجمع میں کسے اتنی ہمت تھی کہ اس بپھرے ہوئے شیر کو پکڑنے کی جرأت کرتا۔ وہ بھاگ رہا تھا اور ٹوٹی پھوٹی گاڑی اسکے پیچھے پیچھے گھسٹ رہی تھی اور لوگ جھپیٹ میں آآ کر گر رہے تھے کہ اتنے میں سب نے دیکھا کہ اختر تیر کی طرح اپنے ساتھیوں کے جھنڈ میں سے نکلا اور دوڑ کر گھوڑے کی راس پکڑلی اور اسکی آزاد ہونے کی کوششوں کے باوجود اسے نہ چھوڑا اور اسکے ساتھ ساتھ بھاگتا رہا یہاں تک کہ گھوڑا مجبور ہو کر رُکا اور کھڑے ہو کر زمین پر ٹاپیں مارنے لگا۔ میں بدحواس ہو کر پہلے بیوی کو اُٹھانے کے لئے دوڑا تھا پھر بیٹی کو بچانے کے لئے گاڑی کے پیچھے بھاگنے لگا تھا اور جب گاڑی رُکی تو میں نے جلدی سے نجمہ کو اسمیں سے نکالا اور پوچھا تو معلوم ہوا کہ دو ایک خراشوں کے سوا اور کوئی شدید ضرب نہیں آئی تھی۔ سائیس بھی لنگڑاتا ہوا پہنچ گیا تھا، اور اب مجھے خیال آیا کہ میں اپنے محسن کا شکریہ ادا کروں "مسٹر اختر" کہکر میں اسکی طرف بڑھا ہی تھا کہ یکایک ٹھٹک کر رہجانا پڑا کیونکہ میں نے دیکھا کہ اختر تو وہی لڑکا تھا جو تین برس پہلے مجھ سے مدد مانگنے آیا تھا اور جسے کوئی دو برس پہلے میں نے علیگڈھ میں کتابیں فروخت کرتے دیکھا تھا۔ مجھے حیرت زدہ دیکھ کر اختر مسکرایا اور بڑی شفقت اور ہمدردی کے ساتھ مجھ سے پوچھا کہ "کسی کے چوٹ تو نہیں لگی"

میں۔ خدا کا شکر ہے کہ کسی کے ایسی چوٹ نہیں آئی ہے جو قابل لحاظ ہو۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کس طرح آپکا شکریہ ادا کروں۔

"شکریہ! شکریہ کس بات کا" اسنے نہایت ہی بے تکلفانہ انداز میں کہا اور پھر ذرا رُک کر کہنے لگا کہ "یہ تو ایک بالکل ہی معمولی بات تھی، یہاں جتنے آدمی کھڑے تھے ان میں سے ہر شخص کا دل یہی چاہ رہا تھا کہ آپکی مدد کرے، یہ محض اتفاق ہے کہ میں اوروں سے پہلے دوڑ پڑا۔"

قبل اسکے کہ میں کچھ اور کہوں وہ جلدی سے اپنے دوستوں کے جھرمٹ میں گھس گیا، اور یہ تمنا پھر میرے دل کی دل ہی میں رہ گئی کہ اس سے پوچھتا کہ وہ کہاں ہے، اور کس حال میں ہے۔

دو تین برس اور گذر گئے اور اس عرصہ میں اگرچہ میں کئی مرتبہ علیگڈھ گیا مگر ہر مرتبہ کچھ ایسی جلدی میں جانا اور آنا ہوا کہ خواہش کے باوجود میں اتنا وقت نہ نکال سکا کہ کالج میں جا کر اختر سے ملوں اور اسکے حالات معلوم کروں۔ اب مجھے اکثر اسکا خیال رہتا تھا اس لئے کہ نجمہ کی والدہ جب گذشتہ حادثہ میں گری تھیں تو انکی بائیں کہنی کی ہڈی کا ایک ٹکڑا ٹوٹ گیا تھا، اور بدقسمتی سے جن ڈاکٹر صاحب نے علاج کیا تھا انھیں اس کا پتہ نہ چل سکا۔ مدتوں تک درد اور ورم رہا اور بالآخر جب عکس ریز شعاعوں کے ذریعہ سے دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ ہڈی کا ایک ٹکڑا علیحدہ پڑا ہوا ہے۔ یہ ٹکڑا اب بھی الگ ہی ہے، اور ان دنوں برابر ہفتہ عشرہ میں انھیں تکلیف دیا رہتا تھا اور میرے دل میں اختر کی یاد تازہ کر دیتا تھا۔

اس یادگار میچ کو کوئی تین برس ہو چکے کہ ایک روز مجھے پھر ایک مقدمہ کی ضرورت سے علیگڈھ جانا پڑا۔ میں نے حسب عادت اپنے وکیل صاحب کو اطلاعی تار بھیجدیا اور روانہ ہو گیا۔ ان کی کوٹھی پر پہونچکر مجھے معلوم ہوا کہ وہ کہیں باہر جانے پر مجبور تھے اس لئے میرا انتظار نہ کر سکے اور میرے نام ایک خط چھوڑ گئے ہیں انکے نہ ملنے سے طبیعت کو کسی قدر کلفت اور کوفت محسوس ہوئی جیسی کہ ہونی چاہئے تھی لیکن ان کا خط پڑھا تو معلوم ہوا کہ وہ کسی دوسرے وکیل سے میرے مقدمہ کے متعلق کہہ گئے ہیں اور وہ وکیل صاحب خود ہی مرزا صاحب کے مکان پر آکر مجھ سے مل لینگے۔

میں نے اطمینان سے غسل کیا اور چاء وغیرہ سے فارغ ہو کر وکیل صاحب کا انتظار کرنے لگا۔ ساڑھے ۹ بجے مجھے اطلاع ملی کہ وکیل صاحب تشریف لائے ہیں اور مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں ملاقات کے کمرہ میں گھسا تو وکیل صاحب ایک تصویر کو دیکھ رہے تھے جو دیوار میں لگی ہوئی تھی اور میری سمت کو ان کی پشت تھی، آہٹ سنکر انھوں نے منہ پھیرا اور میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ وکیل صاحب وہی حمید اختر ہیں جو نہ معلوم کہاں سے میری زندگی میں اچل ہو گئے مسکراتے ہوئے وہ میری طرف بڑھے اور بڑے تپاک سے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر بولے۔

اختر۔ آپ متحیر نہ ہوں، میں ہی آپکا پرانا خادم ہوں۔ میں نے ایل ایل بی کا امتحان پاس کر لیا ہے اور اب یہیں کام شروع کر دیا ہے۔

میں۔ مسٹر اختر آپنے اسقدر مختلف روپ کھائے ہیں کہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ میں واقعی سخت حیران ہوں۔ میں ایک عرصہ سے مشتاق تھا کہ آپسے ملکر آپکے حالات معلوم کروں، کیا یہ ممکن ہے کہ آج آپ مجھ اپنے مد بخشیں۔

اختر۔ (مسکرا کر) میرے حالات ہی کیا ہیں، بچپن کے حالات تو آپ سن چکے ہیں، یتیم خانے کی جانب سے جب مجھے مایوسی ہوئی تو میں یہاں علیگڈھ چلا اور کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح کچھ کام کرکے اتنا پیدا کر لیا کروں کہ میرے اخراجات کے لئے کافی ہو جائے اور کالج سے فیس معاف کرا لوں۔ اپنی ان دونوں کوششوں میں کامیاب ہو گیا اور اپنی تعلیم جاری رکھی۔ روزانہ شام کو تھوڑی دیر تک پھیری کرکے میں کچھ کتابیں کچھ قلم پنسلیں وغیرہ بیچ لیتا تھا اور اس سے جو کچھ بچتا تھا اسی پر میرا گذارا تھا۔ ایف اے پاس کر لینے کے بعد مجھے تین چار لڑکے پڑھانے کے لئے مل گئے اور اب پھیری لگانے کی مجھے ضرورت نہ رہی۔ چونکہ پڑھنے کا مجھے خود شوق تھا اس لئے میں برابر کامیاب ہوتا چلا گیا اور بی اے پاس کرنے کے بعد میں نے یہی مناسب خیال کیا کہ وکالت کا امتحان دیدوں۔ اس امتحان میں بھی خدا کا شکر ہے کہ میں پاس ہو گیا اور اب آپکی خدمت کے لئے تیار ہوں۔

میں۔ مسٹر اختر آپ حقیقتاً بہت ہی عجیب آدمی ہیں۔

اختر۔ مجھ میں آپنے کیا انوکھا پن دیکھا۔ ان حالات میں ہر شخص یہی کرتا۔

میں۔ ہر شخص کو یہی کرنا چاہئے مگر بھائی ایسا کرتے بہت ہی کم انسان ہیں۔ تم یقیناً غیر معمولی طور پر اچھے اور لائق آدمی ہو۔ کاش ملک کے بہت سے نوجوان تم جیسے ہوتے! پڑھنے کے بھی تم ایسے ہی شوقین، اور کھیل میں بھی تم سب سے زیادہ مشاق، اور خیر ان باتوں سے قطع نظر بھی کر لیں تو تمھاری جیسی انسانیت اور تمھاری جیسی بہادری کوئی کہاں سے لائے گا۔ تم نے غیروں کے لئے ایسے غیروں کے لئے کہ جن سے شناسائی تک بھی اپنی زندگی خطرہ میں ڈالی اور انھیں بچایا، ایسا ہر شخص نہیں کیا کرتا۔ تم یقیناً غیر معمولی طور پر اچھے اور نیک ہو۔

اختر۔ آپ شاید اس ناقابل لحاظ سے واقعہ کا ذکر کر رہے ہیں جب میں نے آپکے گھوڑے کو روک لیا تھا۔ بھلا وہ بھی کوئی غیر معمولی بات تھی؟ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ ایک خاتون کی زندگی خطرہ میں ہے۔ مجھے معلوم تھا کہ گھوڑا اسی طرح بھاگتا رہا تو بہت سے اور آدمی بھی جھپٹ میں آئینگے ایسی صورت میں کیا میں کھڑا ہوا سب کا منہ دیکھتا رہتا۔ خدا نے ہاتھ پاؤں اور ان میں طاقت اسی لئے دی ہے کہ ان سے کام لیا جائے۔

میں۔ بھائی اختر اس دن تم ایسے غائب ہوئے کہ میں دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا میرا جی چاہتا تھا کہ اچھی طرح تمھارا شکریہ ادا کروں اور کوئی چیز تحفہ کے طور پر تمھیں دوں مگر تمھارا پتہ ہی نہ چلا۔

اختر۔ تحفہ مجھے آپ اب بھی دے سکتے ہیں میں دلی شکریہ کے ساتھ قبول کرونگا۔

میں۔ تحفہ میں تم کیا چیز لینی پسند کروگے؟

اختر۔ اس تصویر کی اصل کہ جو میرے دل میں ہے۔

میں۔ (حیران ہو کر) میں تمھارا مطلب نہیں سمجھا۔

اختر۔ مرزا عثمان علی بیگ صاحب آپکو سمجھا دینگے جو برابر ہی کے کمرہ میں موجود ہیں۔

میں (تعجب سے) کیا مرزا صاحب باہر نہیں گئے ہیں۔

اختر۔ جی نہیں، یہ طریقہ انھوں نے آپسے میرا تعارف کرانے کا نکالا تھا۔

مجھے اپنی اس خوش بختی پر ناز ہے کہ مسٹر حمید اختر اب میری پیاری نجمہ کے شوہر ہیں اور میرے قریب ہی کھڑے ہوئے اس تحریر کو پڑھ پڑھ کر ہنس رہے ہیں۔ مرزا صاحب سے مجھے معلوم ہوا کہ اختر نے نجمہ کو اُس روز دیکھ لیا تھا اور اسی دن سے اس کے آرزو مند تھے، اور نجمہ کی والدہ تو کئی مرتبہ یہ کہہ چکی تھیں کہ اختر جیسے نوجوان سے شادی کی تمنا ہر لڑکی کے دل میں ہو سکتی ہے اور ہونی چاہیے، مگر میں ذرا "ان" معاملات میں بے وقوف واقع ہوا ہوں اس لئے کبھی ان کا اصلی مطلب سمجھ سکا، اور ایک مرتبہ بھی یہ خیال دل میں نہ آیا کہ نجمہ کی والدہ کی یہ خواہش ہے کہ نجمہ کی شادی اختر کے ساتھ ہو جائے۔ بہر حال خدا کا شکر ہے کہ وہ کام بخیر و خوبی انجام پا گیا۔

(سعید احمد)

ناکامی کا خوف

قسمت، نصیب، اور تقدیر اس سوال کے نہایت آسان جواب ہیں لیکن ایمان سے کہئے کہ کیا ان جوابوں سے آپ کی تسکین ہو جاتی ہے، اور اسکے بعد کیا آپکو اپنی ناکامی کا کوئی افسوس اور رنج نہیں رہتا۔ تو آپ خاموش ہو جائیں کسی سے شکایت نہ کریں، اور دوسرے کاموں میں اپنا دھیان بٹالیں لیکن آپکے دل میں ہر وقت ایک خلش سی ضرور رہے گی۔ بار بار دماغ میں یہی سوال آئے گا کہ "میں کیوں کامیاب نہ ہوا" اور قسمت اور تقدیر کے سر سب کچھ محمول کر دینے کے بعد بھی دل کے اندر سے یہی آواز آتی رہے گی کہ "ناکامی کا سبب کچھ اور ہے" حقیقت بھی یہی ہے کہ ناکامی کا باعث کچھ اور ہی ہے، اور سو میں سے ننانوے موقعوں پر وہ سبب صرف آپکا اپنی ذات پر اور اپنی قابلیت پر عدم اعتماد ہے۔ آپ کام کرنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور برابر شروع لے کر اسوقت تک کہ جب تک آپ ناکام نہ ہو جائیں آپکے دل کو یہی خوف لگا رہتا ہے کہ "میں کامیاب نہ ہو سکوں گا" ناکامی کا یہ خوف آپ کو کچھ نہیں کرنے دیتا، اور حالانکہ آپ چاہتے ہیں کہ اپنا کام پوری تندہی اور کوشش کے ساتھ کریں لیکن شک اور ڈر جو آپ کی طبیعت پر غالب ہے آپکے ہاتھ پاؤں پھلا دیتا ہے، اور کام کرنے کی استعداد رکھنے کے باوجود آپ کچھ نہیں کر سکتے۔

عربی کا ایک بہت ہی مشہور مقولہ ہے کہ "جسنے اپنے آپ کو جان لیا اسنے خدا کو جان لیا" اپنے آپ کو جاننے کے یہی معنے ہیں کہ آپ اپنی قابلیتوں سے پورے طور پر واقف ہو جائیں۔ آپ دوسروں کے نفس سے تو واقفیت پیدا کر لیتے ہیں اور پورے طور پر یقین رکھتے ہیں کہ فلاں شخص اس کام کو اچھی طرح کرے گا۔ لیکن خود اسی کی طرح کے ایک انسان ہونے کے باوجود آپ کو کسی طرح یقین نہیں آتا کہ آپ بھی اس کام کو کر سکینگے۔ کامیاب ہونے والی ہستیاں پہلے کام پر نگاہ ڈالتی ہیں اور پھر اپنے بازوؤں پر۔ ان کا دل امیدوں اور امنگوں سے بھر جاتا ہے، اور ان کی قوت عمل دوچند ہو جاتی ہے۔ آپ اپنے بازوؤں کی طرف سے پہلے ہی سے مایوس ہیں۔ کام کرنے کی امنگ اور قوت عمل میں تحریک کہاں سے آئے۔ کامیاب ہونیکے لئے جس چیز کی سب سے پہلے اور سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ اپنی قوت اور اپنے کام پر بھروسا اور اعتماد ہے۔

(سعید احمد)

یہ مآل اندیشی ہے یا بزدلی؟

مآل اندیشی بہت اچھی چیز ہے لیکن یہ مآل اندیشی نہیں ہے کہ جس کام میں نفع کا امکان زیادہ اور نقصان کا احتمال کم ہو اس میں صرف نقصان کے پہلو کو دیکھا جائے اور نفع کے پہلو کو نظر انداز کر دیا جائے، جن لوگوں کو ہر کام میں نقصان و ناکامی ہی کے پہلو زیادہ نظر آتے ہیں اور جو اتفاقی نقصان کے احتمالی خطرہ میں بھی اپنے آپکو ہٹا لینا چاہتے ہیں وہ دراصل مآل اندیش نہیں بلکہ بزدل اور کم ہمت ہوتے ہیں۔

مجھ سے بحیثیت منیجنگ ڈائرکٹر حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ فلاں فلاں کمپنیاں فیل ہو چکی ہیں تمھاری کمپنی کے چلنے کی کیا ضمانت ہے؟ ان سوال کرنے والوں میں اگر کافی عالی حوصلگی اور ہمت ہوتی تو وہ بیسیوں کمپنیوں کی ناکامی کی مثال سامنے رکھنے کے بجائے، ان چھبیس کمپنیوں کی کامیابی کی مثال کو سامنے رکھتے جن کے دس دس روپے کے حصے آج ہزار ہزار روپے میں فروخت ہو رہے ہیں اور جن کی کامیابی سے ملک کے لاکھوں کروڑوں افراد نفع اٹھا رہے ہیں۔ ان حضرات سے اگر انکے سوال کے جواب میں یہ سوال کیا جائے کہ کیوں جناب جبکہ فلاں فلاں ریلوں کے تصادم سے ہزاروں لاکھوں جانیں ضائع ہو چکی ہیں اور فلاں فلاں اشخاص موٹر کے حادثات سے ہلاک ہو گئے ہیں تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ جس ریل یا موٹر پر آپ سفر کرینگے اس کو کوئی حادثہ پیش نہیں آئے گا تو غالباً وہ اپنے مذکورہ سوال کی لغویت کو محسوس کر کے پشیمان و نادم ہونگے۔

دُنیا کے کامیاب انسان

یہ صرف بھیڑوں ہی کی خصوصیت نہیں ہے کہ جس طرف کو اگلی بھیڑ کو جاتے دیکھا اسی طرف کو سب چل پڑیں، بلکہ انسان کا بھی اکثر طریق عمل یہی ہوتا ہے کہ وہ جو دوسروں کو کرتے دیکھتا ہے ویسا ہی خود بھی کرنے لگتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اگر ہماری نگاہوں کے سامنے دُنیا کے کامیاب انسانوں کی زندگیاں آتی رہیں اور ہم ان اسباب کا مطالعہ کرتے رہیں کہ جن کی بدولت وہ کامیاب ہوئے تو ہمارے دل بھی جوش اور اُمنگ سے بھر جاتے ہیں اور ہم بھی نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ اسی راستے پر چلنے اور اسی منزل تک پہونچنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔ اس عنوان کے ماتحت "کامیابی" ہمیشہ آپکی خدمت میں ایسے لوگوں کی سوانح حیات پیش کیا کرے گا جو میدانِ عمل کو طے کرکے منزل مقصود پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ (اڈیٹر)

اقلیمِ "قلم" کا تاجدار

سیموئل اسمائلس کا مقولہ ہے کہ "بڑے آدمیوں کی اور ان میں سے بھی خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کی سوانح عمریاں کہ جو نیک بھی تھے بیحد سبق آموز اور مفید ہوتی ہیں اور دوسروں کے لئے ایک اچھے راہنما کا، ایک بروقت امداد کا، اور ایک پُر زور محرک کا کام دیا کرتی ہیں" ہم اپنی زندگی میں بہت سے بڑے اور اچھے آدمیوں کو دیکھتے ہیں، اور بہت سوں کو دیکھ کر ہمارے دل میں اُن جیسا بنجانے کی تمنا پیدا ہو جاتی ہے لیکن یہ خواہش اسقدر پُر زور نہیں ہوتی کہ جتنی سوانح عمریوں کے پڑھنے کے بعد پیدا ہوا کرتی ہے کیونکہ زندہ انسانوں کی زندگی کا بہت تھوڑا سا حصہ ہماری نگاہ کے سامنے ہوتا ہے اور کتاب ہمارے سامنے ان اشخاص کی پُوری زندگی کھولکر رکھ دیتی ہے، اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے اکثر نے بالکل ناموافق حالات میں پرورش پاکر دُنیا میں کامیابی حاصل کی ہے تو ہمارے دل امنگوں سے بھر جاتے ہیں اور خواہشِ ترقی کی ایک زبردست لہر ہمارے دماغ سے اُٹھ کر ہمیں مصروف عمل کردیتی ہے۔

دُنیا میں ہمیشہ دو قسم کے آدمی ہوتے رہے ہیں، ایک وہ جو بہت ہی اچھی اچھی باتیں دوسروں کو سنایا کرتے ہیں، اور دوسرے وہ جن کی زبان بالکل خاموش رہتی ہے لیکن دماغ اور ہاتھ پاؤں مصروف عمل رہتے ہیں اور اچھے اچھے کام کیا کرتے ہیں۔ زبان سے اچھی باتیں کہنے والے بہت جلد شہرت حاصل کرلیتے ہیں اور انکے بہت سے مقولے لوگوں کی زبان پر چڑھ کر انھیں مرنے کے بعد بھی غیر فانی بنا دیتے ہیں۔ کام کرنے والوں کی شہرت ذرا زیادہ محنت اور صبر چاہتی ہے لیکن ان کی باتوں کی بجائے ٹھوس کام ان کی یادگار کے طور پر دُنیا میں باقی رہ جاتے ہیں اور اس طرح مدتوں تک ان کا نام آنے والی نسلوں کی زبان پر باقی رہتا ہے۔ بڑے بڑے شعراء اور فلاسفروں کی سوانح عمریاں آپ بغل میں دبائے پھرتے ہیں اور انھیں پڑھ پڑھ کر خوش ہوتے ہیں لیکن کبھی آپنے یہ بھی خیال کیا کہ آپ کی جیب میں جو قلم ہے وہ لیوس ایڈسن واٹرمین کی یادگار ہے جسے خود نویس (فاؤنٹین) قلموں کی دُنیا کا بادشاہ کہنا بجا ہوگا۔

آئیڈیل فاؤنٹین قلم کا موجد، اور دنیا کی سب سے بڑی خود نویس قلم بنانے والی کمپنی کا مالک نیویارک کے قریب ایک گاؤں میں ۲۰ نومبر ۱۸۳۷ء کو پیدا ہوا تھا۔ اسکے شجرۂ نسب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہالینڈ یا جرمنی کے کسی ایسے خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو نارمنوں کی فتح کے بعد انگلستان میں جاکر آباد ہوگیا۔ خاندان میں "واٹرمین" کا لقب بے معنی نہیں ہے بلکہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس خاندان کے اسلاف اسی نام کے مناسب پیشہ بھی کیا کرتے تھے گویا وہ اپنے وقت کا "بہشتی سقہ" تھا۔ ابھی واٹرمین کی عمر صرف تین سال کی تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا لیکن اچھی اور معقول سرپرستی سے محرومی کے باوجود اسکا ذوقِ مطالعہ اور شوقِ مشاہدہ کم نہ ہوا، اور لکڑیاں چیر کر ماں کو دینے کے بعد وہ موم بتی کی دھیمی روشنی میں اپنی کتاب لیکر بیٹھ جاتا تھا اور علم کی پیاس بجھایا کرتا تھا۔ دس برس کی عمر تک اسنے کسی اسکول میں باقاعدہ حاضری نہیں دی لیکن ذوقِ تحقیق اور طلب صادق اسکی ہر ادا سے عیاں تھی اور ہر چیز کے متعلق اسے یہی دھن لگی رہتی تھی کہ یہ کیا ہے، ایسا کیوں ہوا، اور یہ کیسے ہوگیا۔ اسکول میں بھی اسکی یہی حالت رہی، اور اکثر یہ دیکھا گیا کہ جن مشکل مسائل کے حل کرنے

شاگرد اور اساتذہ سب قاصر رہتے انہیں واٹرمین ذرا سی دیر میں پانی کر کے رکھدیتا

تیرہ سال کی عمر میں اسکی بیوہ ماں نے دوسری شادی کرلی اور اسے بھی اپنے سوتیلے باپ کے ساتھ اٹی نوا میں جاکر رہنا پڑا۔ اس مقام کی آب ہوا اسے کچھ راس نہ آئی اور ٹریہی کا کام جو اسنے شروع کیا تھا چھوڑ دینا پڑا۔ اب اسنے امریکہ کی مشہور کمپنی فاؤلر اینڈ ویلس کی کتابیں کمیشن پر فروخت کرنی شروع کیں، اور اسی زمانے میں اسنے بطور خود مختصر نویسی (شارٹ ہینڈ) کی مشق بھی شروع کردی۔ بلا کسی دوسرے سے مدد لئے اور بغیر کسی استاد کے آگے زانوئے ادب تہ کئے اسنے صرف کتابوں کی مدد سے پٹ میں کا طریقۂ مختصر نویسی ازبر اور رواں کرلیا اور سول وار سے چند ہی روز پیشتر وہ ورجینیا کی یونیورسٹی میں مختصر نویسی کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ سنہ ۱۸۶۲ء میں اسنے ایک بیمہ کمپنی میں ملازمت کرلی، اور صرف ۲ سال کے بعد وہ ہارٹ فورڈ کی ایٹنا لائف انشیورنس کمپنی کی جانب سے بوسٹن میں نمایندگی کے عہدہ پر ممتاز ہوگیا اس کی خداداد قابلیتوں نے یہاں بھی اپنا رنگ دکھایا، اور سنہ ۱۸۷۰ء میں بوسٹن کی شاخ کی آمدنی اسقدر بڑھ گئی کہ وہ تنہا اس پوری کمپنی کی باقی تمام آمدنی سے زیادہ تھی۔

مختصر یہ ہے کہ واٹرمین جہاں بھی گیا اور جو کام بھی کیا وہاں اسے نمایاں کامیابی حاصل ہوئی، اور عام طور پر یہی دیکھا جاتا تھا کہ جن باتوں میں دوسرے ناکام رہتے تھے ان میں واٹرمین کو خاطر خواہ کامیابی ہوتی تھی، اور جن کاموں کو دوسرے ہاتھ لگاتے ڈرتے تھے واٹرمین انہی کو سب سے زیادہ نفع رساں اور آسان بنا لیا کرتا تھا۔

بوسٹن میں اسکی کامیابی بھی کوئی معمولی سی بات نہ تھی لیکن قسمت نے اسکے لئے ابھی اور بہت سے خزانے رکھ چھوڑے تھے، اور کارکنانِ قضا و قدر اسکی بے خوفی اسکی ہمت، اسکی قوت ارادی اسکی محنت اور اسکے استقلال کو دیکھ دیکھ کر کچھ اسقدر اسپر فریفتہ ہوتے جا رہے تھے کہ شہرت و عزت اور دولت و ثروت سب کچھ اسپر نثار کردینے کے لئے تیار تھے۔

سنہ ۱۸۸۰ء کے قریب قریب کی بات ہے کہ واٹرمین کی توجہ خود نویس قلموں کی طرف منعطف ہوئی، اسوقت تک اس قسم کے کوئی دو سو کے قریب قلم بازار میں آچکے تھے اور پیٹنٹ کرائے جا چکے تھے، لیکن جو خوبیاں کہ ایک خود نویس قلم میں ہونی چاہئیں وہ ان میں سے ایک میں بھی نہ تھیں۔ انسانی جسم میں شریانوں سے خون جس طرح عروق میں جاتا ہے وہ اصول اگرچہ بعض قلم بنانے والوں نے اپنا قلم بناتے وقت پیش نگاہ رکھا تھا اور جہاں تک ان سے ممکن ہوا تھا کوشش بھی کی تھی کہ انکے قلم میں سیاہی اسی قدرتی اصول کے ماتحت بہا کرے لیکن کامیابی کا سہرا انکے مقدر میں نہ تھا۔

تین سال کے مسلسل تجربوں اور متواتر کوششوں کے بعد سنہ ۱۸۸۳ء میں واٹرمین نے بالآخر ایک ایسا قلم بنا ہی لیا جسمیں عروقی طریقۂ سیلان سے کام لیا گیا تھا اور سنہ ۱۸۸۴ء میں اس کا یہ قلم پیٹنٹ ہوگیا۔ اسوقت سے لیکر اپنی وفات کے وقت تک واٹرمین کے ہاتھ سے قلم نہ چھوٹا اور برابر قلم کی ساخت اور اسکی تجارت میں ترقی ہی ہوتی چلی گئی۔ آج واٹرمین آئیڈیل فاؤنٹین پن کے نام سے تمام تعلیم یافتہ دنیا واقف ہے، اور سیاہی کے بہنے کا جو طریقہ واٹرمین کے قلم میں رکھا گیا ہے اسکے متعلق ہر شخص کا یہی فیصلہ ہے کہ یہ سب سے زیادہ سادہ اور سب سے زیادہ قابل اعتبار ہے۔

اپنے ذاتی استعمال کے لئے سنہ ۱۸۸۱ء میں مسٹر واٹرمین نے ایک قلم کی ضرورت محسوس کی تھی سنہ ۱۸۸۳ء میں انھوں نے اپنے ہاتھ سے صرف ایک قلم بنایا۔ پھر اپنے ہاتھ ہی سے بنا کر چند قلم اپنے دوستوں کو دئے۔ پھر ایک چھوٹی سی دوکان لیکر ان قلموں کی تجارت شروع کی اور سال بھر میں کوئی دو سو قلم بنانے کی نوبت پہونچگئی۔ ابھی تک ہاتھ ہی سے قلم تیار کئے جاتے تھے۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں یہ قلم ۳۰ لاکھ سے بھی کچھ زیادہ کی تعداد میں فروخت ہوئے تھے اور اسوقت سے ابتک اس قلم کی مانگ برابر بڑھ ہی رہی ہے۔ واٹرمین کمپنی کے اسوقت پانچ کارخانے ہیں جن میں سے دو نیویارک میں ہیں، دو سیمور میں اور ایک کناڈا میں۔ شاخیں اور گودام بوسٹن، شکاگو، سان فرانسسکو، مانٹریل ... . افریقہ، امریکہ، ایشیا اور آسٹریلیا میں تمام براعظم پر پھیلے ہوئے ہیں۔ گذشتہ دس سال کے اندر کمپنی کو اپنی عمارت گیارہ گنی وسیع کرنی پڑی ہے، اور صرف نیویارک میں اس کی شش منزلہ عمارت ہے۔

طلب صادق، مسلسل کوشش، انہماک کامل، اور اپنے اوپر پورا پورا اعتماد مسٹر واٹرمین کی وہ خصوصیتیں تھیں جنھوں نے انھیں زندگی کے ہر شعبہ میں کامیاب بنایا، اور یہی وہ اعلیٰ صفات ہیں جو ہر شخص کو کامیاب کیا کرتی ہیں۔ بہت سے کم ہمت لوگ دوسروں کی کامیابیوں کا تذکرہ سنکر یہ فیصلہ کرلیا کرتے ہیں کہ نہ ہم میں اتنی قابلیت ہے اور نہ ہم ویسی کامیابی حاصل کرسکتے ہیں یہ خیال بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ ہر شخص اگر اپنی قابلیتوں کا صحیح استعمال کرے اور اپنی ان قوتوں پر اعتماد رکھے جو خدا نے اسے عطا کی ہیں تو وہ بھی بلا کسی دقت کے واٹرمین بن سکتا ہے۔

(سعید احمد)

معاشی اور کاروباری مضامین

جو لوگ اپنی معاش اور کاروباری ضرورتوں کے متعلق مفید مشورے حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ انشاء اللہ کامیابی کے اس باب کو اپنے مقصد کے لئے بہت مفید پائینگے۔ اس باب کے تحت میں حصول معیشت کے ایسے آسان ذرائع اور تجارت و کاروبار میں کامیاب ہونے کے ایسے مفید طریقے بتائے جائینگے جن سے ہر شخص مستفید ہو سکے اور ناواقفیت کی وجہ سے جو ناکامیاں اور نقصانات ہوتے ہیں اُن سے ناظرین کامیابی محفوظ رہ سکیں۔ (ایڈیٹر)

اقتصادی ترقی کا صحیح طریقہ

(از جناب مولانا عارف ہسوی)

مسلمانانِ ہند گذشتہ چھ سات سال سے اپنی اقتصادی درماندگی کو شدت کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں مگر یہ احساس ابھی تک کسی صحیح طریق کار اور درست طرز عمل تک رہنمائی کرنے میں کامیاب نہیں ہوا بلکہ زیادہ تر ہنگامی شور و غل اور ہیجانی غوغا آرائی تک محدود رہا ہے۔ اور اسکی وجہ یہ بھی تھی کہ اقتصادی درماندگی کے احساس کی بنا غلط تھی، اگر صحیح وجوہ اس احساس کی محرک ہوتیں تو بہت ممکن تھا کہ صحیح طرز عمل اختیار کرنے کی توفیق ملتی۔

واقعہ یہ ہے کہ شدھی و سنگٹھن کی معاندانہ تحریکوں کے انفعالی تاثرات نے مسلمانوں کے اندر خاص قسم کے جذبات و احساسات پیدا کئے انہی میں سے ایک جذبہ اور ایک احساس یہ بھی تھا کہ ہندو دولت و تجارت میں ہم سے بڑھے ہوئے ہیں اور ہماری جیبوں سے نکلکر ہماری دولت انکے جیب و دامن کو معمور کرتی ہے۔ لہٰذا اسکو روکنا چاہئے اور اس جذبہ کا اظہار زیادہ تر اس شکل میں ہوا کہ مسلمان ہندوؤں سے سودا نہ خریدیں، اور کسی قدر اس طرف بھی توجہ مبذول ہوئی کہ مسلمانوں کو بھی اپنی دوکانیں کھولنی چاہئیں، مگر یہ توجہ فرمائی بھی کھانے پینے کی اشیاء تک محدود رہی، یعنی کچھ حلوائیوں کی دوکانیں کھل گئیں، کچھ آٹے دال گھی وغیرہ کی اور اس سمت میں بھی مسابقت حاسدانہ نے یہ صورت پیدا کی کہ جس محلہ میں آٹے دال کی ایک دوکان کی ضرورت تھی وہاں کئی کئی دوکانیں کھل گئیں، جسکا لازمی نتیجہ سب کی ناکامی کی شکل میں نکلا۔ اور جہاں یہ صورت پیدا نہیں ہوئی وہاں بھی اشیاء کی نکاسی کا انحصار اشیاء کی خوبی کی بجائے اسلامی اخوت پر رکھا گیا، یعنی یہ توقع کی گئی کہ خواہ اشیاء کسی قدر ناقص اور خراب کیوں نہ ہوں مگر مسلمان کو مسلمان دوکاندار ہی سے خریدنی چاہئیں۔ حالانکہ یہ اصول تجارت کے سراسر متناقض توقع تھی اور ایک ضرور تمند قیامت تک ناقص اشیاء کو عمدہ اشیاء پر ترجیح نہیں دے سکتا تھا خصوصاً ایسی حالت میں کہ قیمت میں کوئی تفاوت نہ ہو۔

چونکہ اس قسم کی دوکانیں ہنگامی جوش و ہیجان کی پیداوار تھیں اور انکی پشت پر نہ تو کافی سرمایہ تھا اور نہ صحیح تجارتی اور کاروباری اسپرٹ، اس لئے جوں جوں فرقہ وارانہ تحریکات کی گرم بازاری سرد پڑتی گئی یہ "اسلامی دوکانیں" بھی یکے بعد دیگرے ٹھنڈی ہوتی گئیں، چنانچہ اب دو تین فیصدی بھی باقی نہیں رہیں۔

کوئی محب وطن ہندوستانی جس کے دل میں اپنے عزیز و محبوب وطن کی ترقی کا ذرہ برابر بھی احساس ہے یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ ہندوستان کی ۱/۴ آبادی مفلس رہے مسلمان ہندوستان کی آبادی کا چوتھا حصہ ہیں اگر وہ اسی طرح مفلس رہیں تو ہندوستان صحیح معنوں میں کبھی اقتصادی ترقی نہیں کر سکتا اس لئے کوئی صحیح الخیال ہندوستانی اسکی آرزو نہیں کر سکتا کہ مسلمان قعر فلاکت و افلاس میں یونہی پڑے رہیں۔ یہ خیال بالکل غلط اور از سرتاپا غلط ہے کہ ہندو من حیث الجماعت یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان اقتصادی ترقی نہ کریں اور اگر کچھ تنگدل اور تنگ نظر افراد ایسے ہیں جن کی یہ خواہش ہے تو حقیقتاً وہ ملک کے دشمن ہیں۔

اس لئے حاسدانہ تنگ نظری خواہ کسی طرف سے بھی ہو وہ ملک کے لئے سخت مضر ہے اور اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو یہ حقیقت ہر شخص کے سامنے بے نقاب ہو کر آ سکتی ہے کہ ہر اک فرقہ اور ہر اک شخص کے لئے بلا امتیاز مذہب و مشرب ترقی کے وسیع ذرائع اور وسائل موجود ہیں اور مادر وطن اپنے تمام فرزندوں کے دامنوں کو دولت و ثروت سے مالا مال کر سکتی ہے، بشرطیکہ حصول دولت کے صحیح طریقے اختیار کئے جائیں، اور وہ فرقہ مادر وطن کا مجرم اور خاطی ہے جو دولت پیدا کرنے کی کوشش اور

پوری سعی نہ کرے، اس لئے کہ ہر اک ملت اور ہر اک فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی مادر وطن کی دولت و ثروت میں اضافہ کرے اور اسکے افلاس کو دور کرے۔ جو شخص بھی دولت پیدا کرتا ہے وہ نہ صرف اپنے لئے راحت و آرام کا سامان مہیا کرتا ہے بلکہ اپنی قوم اور اپنے ملک کی بھی خدمت انجام دیتا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے مسلمان وطن عزیز کے مجرم ہیں کہ انھوں نے ابتک حصول دولت کی طرف بہت کم توجہ کی ہے اور ان کا ملکی و وطنی فرض ہے کہ وہ جلد سے جلد اپنی گذشتہ کوتاہیوں اور غفلتوں کی تلافی کی کوشش کریں۔

مگر جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ حاسدانہ مسابقت کی ضرورت نہیں ہے اور ہنگامی و ہیجانی محرکات کے ماتحت اس میدان میں قدم رکھنے سے کوئی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے، اگر فی الواقع مسلمان اس امر کو محسوس کرتے ہیں کہ انھیں اپنا ملی افلاس دور کرنا چاہئے اور اقتصادی کمزوری سے نجات حاصل کرنی چاہئے اور یہ کہ حب الوطنی کا اقتضا ہے کہ وہ اپنے دامن سے افلاس کے دھبہ کو دھو کر اور وطن کی خدمت کریں تو ان کا اولین اور اہم ترین فرض یہ ہے کہ موجودہ اقتصادی ترقی کے صحیح اصول کو سامنے رکھ کر کاروباری زندگی میں حصہ لیں۔

تجارتی ترقی کا راز دو لفظوں کے اندر بند ہے ایک "سرمایہ" اور دوسرا "محنت" سرمایہ اور محنت بھی دو چیزیں ہیں جو تجارتی و اقتصادی کامیابی کی ضامن و کفیل ہیں۔ محنت کی تنظیم اور سرمایہ کی فراہمی کے بعد اقتصادی ترقی کی راہیں ہر طرف کھل جاتی ہیں اور عالمانہ زندگی کی حالت میں جسقدر تجارتی ترقی ممکن ہے اسکو کوئی روک نہیں سکتا۔ کوئی ضرورت نہیں کہ فرقہ وارانہ جذبات نفرت و عناد کو ابھارا جائے اور مساجد کے منبروں اور مجالس کے اسٹیجوں سے کسی دوسرے فرقہ سے لین دین کے مقاطعہ کی تلقین کی جائے اور مذہبی جذبات اخوت سے اپیل کیجائے۔ صحیح طریق اور درست اصولوں کے ماتحت تجارت شروع کرو۔ کامیابی خود بخود تمھارے قدم چومے گی، اور جب تک یہ نہ کروگے اسوقت تک مولویوں کے وعظ، لیڈروں کے لکچر اور رہنماؤں کی وہ تقریریں جو کچھ عرصہ سے اس موضوع پر کیجاتی ہیں کوئی نفع نہیں پہونچا سکتیں۔ سر فاضل بھائی کریم بھائی اسوقت پارچہ بافی کے اول درجہ کے تاجروں میں سے ہیں، ان کی ترقی مولویوں کی اس قسم کی تقریروں کی رہین منت نہیں ہے کہ "مسلمانوں صرف مسلمانوں ہی سے سودا خریدو" بلکہ ان کی ترقی کا راز یہ ہے کہ انھوں نے صحیح اصولوں پر کاروبار کو چلایا سرمایہ لگا کر محنت کے ذریعہ اسکے ثمرات حاصل کئے اور آج وہ پارچہ بافی کے سب سے زیادہ کارخانوں کے مالک ہیں، کوئی ایک شخص ان سے زیادہ پارچہ بافی کے کارخانوں کا مالک نہیں ہے۔

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے اقتصادی ترقی کے لئے صحیح اصول کے ماتحت کاروبار کرنے کی بہت ہی کم کوشش کی ہے اور اقتصادی درماندگی کی اصلی اور حقیقی وجہ یہی ہے، اگر کوئی شخص اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ مسلمانوں کی تجارتی ترقی میں ہندو یا کوئی اور فرقہ حایل ہے تو یہ سخت مغالطہ ہے اور جسقدر جلد دور ہو جائے اسی قدر اچھا ہے۔ کیونکہ یہ غلط خیال بجائے کسی قسم کا فائدہ پہونچانے کے الٹا نقصان پہونچاتا ہے۔ اور اس قسم کے خیالات کے ماتحت جو کوئی بھی کاروبار شروع کریگا وہ صحیح اصول تجارت کی طرف کبھی متوجہ نہ ہوگا بلکہ اسکی تمام ترقیات اس غلط خیال پر مبنی ہونگی کہ اخوت اسلامی میرے کاروبار کے کامیابی کی ضامن ہونی چاہئے، اور جب یہ امید پوری نہ ہوگی تو مایوسی پیدا ہوگی، اور ہمت پست ہو کر اس سے دل برداشتہ ہو جائیگا

بہرحال صحیح اصولوں کے ماتحت اقتصادی ترقی کی راہیں ہر طرف کھلی ہوئی ہیں اور اگر مسلمان سرمایہ اور محنت کے امتزاج سے جو ثمرات نکلتے ہیں فائدہ اٹھانا چاہیں تو انکے راستہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سرمایہ کہاں سے آئے؟ اس کا جواب ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ اشتراک کے ذریعہ سرمایہ فراہم کیجئے۔ کمپنیاں قائم کیجئے اور اسکے حصص فروخت کیجئے ہر اک مسلمان جو سال میں دس روپیہ بھی بچا سکے اسکو بھی مشترکہ تجارت میں حصہ لینا اور شرکت کرنی چاہئے۔

مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ اشتراک ہی کی طاقت ہے کہ یورپ تمام دنیا کی تجارت پر حاوی ہے، افراد خواہ کسی قدر دولتمند ہوں انکی انفرادی تاجرانہ مساعی وہ عظیم ثمرات نہیں لا سکتیں جو لمیٹڈ کمپنیوں کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس صورت میں حسب ضرورت روپیہ ہر وقت فراہم ہو سکتا ہے روز بروز مسلمان کاروباری زندگی میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکتے ہیں۔

اب تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو تجارت کرنے کا خیال بھی پیدا ہوتا ہے تو وہ سرمایہ کی عدم موجودگی یا قلت کی وجہ سے کاروباری زندگی شروع کرنے کی ہمت نہیں کرتا۔ اور اگر ہمت کرکے کوئی اس میدان میں آ بھی گیا تو چونکہ سرمایہ کم ہوتا ہے اسلئے اتنا کم منافع ہوتا ہے کہ اسکی ضروریات کے لئے ناکافی ہوتا ہے، اور وہ اصل سرمایہ میں سے اپنی ضروریات کے لئے رقم لینے لگتا ہے اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تھوڑے دن میں دیوالیہ ہو جاتا ہے۔

اگرچہ عام طور پر تمام ہندوستان میں مشترکہ تجارت کا احساس نہایت کم ہے مگر خصوصیت کے ساتھ مسلمان سب سے زیادہ پھسڈی ہیں، ہندوستان میں جس قدر مشترکہ تجارت ہوتی ہے اسمیں مشکل سے ۵ فیصدی مسلمانوں کا حصہ ہوگا۔ حالانکہ وہ اس طریق پر کم از کم ۲۰ فیصدی کے حصہ دار ہو سکتے تھے اگر انکے اندر مشترکہ تجارت کا احساس ہوتا۔

مشترکہ تجارت میں اول تو نقصان کا کم احتمال ہوتا ہے اگر بد دیانتی نہ کیجائے اور اگر نقصان ہوتا بھی ہے تو وہ اس قدر زیادہ افراد پر پھیل جاتا ہے کہ زیادہ نہیں کھلتا اسکے برعکس اگر صرف ایک شخص کا سرمایہ لگا ہوتا ہے اور اسمیں نقصان اور گھاٹا آ جاتا تو نہ صرف اس کی ساری زندگی تباہ ہو جاتی ہے بلکہ اسکے متعلقین کا مستقبل بھی تاریک

ہو جاتا ہی۔

مسلمان اگر اپنی اقتصادی بدحالی دُور کرنی چاہتے ہیں تو ان کو اشتراکِ عمل کی طاقت کو محسوس کرنا چاہئے، کہ اسکے سوا اور کوئی صورت ان کی اقتصادی ترقی کی نہیں ہی، انکے افراد کے اندر اتنی قوت نہیں ہو کہ وہ کثیر سرمایہ لگا کر تجارت کر سکیں اس لئے ان کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہو کہ وہ مشترکہ سرمایہ سے تجارتی مشغولیت اختیار کریں۔ بعض کمپنیوں کے فیل ہو جانے سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہئے کہ اسمیں ہمیشہ نقصان ہی ہوگا بلکہ اکثریت کو دیکھنا چاہئے، اور حقیقت نفس الامری ہو کہ مشترکہ تجارت میں ۵۰ فی صدی سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہو۔ جیسا کہ سرکاری اعداد و شمار سے ثابت ہی۔

پس مسلمانوں کو دوسروں کا گلہ شکوہ چھوڑ کر صحیح اصول تجارت کے ماتحت کاروبار شروع کرنا چاہئے، اس صورت میں انکی کامیابی یقینی ہو اور اس طرح نہ صرف انکا افلاس دُور ہوگا اور مفلسی کے دُکھ سے نجات ملے گی بلکہ وہ ملک کی طرف سے بھی شکریہ کے مستحق ہونگے کہ ادر وطن کی دولت میں انکے ذریعہ اضافہ ہوگا۔

دولت اور چیز ہی اور روپیہ اور چیز

عنوان کو پڑھ کر آپ کسی قدر متعجب ہوئے ہونگے۔ بظاہر یہ ہی بھی بہت تعجب انگیز لیکن خواہ اسے سُنکر تمام دُنیا حیرت میں رہ جائے پھر بھی واقعہ ضرور واقعہ ہی رہے گا۔ یہ واقعہ اور حقیقت ہی کہ دولت روپئے کا نام نہیں ہو بلکہ وہ روپئے سے جداگانہ ایک چیز ہی۔ روپیہ آپ چاندی سونے کے سکّوں کو کہتے ہیں لیکن چاندی اور سونا ہرگز دولت نہیں ہی۔ سیروں سونا اور منوں چاندی کاغذ کے چند پُرزوں کے بدلے میں خریدی جا سکتی ہی۔ اب ایسی صُورت میں آپ دولت کسے خیال کرینگے۔ سونے کے سکّوں کو یا کاغذ کے پُرزوں کو؟ - آپ شاید ان سب چیزوں کو دولت کہدیں لیکن حقیقت سے پھر بھی آپ کوسوں دُور ہیں، کاغذ کا پُرزہ بجائے خود کوئی قیمت نہیں رکھتا اسکی قیمت اضافی ہی۔ حکومت کے نشانات نے اسکی قیمت بڑھا دی ہی اور ہم اسے سیکڑوں اور ہزاروں روپیوں کے بدلے میں خوشی سے خرید لیتے ہیں لڑائی کے زمانے میں ان پُرزوں کی کوئی قیمت اور کوئی وقعت نہیں رہتی اور دوسری سلطنتیں انھیں قبول کرنے سے انکار کر دیتی ہیں۔ سونے چاندی کی قیمت کاغذ سے کسیقدر زیادہ ہی لیکن پھر بھی اتنی زیادہ نہیں ہو کہ انھیں کو دولت خیال کر لیا جائے زیورات اور سکّے اگر اسکے نہ بنتے ہوتے تو سونے کو لوہے یا تانبے کے مقابلہ میں کون پوچھتا اس کی خفیف سی چمک نے عورتوں کو اسکی طرف مائل کر دیا، اور دوسری دھاتوں کی بہ نسبت اسکی کمیابی نے حکومتوں کو اس کی جانب توجہ دلائی۔ جو کام آج سونا دے رہا ہو وہی کام تغلق کی حکومت کے زمانے میں چمڑے کے ٹکڑے دیا کرتے تھے اور اس سے اندازہ ہو سکتا ہی کہ سونے کو جو قیمت دیدی گئی ہو وہ اسکی اپنی قیمت نہیں ہی بلکہ ہماری دی ہوئی ہو اور ہر وقت اس سے چھینی جا سکتی ہی۔ اگر دھاتوں کی اپنی قیمت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یقینی طور پر لوہا اور تانبا سونے سے ہزار گنا زیادہ قیمتی ثابت ہونگے۔ لوہے اور تانبے کے بغیر ہمارا کوئی کام نہیں چل سکتا حالانکہ سونے کے بغیر ہم اپنا ہر کام اسی قدر خوبی اور خوش اسلوبی سے جاری رکھ سکتے ہیں کیا ایک ایسی چیز کو دولت کہا جا سکتا ہی جو ہمارے کسی مصرف کی بھی نہ ہو اور جسکے بغیر ہمارا کوئی کام بھی بند نہ ہو سکے؟

نوٹ، اشرفیاں، روپیے سب فضول اور بے کار چیزیں ہیں جب تک کہ وہ ہمارے ہاتھوں میں، ہماری جیبوں میں، ہمارے صندوقوں میں، اور ہمارے خزانوں میں رکھے رہیں۔ کنکر پتھر اور روپئے پیسے میں کوئی فرق نہیں ہی۔ اگر ہم موخر الذکر کو زمین میں دفن کر کے یا لوہے کی الماریوں میں بند کر کے رکھ دیں۔ اس حالت جمود میں یہ "روپیہ" ہیں جس کی اپنی کوئی قیمت نہیں ہو اور جو کسی صورت میں بھی انسان کے لئے مفید اور کارآمد نہیں ہو سکتا۔

لیکن یہی روپیہ اگر حرکت میں آجائے اور اس چکر میں پڑ جائے جو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ تک جانے میں اسے کاٹنا پڑتا ہی تو اس سے زیادہ مفید اور کارآمد کوئی شئے نہیں ہوتی اور اس حالت میں اس کا نام "دولت" ہی۔ چکر میں آتے ہی، یا زیادہ واضح الفاظ میں یُوں کہہ لیجے کہ کاروبار میں لگتے ہی اسکی قیمت لاکھوں گنی بڑھ جاتی ہی۔ دُنیا کی ہر چیز اس کے بدلے میں خریدی جا سکتی ہی اور ہر کام اسکی مدد سے چلایا جا سکتا ہی۔ اُردو میں ایک مثل ہی کہ "حرکت میں برکت ہوتی ہی" اس مثل کا سب سے زیادہ مصداق روپیہ ہی۔ اسمیں برکت ہونا صرف اسکی حرکت پر منحصر ہی۔ روپئے کو صرف "روپیہ" بنا کر رکھنا انتہائی بے وقوفی اور حماقت ہی کیونکہ اس صُورت میں وہ سوائے اسکے کہ برابر کسی نہ کسی حد تک گھٹتا چلا جائے اور کچھ نہیں کر سکتا لیکن اسے چکر میں ڈالکر "دولت" بنا دینا کمال دانشمندی ہی کیونکہ اپنی اس صورت "سیال" میں نہ ہماری ہر قسم کی حاجت روائی بھی کر سکتا ہی بلکہ دنیا کو ترقی کے زینوں پر چڑھنے میں مدد بھی پہونچاتا ہی مسلمانوں کو خدائے پاک کی درگاہ سے حکم ملا ہی کہ "وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ" یعنی جو لوگ سونے چاندی کو ذخیرہ کر کے

رکھتے ہیں اور اسے خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی بشارت دیدو" "دولت" کو صرف "روپیہ" بنا دینا گناہ ہو۔ بدقسمتی سے اوّل تو مسلمانوں کے پاس روپیہ ہی بہت کم ہو اور جن چند نفوس کے پاس ہو وہ اسے چکر میں ڈالنا پسند نہیں کرتے حالانکہ چکر میں آئے بغیر وہ ہرگز ہرگز دولت کہلانے کا مستحق نہیں ہو اور نہ اس سے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہو۔ دولت کا بہترین مصرف یہی ہو کہ اسے کاروبار میں لگایا جائے تاکہ اسکے منافع سے اپنے آپکو بھی فائدہ پہنچے اور اسکے چکر میں رہنے سے دوسرے بھی اس سے مستفید ہوسکیں

(سعید احمد)

تجارت اور اشتہار بازی

ہر تاجر کو اس بات کی سب سے زیادہ فکر ہوتی ہو کہ اسکا مال یا کم از کم اسکے مال کا ذکر زیادہ سے زیادہ آدمیوں کی نگاہ سے گذرتا ہو۔ اشتہار کا مقصد اسکے سوا اور کچھ نہیں ہوتا کہ تاجروں کی یہ خواہش پوری ہو جائے۔ لیکن ایک اشتہار کو ہم صرف ایسی صورت میں کامیاب کہہ سکتے ہیں کہ جب وہ زیادہ سے زیادہ پڑھنے والوں کی توجہ اپنی طرف منعطف کر سکے۔ اشتہار بالعموم اخبارات میں دئے جاتے ہیں اور ایک ایک اخبار میں صدہا اشتہارات کی موجودگی مشکل ہی سے پڑھنے والے کی نظر کو اس بات کی اجازت دے سکتی ہو کہ وہ بیک وقت سب اشتہاروں پر نگاہ ڈالے امریکہ کے مشہور ماہر نفسیات ڈاکٹر ڈبلیو، ڈی، اسکاٹ نے ایک مدت مدید تک تجربے کرنے کے بعد یہ بات دریافت کی تھی کہ معمولی ناظر ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ چار چیزوں کی جانب توجہ کر سکتا ہو جو اسکی نظر کے سامنے ہوں۔ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہو کہ بہت سے اشتہار ناظرین کی نظر سے گذرتے ہیں اور بہت سے یونہیں رہ جاتے ہیں۔

ڈاکٹر اسکاٹ کی رائے ہو کہ

"کسی چیز کا ہمارے لئے جاذب توجہ ہونا صرف اس بات پر منحصر ہو کہ اسکے بالمقابل کوئی اور چیز ہماری توجہ کو اپنی جانب مائل نہ کر رہی ہو"

انہی ڈاکٹر صاحب کا مقولہ یہ بھی ہو کہ

"کسی چیز کی جذب توجہ کی اہلیت مندرجہ ذیل باتوں پر منحصر ہو۔

(۱) اسمیں ہیجان اور سنسنی پیدا کرنے کی قابلیت کسقدر ہو۔

(۲) وہ دیکھنے والوں کی سمجھ میں کسقدر جلد آسکتی ہو۔

(۳) اسکا بار بار ہماری نگاہ کے سامنے آنا۔

(۴) ہمارے جذبات اس سے کس حد تک تحریک قبول کرتے ہیں۔

(۵) گرد و پیش کی چیزوں سے اسکا ممتاز اور مختلف ہونا۔

ڈاکٹر صاحب کے اصولوں کو تسلیم کرلینے کے بعد ہم اپنے اشتہارات میں ان سے بہت سے فائدے اٹھا سکتے ہیں اور حسب ذیل نتیجے نکال سکتے ہیں:۔

ہمیشہ پورے صفحے کے اشتہارات نصف صفحہ یا چوتھائی صفحہ کی بہ نسبت بہت زیادہ جذب توجہ کی قابلیت رکھتے ہیں، علاوہ بریں ایک چیز کا اگر ایک ہی اشتہار ہو تو اسکے پڑھ لئے جانے کے امکانات اس حالت کی بہ نسبت زیادہ ہیں کہ جب کئی اشتہار ہوں

جلی قلم سے لکھے ہوئے اشتہارات زیادہ ہیجان انگیز ہوتے ہیں۔ رنگ بھی ہیجان انگیزی میں بہت ممد ہوتا ہو۔ سرخ رنگ سب سے زیادہ، ہرا اس سے کم اور سیاہ اس سے کم۔

خوش آیند چھوٹے چھوٹے جملے جن کی زبان بہت ہی سلیس اور عام فہم ہو اور جن میں رنگینی اور شوخی کافی موجود ہو بہت آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں اور بہت کچھ اثر پیدا کرتے ہیں۔

بار بار اشتہار دیتے رہنے سے اس چیز کا نام پڑھنے والے کے دماغ میں بس جاتا ہو اور جب کبھی اس چیز کی ضرورت ہو تو سب سے پہلے اسی دوکان سے منگانے کا خیال آتا ہو کہ جس کا اشتہار نظر سے گذرتا رہا ہو۔

مناسب حال تصویریں، اور موثر اور دلکش سرخیاں اشتہاری دنیا میں سب سے زیادہ کامیاب آلات ثابت ہوئے ہیں اور انکے ذریعہ سے پڑھنے والے پر جادو سا کر دیا جاتا ہو۔

اپنے اشتہار کو ممتاز کرنے کے لئے لوگ مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں اور اسکا بہت اچھا اثر پڑتا ہو۔ بعض اشتہار اوپر سے نیچے کی طرف کو لکھے ہوئے ہوتے ہیں، بعض اخبار کی عام تحریر کے خلاف الٹے چھپے ہوتے ہیں، اور بعض میں زمین سیاہ اور تحریر سفید کر دیجاتی ہو۔ اشتہارات اگر ان اصول کی پابندی کیساتھ لکھے جائیں تو ان کا اثر غالباً معمولی اشتہارات کی بہ نسبت بہتر ہوگا۔

(سعید احمد)

کھیاں مارنے والے دوکاندار

بازار سے سودا خریدنے کا آپ کو اکثر اتفاق ہوا ہے اور ہوتا رہتا ہے کبھی آپ نے ایسے دوکانداروں کو بھی دیکھا ہے جن کی پیشانی پر بل پڑے ہوتے ہیں جن کی آنکھیں کچھ اس طرح آدھی بند اور آدھی کھلی کہ گویا کسی نے زبردستی سوتے سے جگا دیا ہے، جن کا جسم اور جن کے کپڑے اس قدر میلے اور غلیظ ہوتے ہیں کہ دور ہی سے بو آتی ہے، اور جن کے جسم کے ڈھیلے ڈھالے انداز سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھیں اپنے منہ پر سے مکھی اُڑا دینا بھی گوارا نہیں ہو سکتا۔ ایسے دوکانداروں کو لوگ بھی زیادہ تکلیف نہیں دیا کرتے اور ان کی دوکان پر کوئی شامت کا مارا اتفاق ہی سے جا پھنستا ہے۔ یہ بھی ان کی ایک خصوصیت ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ جو ان کی دوکان پر پہونچ گیا وہ آئندہ کے لئے توبہ کر لیتا ہے۔ ان کی کاہلی انہیں اجازت نہیں دیتی کہ گاہک کو لا لا کر جلدی جلدی دس بیس طرح کی چیزیں دکھائیں۔ انکے دماغ نے انھیں اس دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے کہ بہت سی چیزیں سامنے موجود ہوں تو گاہک گھبرا جاتا ہے اور پھر کوئی سی بھی نہیں خریدتا۔ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ گاہک سے اگر میٹھی باتیں کیں تو وہ دوست بنجاتا ہے اور قیمت میں رعایت کا طالب ہوتا ہے اس لئے اس سے ہمیشہ نہایت ترشی کے ساتھ گفتگو کرنی چاہئے۔ صبح کو جو سامان کسی گاہک کے دکھانے کو نکالا تھا اسے واپس اپنی جگہ پر نہ رکھنے کے لئے ان کی سستی نے یہ تدبیر سوچ لیا ہے کہ بار بار اُٹھانے اور رکھنے سے مال خراب ہو جاتا ہے اس لئے جو چیز ایک مرتبہ نکل آئی اسے کم سے کم تمام دن باہر ہی پڑا رہنے دینا چاہئے تاکہ اگر کوئی دوسرا شخص اس کا خریدار آجائے تو دوبارہ نکالنے کی زحمت نہ ہو۔ انکے خیال میں یہ اصول بالکل غلط ہے کہ کم نفع لیا جائے اور زیادہ مال بیچا جائے کیونکہ اس صورت میں دوکاندار پر بار بار تولنے اور ناپنے کی محنت بہت زیادہ پڑتی ہے اور اسکی بہت سی قوت عمل خرچ ہو جاتی ہے جو یقیناً اسراف میں داخل ہے۔ ان کا اصول یہ ہے کہ کم بیچو اور زیادہ نفع لو۔ اسمیں دوہرا فائدہ ہے ایک طرف تو مال دوکان میں بھرا رہتا ہے اور دوسری طرف قوت عمل دوکاندار کے بدن سے باہر نہیں نکلنے پاتی گاہک تو ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ وہ ان تاجروں کی بھدی صورت غلیظ لباس اور بدخلقی کی وجہ سے ان کی دوکان پر نہیں جاتے مگر ان دوکانداروں کا خیال یہ ہے کہ دوکان پر گاہکوں کی کبھی بھیڑ نہ ہونی چاہئے کیونکہ ان میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ چپکے سے کوئی چیز اٹھا کے لیکر چل دیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ان تاجروں ہی کا خیال درست ہو لیکن دُنیا یہی کہتی ہے کہ ایسے تاجر کبھی کامیاب نہیں ہوتے، تجارت کی تمام تر کامیابی دوکان کی صفائی اور آرائش اور دوکاندار کی خوش وضعی، خوش کلامی، اور حسن خلق پر منحصر ہے۔

(سعید احمد)

مولنا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند کا پیام

حامداً و مصلیاً

مجھے یہ معلوم کرکے مسرت ہوئی کہ ایسٹرن لٹریچر کمپنی کی زیر نگرانی ایک ماہوار رسالہ جاری کیا جا رہا ہے جس کا نام کامیابی ہوگا۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی پستی اور زبوں حالی کا اقتضا یہ ہے کہ جسقدر ممکن ہو سکے انکے لئے روزانہ، ہفتہ وار، ماہوار اخبارات و رسائل جاری کئے جائیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کچھ عرصہ سے مسلمانوں میں اخبار بینی کا شوق بڑھ رہا ہے اگرچہ یہ شوق ابھی اس حد تک راسخ نہیں ہوا ہے کہ مسلمان اس شوق کو پورا کرنے کے لئے پیسہ بھی خرچ کرنے کو تیار ہوں بلکہ ایک شخص کے خریدے ہوئے اخبار کو کم از کم دس پندرہ حضرات پڑھنے کی اور بیس پچیس مسلمان سننے کی کوشش کرتے ہیں۔ بہرحال اس ذوق کا قوم میں پیدا ہو جانا اگرچہ وہ مفت خوری کی حد تک ہو ضرور نیک فال ہے۔ اور اس کے ساتھ آئندہ بہت کچھ قومی ترقی وابستہ ہے۔ مسلمانوں کے موجودہ اخبارات و رسائل بھی اگر صحیح مصلحین و قائدین کی نگرانی میں شائع ہوتے تو اب تک قوم کی بہت کچھ اصلاح ہو چکی ہوتی مگر پریس کی اس کمزوری کے ساتھ مجھے افسوس ہے کہ اسوقت تک بجز چند مخصوص اخبارات یا رسائل کے دوسرے جرائد اچھے آدمیوں کے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ چونکہ رسالہ کامیابی ایک ایسی کمپنی کی نگرانی میں نکل رہا ہے جسکا تعلق خواجہ حسن نظامی صاحب کے ساتھ ہے۔ خواجہ صاحب کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ اس لئے اس رسالے کے متعلق صرف اسقدر کہدینا ہی کافی ہے کہ اسکو ملک کے ایک مشہور انشا پرداز کی سرپرستی کا فخر حاصل ہے رسالہ کامیابی کیساتھ خواجہ حسن نظامی صاحب کی ذات کا تعلق ہی اسکی کامیابی کا ضامن ہے، میں دہلی کے اس ہونہار رسالے کا دلی خیر مقدم کرتے ہوئے خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ کامیابی کو کامیاب فرمائے۔ (فقیر احمد سعید کان اللہ لہ)

علم و عمل

جو تعلیم آجکل ہمکو مدرسوں اور کالجوں میں دیجارہی ہے اُسمیں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ اُس سے ہماری علمی، ایجادی اور اجتہادی قوتوں میں وہ تیزی اور جولانی پیدا نہیں ہوتی جس سے ہم دُنیا میں کوئی علمی یا عملی کارنمایاں کرسکیں۔ ہم فارغ التحصیل ہوکر اپنے "علم وفضل" سے زیادہ سے زیادہ کام صرف یہ لے سکتے ہیں کہ گورنمنٹ کے کسی اعلیٰ عہدہ پر پہنچ جائیں یا دوسروں کے خیالات لے کر کسی کتاب کے مصنف بنجائیں۔

علمی قوتوں کو اُبھارنے والی جو معلومات یورپ کے پانچ برس کے بچوں کو حاصل ہوجاتی ہیں وہ ہمکو چالیس اور پچاس برس کی عمر میں بھی حاصل نہیں ہوتیں، اور زندگی کی جن معمولی ضرورتوں کو یورپ کے معمولی پڑھے لکھے بطور خود آسانی سے پورا کرلیا کرتے ہیں اُن کے لئے ہمارے بہت سے اعلیٰ تعلیم یافتوں کو بھی دوسروں سے امداد حاصل کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

ان تعلیمی نقائص کی اصلاح کے لئے کامیابی میں علم و عمل کا بھی ایک مُستقل باب ہوگا جسکے تحت میں ایسے علمی مضامین درج کئے جائینگے جن سے علم کو عمل میں لانے کا شوق پیدا ہو۔ ایجادی اور اجتہادی قوتوں میں ترقی ہو اور زندگی کی روزمرّہ کی ضرورتوں کے متعلق ناظرین کو ایسی مفید معلومات حاصل ہوتی رہیں جو انکو دوسروں کی امداد سے مستغنی کردیں۔

(ایڈیٹر)

دُنیا کی کہانی سائنس کی زبانی

سورج کسقدر عجیب، کسقدر خوبصورت، اور کسقدر عظیم الشان چیز ہے اسکی چمک میں کس بلا کی تیزی ہے کہ نگاہ نہیں ٹھہر سکتی، اسکی دھوپ میں کیسی سخت گرمی ہے کہ بدن کو جھلسائے دیتی ہے۔ کائنات کے ہر ہر ذرے کو اسنے روشن کردیا۔ کوئی اس کی عظمت اور طاقت کو نہیں پہونچتا۔ دُنیا میں اس سے بڑا کوئی اور نہیں ہے، ضرور یہی وہ خدا ہوگا جسنے مجھے پیدا کیا۔

اس خیال پر ابھی مشکل سے دس بارہ گھنٹے گذرنے پائے تھے کہ سُورج کا چہرہ زرد پڑ چلا، حدت میں کمی آگئی، چمک ماند پڑگئی اور بلا تکلف اسپر نظر جمائی جانے لگی۔ دیکھتے دیکھتے آگ اور روشنی کا وہ عظیم الشان کرہ دور، بہت دُور زمین کے سرے پر پہونچکر یکایک غائب ہوگیا۔ یہ کیسا خدا تھا کہ اسکی حالتیں اتنی تبدیلیاں پیدا ہوئیں، نہیں، وہ خدا ہرگز نہیں تھا، وہ کوئی اور تھا۔

چاند! ہاں یہ خوبصورت اور دلکش طباق بہت ہی عجیب ہے، اسکی روشنی بھی ٹھنڈی ہے اور جسم کو ایذا نہیں پہونچاتی اس کی طرف ٹکٹکی باندھ کے ہم دیکھ بھی سکتے ہیں، یہ یقیناً بہت ہی حسین ہے اور تمام دُنیا پر اسی کی حکومت ہے۔ ضرور یہی خدا ہے اور اسی نے مجھے بھی بنایا ہے۔

صبح ہوتے ہوتے یہ دوسرا خدا بھی غائب ہوگیا اور غور و فکر کرنے والے ایک انسان نے کہا فنا ہونے والے، اور مٹجانے والے میرے خدا نہیں ہوسکتے۔ میں تو اپنا خدا اسے سمجھتا ہوں جسنے مجھے بھی پیدا کیا ہے اور چاند سُورج اور ستاروں کو بھی، اور میں تو صرف اسکے آگے سجدہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس کی طاقت اور قدرت زمین پر بھی حکومت کرتی ہے اور آسمان پر بھی، وہی چاند کو نکالتا ہے اور وہی سورج کو نکالتا ہے، اور وہی دُنیا کی ہر چیز کو پیدا اور ناپید کیا کرتا ہے۔

آج سے ہزاروں برس پہلے خدا کے ایک برگزیدہ پیغمبر نے اپنی ان دلیلوں سے خدا کو پہچانا تھا، اور اپنی عقل پر زور دیکر اتنا دریافت کرلیا تھا کہ چاند اور سورج بھی ہماری ہی طرح مخلوق ہیں اور ہمارا پیدا کرنے والا وہ ہے جس کی قدرت تمام عالم پر حکومت کرتی ہے۔

آج انسانی عقل اور بھی بہت سے مرحلے طے کرچکی ہے۔ غور و فکر کا میدان اب پہلے سے کہیں زیادہ وسیع ہوگیا ہے، اور اب یہ ضعیف البنیان انسان یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ زمین جسپر ہم رہتے ہیں کہاں سے آئی، چاند اور سورج کیا چیزیں ہیں، چمکتے ہوئے ستاروں کی اصلیت کیا ہے، زندگی کیا چیز ہے اور اسکی ابتدا اس دُنیا میں کس طرح ہوئی۔ اب اس سے یہ کہدینا کافی نہیں ہے کہ سب کچھ خدا نے بنایا ہے۔ اس سے اب اسکی تسکین نہیں ہوتی۔ وہ جانتا ہے کہ خدا اپنے ہاتھ

سے شبیہ کر کسی چیز کو گھڑا نہیں کرتا۔ وہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ اس کی قدرت کے اسرار کیا ہیں، اس کی حکومت کا نظام کیا ہے اور تمام عالم میں اس کی اپنی زمین اپنے چاند، اور اپنے سُورج کے علاوہ اور کتنی زمینیں کتنے سورج، اور کتنے چاند ہیں۔ وہ موت اور حیات کے فرق سے واقف ہونا چاہتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ جبکہ اس دُنیا میں خدا نے اسے اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے تو اسے ہر چیز کا علم بھی حاصل ہو۔ ایسا شخص خدا کا نائب یا خلیفہ کیسے ہو سکتا ہے جسے خدا کی پیدا کی ہوئی چیزوں کے حالات سے کوئی آگاہی نہ ہو۔ اس کا حق ہے کہ اسے یہ سب کچھ بتایا جائے، اور جاننے والوں کا فرض ہے کہ نجاننے والوں کو آگاہ کریں۔

کتابوں میں سب کچھ موجود ہے، اور انسان کے ہزارہا سال کے تجربوں اور مشاہدے کے نتائج ان میں درج ہیں، لیکن اتنی بڑی بڑی کتابوں کا مہیا کرنا اور پڑھنا بجائے خود ایک مصیبت اور ایک دشواری ہے۔ یہ کام اسی طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی خدا کا بندہ مختصر لفظوں میں قصے کہانی کے طور پر یہ تمام حالات سُنا دیا کرے۔

"کامیابی" نے تہیہ کر لیا ہے کہ وہ ملک اور قوم کی یہ خدمت سرانجام دے کر بڑی سے بڑی اور بیش قیمت سے بیش قیمت کتابوں سے علم اور آگاہی کی باتیں لیکر اپنے پڑھنے والوں تک پہونچا دیا کرے۔ مضمون "دھرتی ماتا" پہلی قسط ہے، انشاء اللہ ہر مہینے اسی عنوان کے ماتحت ایسے ہی دلچسپ اور پُرراز معلومات مضامین شائع ہوا کرینگے

"دھرتی ماتا"

دُنیا اس چھوٹی سی زمین اور اس ایک مختصر سے سورج، اور ایک ننھے سے چاند ہی کا نام نہیں ہے جن سے ہمارا تعلق ہے۔ ایسی ایسی لاکھوں دُنیائیں فضا میں چکر لگا رہی ہیں، اور ہمارے سورج کی طرح کے ہزارہا سورج اپنی حرارت اور اپنا نُور تقسیم کرنے میں مصروف ہیں۔ ہمارا سورج ہماری زمین سے کروروں گنا بڑا ہے اور اس لئے خیال ہوتا ہے کہ وہ اتنا بڑا ہے کہ اس کی بزرگی کا اندازہ ذہن میں نہیں آسکتا لیکن انسان کی ہزاروں برس کی تحقیقات ہمیں بتاتی ہے کہ یہ سب سے چھوٹا سورج ہے جو ہماری دُنیا کو روشن کیا کرتا ہے۔ ہم میں سے ہر شخص کی زبان پر "طاقت" کا لفظ آتا ہے اور جب کبھی ہم دس بیس یا پچاس گھوڑوں کی طاقت کا ذکر کرتے ہیں تو دل پر ایک خوف سا طاری ہو جاتا ہے۔ بیس گھوڑوں کی طاقت کی موٹریں انسان کو لئے ہر جگہ دَوڑتی پھرتی ہیں۔ سو دو سو گھوڑوں کی طاقت کے انجن اسقدر مہیب ہوتے ہیں کہ انکے قریب جاتے ڈر لگتا ہے، اور چار پانچ سو گھوڑوں کی طاقت کی مشینیں بیک وقت کئی کئی آدمیوں کو بٹھا کر پرندوں کی طرح ہوا میں چکر لگایا کرتی ہیں اور ہم انھیں دیکھ کر حیرت میں رہ جاتے ہیں، لیکن یہ سو دو سو یا ہزار دو ہزار گھوڑوں کی طاقت اس طاقت کے بالمقابل کیا ہستی رکھتی ہے جو ہماری زمین کو اور ہماری زمین ہی کی طرح اور لاکھوں زمینوں کو فضا میں ایسی سرعت سے چکر دے رہی ہے کہ ان کی تیزی رفتار کا اندازہ لگانا دشوار ہو جاتا ہے۔ ان دُنیاؤں میں سے بعض میں آبادی ہے، بعض دہکتی ہوئی آگ کے گولے ہیں اور بعض میں حرارت سے پگھلے ہوئے لوہے کے سمندر بہہ رہے ہیں۔ یہ لامحدود طاقت کہاں سے آئی، اور ان لاکھوں دُنیاؤں کو عالم وجود میں لانے والی ہستی کون ہے؟ یہ ایسے سوالات ہیں کہ جو تقریبًا ہر سوچنے والے کے دلمیں پیدا ہوتے ہیں۔ سائنس نے اب تک ان سوالات کے جو جواب دئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک ذات موجود سے لاکھوں عالم نکلکر فضائے بسیط میں پھیل گئے، اور آگ کے ایک بادل میں سے ٹوٹ کر یہ ٹکڑا الگ ہوا جسے ہم اپنی زمین کہتے ہیں۔ اس ٹکڑے نے کہ جو خود بھی آگ کا بادل ہی تھا فضائے آسمانی میں لاکھوں برس تک چکر لگائے تب کہیں جا کر وہ ٹھنڈا ہوا اور گھومتے گھومتے ایک گول سی شکل اختیار کرلی۔ سرد ہو کر اس گولے نے اندر ہی اندر سکڑنا شروع کیا اور اسی زمانے میں اس سے بھی ایک چھوٹا سا ٹکڑا ٹوٹ کر علیحدہ ہوا اور فضا میں گھومنے لگا۔ یہی ٹکڑا آج وہ دلکش اور دلفریب چاند ہے جس کی ہلکی ہلکی اور ٹھنڈی روشنی آج ہم سب کی آنکھوں کو نُور اور چکور کے دل کو سرور بخشا کرتی ہے۔ خوب سکڑ جانے کے بعد اس گولے کا قطر ۸ ہزار میل اور محیط ۲۵ ہزار میل کا رہ گیا اور کسی چیز کے حجم کا یہی ناپ اس قدر ہے کہ عقل اس کا حساب لگاتے وقت حیران رہجاتی ہے، لیکن یہ اتنا بڑا اعظیم الشان ایک گولہ جسے ہم زمین کہتے ہیں ساری کائنات کے اندر بالکل ایک چھوٹے سے نقطہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اسی ایک ننھے سے نقطہ پر کہیں کوہ ہمالیہ ہے اور کہیں بحر الکاہل اور بحر اوقیانوس۔ یہی وہ نقطہ ہے جو ہماری تمام قوت اور طاقت کا ماخذ ہے، اور اسی ایک ذرے یا ایک قطرے کے اندر سے وہ تمام خوراک نکلتی ہے جو اربوں انسان، اور سنکھوں دوسرے جاندار روزانہ کھایا کرتے ہیں۔ اسی کی سطح پر قابیل نے ہابیل کا خون بہایا جس کی تقلید میں آجتک ہزاروں خون کی ندیاں بہ چکی ہیں، اور اسی کی تہ میں وہ کرور در کرور انسان آرام کر رہے ہیں جو ہم سے پہلے اس دُنیا کو آباد کر چکے ہیں، کارآمد اور مفید لوہا ہو یا خوشرنگ اور خوبصورت سونا، جسم کی پرورش کرنیوالا غلہ ہو۔ یا طبیعت کو قوت بخشنے والا پھل، اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچانے والا سبزہ ہو یا مرض کو دُور کرنے والی دوائیں۔ غرضکہ سب کچھ اسی ذرا سے نقطہ میں سے نکلتا ہے اور اسی نقطہ میں ملجاتا ہے۔ اس نقطہ کے گرد اگرد ہر طرف ہماری نظروں سے پوشیدہ ہوا کے اور ان طاقتوں کے سمندر انتہائی تیزی کے ساتھ چکر لگا رہے ہیں جو ہماری گاڑیوں کو چلاتی ہیں اور ہمارے پیغاموں کو ادہر سے اُدہر لیجاتی ہیں۔

حیات کا آغاز

زمین کے بننے کی یہ مختصر داستان سُن لینے کے بعد اب دلمیں یہ شوق پیدا ہوتا ہے کہ دہکتی ہوئی آگ کا کرہ جب ہزاروں یا لاکھوں برس میں سرد ہوا اور جم گیا تو اس پر

یہ تمام ذی حیات کہاں سے آگئے جو آج اسکے سینہ پر سوار ہیں۔ اسکے متعلق سائنس یہ کہتی ہو کہ جب لاکھوں برس فضا میں گھومتے رہنے کے بعد زمین سرد ہوئی تو سب سے پہلے پانی کے سمندر اس پر نمودار ہوئے! اور انہی سمندروں میں سب سے پہلے کہیں سے وہ چیز آگئی جو خود حرکت کر سکتی تھی۔ یہ متحرک بالذات چیز یا حیات یا مادۂ حیات ہزارہا سال تک سمندر ہی میں نشوونما پاتا اور نئی نئی صورتیں اختیار کرتا رہا تاآنکہ رفتہ رفتہ اسنے خشکی کی جانب بھی قدم بڑھائے اور بالآخر تمام روئے زمین پر قبضہ کر لیا، خشکی اور تری دونوں میں اس مادۂ حیات نے کروروں قسم کی عجیب عجیب شکلیں اختیار کیں کہیں اس کی صورتیں خوشنما اور دلفریب تھیں اور کہیں خوفناک اور مہیب، گھڑیال اور ناکے اور شیر اور ہاتھی بھی اسی کے جلوے کے مظہر تھے، اور سبزۂ وگل اور قمری وبلبل میں بھی اسی کی لطافتیں اپنی بہار دکھا رہی تھیں۔ مادۂ حیات کی جلوہ پاشیاں جاری تھیں کہ یکایک منصۂ شہود پر ایک ایسی ہستی جلوہ افروز ہوئی جسمیں غور وفکر کرنے کی اہلیت بھی تھی اور بولنے چالنے اور اپنی مرضی اور ارادہ سے کام کرنے کی قدرت بھی اسکے ہاتھ پاؤں کچھ بہت بڑے بڑے نہ تھے نہ یہ کسی غیر معمولی جسمانی طاقت کا حامل تھا اس لئے اس کا ایسے حالات میں زندہ رہنا کہ جب ہر چہار جانب سے وہ اپنے سے بہت زیادہ طاقتور اور بہت زیادہ جسیم جانوروں سے گھرا ہوا تھا، بہت ہی دشوار معلوم ہوتا تھا۔ یہ انسان تھا، اور اسے نہ شیر اور ہاتھی کچھ نقصان پہونچا سکے نہ گھڑیال اور گرگٹ۔ وہ زندہ بھی رہا، اور ایک ایک کرکے اپنے اپنے تمام حریفوں پر فتح بھی حاصل کی اور آج تمام روئے زمین پر خدا کی طرف سے وہی حکومت کر رہا ہو۔

(باقی آئندہ) سعید احمد

کیا مذہب کامیابی کا دشمن ہے؟

ہماری بدنصیبی، بلکہ زیادہ صحیح یہ ہوگا کہ ہماری بداعمالی کی بدولت آج نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہو کہ دُنیا کے ایک بہت بڑے حصے میں مذہب کو کامیابی کا دشمن کہا جاتا ہو، اور عام خیال یہ ہو کہ مذہب کی پابندی کرنے کے بعد انسان کسی قسم کی دُنیاوی ترقی نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ ایک ایسی رائے ہو جو غصہ اور جوش کی حالت میں بے سوچے سمجھے قائم کر لی گئی ہو۔ اور دوبارہ اسپر غور کرنا فضول خیال کیا جاتا ہو۔ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ مذہب اور خدا کا نام لیکر بہت سے مذہبی پیشواؤں نے ایسی ایسی سفاکانہ اور بیدردانہ حرکتوں کا ارتکاب کیا ہو کہ جنھیں دیکھ اور سُن کر شیطان کا بھی دل کانپ جائے گا، لیکن یہ کہاں کا انصاف ہو کہ ان حرکتوں کے لئے ان چند انسانوں کو ذمہ دار قرار دینے کی بجائے انہیں مذہب کے سر تھوپا جاتا ہو۔ کیا بالکل اسی قسم کی حرکتیں ان لوگوں سے بھی سرزد نہیں ہوتیں جو ملکی قانون کو اپنا مذہب خیال کرتے ہیں اور اگر ہوتی ہیں تو پھر کیوں نہیں ملکی قانون پر بھی وہی الزام عائد کیا جاتا جو مذہب پر لگایا گیا ہی؟

حقیقت یہ ہو کہ یورپ میں زمانۂ متوسط کے پادریوں نے مذہب کی آڑ میں کچھ ایسی شرمناک حرکتیں کیں کہ عوام کو ان سے اور انکے ساتھ ہی مذہب سے نفرت ہو گئی۔ انھوں نے یہ سمجھنے کی کوشش نہ کی کہ پادریوں نے جو کچھ کیا وہ مذہب کی پابندی تھی یا مذہب سے بغاوت۔ مذہب کا مقصد اسکے سوا اور کچھ نہیں ہو کہ ایک انسان کو بہتر سے بہتر انسان بنا کر اس کی زندگی کو زیادہ سے زیادہ کامیاب کر دے اور یہ واقعہ ہو کہ اگر مذہب میں فضولیات اور لغویات کو دخل نہ ہو بلکہ سچے دل سے صرف ان احکام کی پابندی کیجائے جو خدا کی طرف سے ہمیں ملے ہیں تو ہماری کامیابی میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ اگر آج ہم کامیاب نہیں ہیں تو اس کا باعث صرف یہی ہو کہ ہمارا عمل مذہب کی ہدایتوں پر نہیں ہو۔ ہم زبان سے اپنے آپ کو مذہب کا پابند کہتے ہیں لیکن ہمارے اعمال اکثر مذہبی احکام کے خلاف ہیں۔ مذہب زبان کا نہیں بلکہ عمل کا نام ہو اور ہم صرف اسی صورت میں ایک مذہبی آدمی ہو سکتے ہیں کہ جب ہماری تمام زندگی ہمارے مذہب کی تفسیر ہو۔ ہم زبان سے اپنے آپکو مسلمان کہکر اگر چوری یا زنا یا قتل کے مرتکب ہوں تو ظاہر ہو کہ ہماری زندگی اسلام کی تفسیر نہیں ہو کیونکہ اسلام نے ہمیں ان کاموں سے منع کیا ہو۔ عملاً مذہب کے پابند ہو کر اگر ہماری زندگی ناکام ہو تو بیشک مذہب پر الزام عائد ہو سکتا ہو لیکن ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ خدائے پاک نے ہم سے وعدہ کیا ہو کہ اگر تم ایمان والے ہو تو تمھیں سب پر فائق رہوگے۔ اگر ہم سب پر فائق نہیں ہیں تو ظاہر ہو کہ یا تو نعوذ باللہ خدا کا وعدہ غلط ہو، اور اگر خدا کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا تو خود ہمارے اسلام اور ایمان میں خامی ہو، جو ہمیں کامیاب نہیں ہونے دیتی

(سعید احمد)

کامیابی کو کامیاب بنانے اور اُسکی اشاعت بڑھانے میں آپکی امداد کی ضرورت ہے

مذہبی غلط فہمیاں

جو ہماری کامیابیوں میں مخل ہو رہی ہیں

یہ عنوان کامیابی میں مستقل رہیگا اور اُسکے تحت میں ایسے مضامین درج کئے جائیں گے جن سے وہ مہلک غلط فہمیاں رفع ہوں جو مذہب اور اسلامی تعلیمات کے متعلق مسلمانوں میں عام طور پر پھیلی ہوئی ہیں اور جو ان کی دُنیاوی اور اخروی کامیابیوں میں مخل ہو رہی ہیں۔ اس باب کے مضامین سے انشاء اللہ اُن لوگوں کو بھی جو نفع پہنچیگا جو مذہب کو انسانی کامیابی کا دشمن سمجھ کر اُس سے برگشتہ اور اُس کی برکات سے بے بہرہ ہوگئے ہیں اور اُن کو بھی جو مذہب کی پابندی کے دھوکہ میں باطل توہمات اور لغو اعمال میں مُبتلا ہو کر اپنی دُنیا اور عاقبت کو خراب کر رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

عبادت اور معاملت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کی صلح جو کفار مکہ کے ساتھ کی تھی اسکی شرطیں مسلمانوں کے لئے بہت کچھ باعث ذلت و توہین تھیں یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان شرطوں پر غصہ آگیا اور اسلام کی محبت کے جوش میں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس موقع پر کسی قدر تیزی اور سختی کے ساتھ گفتگو کی، لیکن اس ہادی برحق نے اسوقت اپنی اور اپنی جماعت کی توہین صرف اس لئے گوارا فرمائی کہ اسطرح صلحنامہ مکمل ہوتا تھا اور مسلمانوں کو کفار میں اور کفار کو مسلمانوں میں آنے جانے کا اور خلا ملا رکھنے کا موقع ملتا تھا اور اب ہر شخص دیکھ سکتا تھا کہ اسلام نے مسلمانوں میں کیسی کیسی اخلاقی خوبیاں پیدا کردی تھیں۔ مسلمانوں کے اعلیٰ اخلاق کو دیکھ کر ممکن نہ تھا کہ کفار ان کی طرف مائل نہ ہوتے۔ چنانچہ یہی ہوا کہ مسلمانوں کی سچائی، ایمانداری، انصاف، رحمدلی، ہمدردی بنی نوع، مساوات، ایثار اور خلوص وغیرہ کو دیکھ دیکھکر کفار جوق درجوق آنے اور خدا اور اسکے رسول پر ایمان لانے لگے، یا تو مسلمانوں کے اخلاق اسقدر عالی تھے کہ انکے بھروسے پر، اور اس اُمید میں کہ ایسے اچھے اخلاق دیکھ کر لوگ خود بخود مسلمانوں کے اور اسلام کے گرویدہ ہوجائینگے، بہت کچھ ذلت آمیز شرائط پر صلح کرلی گئی تھی، یا بدقسمتی سے آج یہ عالم ہے کہ اخلاقی پستی میں ہمارا نام مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس اخلاقی پستی کا سبب اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ مدت مدت سے جمتے جمتے اب یہ خیال ہمارے دلوں میں راسخ ہوگیا ہے کہ اسلام ہم سے صرف یہ چاہتا ہے کہ اُلٹی سیدھی نماز پڑھ لیا کریں اور مر گر کر کسی نہ کسی طرح رمضان کے روزے رکھ لیا کریں۔ مسلمانوں کے نزدیک آج عبادت الٰہی صرف نماز اور روزہ کا نام ہے، اور اتنا کرلینے کے بعد اگرچہ زبان سے ایسا نہ کہیں لیکن ہم سمجھتے یہی ہیں کہ اب ہم آزاد ہیں اور ہمیں حق حاصل ہے کہ جو چاہیں کرتے پھریں، خود اپنے متعلق تو نہیں، مگر دوسروں کے متعلق لوگ اکثر یہ کہتے بھی دیا کرتے ہیں کہ "بھئی عیب تو اسمیں بہت سے ہیں اور شاید ہی کوئی بُرا کام اس سے بچا ہو، لیکن ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ نماز اسکی کبھی قضا نہیں ہوتی" اس قسم کے فقروں سے اس ذہنیت کا اندازہ ہوجاتا ہے جو آجکل مسلمانوں کی ہوگئی ہے اور سمجھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ ایسا کہنے والے کے خیال میں نماز باقی تمام گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہے۔

یہ خیال قطعاً غلط ہے۔ نماز کبھی کسی گناہ کا کفارہ نہیں ہوسکتی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ایسی نماز نماز ہی نہیں ہے جو انسان کو گناہوں سے اور بُرائیوں سے نہ روک سکے۔ نماز صرف اس لحاظ سے عبادت یا بندگی ہے کہ ہم خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر اس بات کا اقرار کیا کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، ورنہ فی الحقیقت عبادت یا بندگی تو ہمارے اُن کاموں کا نام ہے جو نماز سے الگ ہو کر ہم تمام دن اور رات میں کریں۔ کیا اسے بندگی کہا جاسکتا ہے کہ ہم زبان سے تو جا کر یہ کہہ آئے کہ ہم صرف تیری ہی عبادت کیا کرتے ہیں اور مسجد سے باہر نکلتے ہی کئے تمام وہ کام کہ جن کے کرنے سے ہمیں منع کیا گیا ہے اور ایسے کام کرنے کی طرف کوئی توجہ نہ کی جن کے کرنے کا ہمیں حکم ملا ہے بندگی اور غلامی کا دعویٰ تو اسوقت صحیح ہوسکتا تھا کہ جب ہم ہر کام خدا کی مرضی اور خدا کے حکم کے مطابق کرتے۔ ہمارا کھانا، پینا، سونا، جاگنا، چلنا پھرنا، غرضکہ ہر کام عبادت میں داخل ہے اگر ہم اسے خدا کے احکام کے مطابق کریں لیکن اگر ہم رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے صرف اس ایک گھنٹہ میں کہ جو مختلف نمازوں میں صرف ہوتا ہے

زبان سے یہ کہدیا کریں کہ ہم تیری بندگی کرتے ہیں اور باقی ۲۳ گھنٹوں میں عملاً بندگی کریں اپنے نفس کی تو کیا اسے عبادت کہا جا سکتا ہے، یا نماز میں جو اقرار عبودیت ہمنے کیا تھا اس کی کوئی وقعت ہو سکتی ہے؟

اگر ہم اپنے تمام کام مرضی الٰہی کے مطابق کریں اور اپنی زندگی بالکل انہی اصولوں پر بسر کریں کہ جو مذہب نے سکھائے ہیں لیکن نماز نہ پڑھیں تو اگرچہ یہ ایک گناہ تو ضرور ہوگا لیکن چونکہ ہمنے تمام عمر خدا کی بندگی کی ہے اور ایک غلام کی طرح اسکے تمام حکموں کو مانا ہے اس لئے قوی اُمید کیجا سکتی ہے کہ اس ایک گناہ کو خدا معاف کر دیگا، لیکن اگر حالات اسکے برخلاف ہیں اور ہم نے نمازیں پڑھ پڑھ کر چوریاں اور ظلم اور قتل کئے ہیں اور جھوٹ بولے ہیں تو اسکی کبھی اُمید نہیں کہ ہماری وہ نمازیں بھی درگاہ باری تعالیٰ میں مقبول ہو جائیں۔ وہ شخص کہ جو دل سے خدا کا بندہ ہے اور جس کی تمام زندگی احکام مذہب کی عملی تفسیر ہے لیکن کسی وجہ سے وہ نماز نہیں پڑھتا ایک ایسے شخص سے بہت بہتر اور بہت زیادہ سچا مسلمان ہے کہ جو صرف زبان سے تو دن میں ۵ مرتبہ خدا کا بندہ ہونے کا اقرار کر لیا کرے لیکن دل سے اور عملی زندگی میں شیطان کا بندہ اور پجاری ہو۔

حقیقت تو یہ ہے جو اوپر بیان ہوئی اور حالات یہ ہیں کہ آج ہم میں ایسے لوگ ڈھونڈے نہیں ملتے جنھوں نے مذہبی اصول کے مطابق اپنی زندگیوں کو سُدھارا ہو اور جو مذہب کے احکام پر عمل پیرا ہو کر نیک، اچھے، اور لائق انسان بن گئے ہوں۔ آج اگر ہم نماز پڑھنے جاتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ ہم پر خدا نے فرض کی ہے بلکہ صرف اس لئے کہ لوگ ہمیں متقی اور پارسا خیال کریں اور اہل محلہ میں ہمیں کافی عزت حاصل ہو جائے۔ گھر سے مسجد تک جاتے جاتے راستے میں دس مرتبہ مختلف شخصوں سے ہم کسی نہ کسی صورت میں یہ ضرور کہہ دیتے ہیں کہ ہم نماز پڑھنے جا رہے ہیں اور اسی طرح واپسی میں بھی سب کو جتایا جاتا ہے کہ ہم نماز پڑھ کر آئے ہیں۔ روزہ اگر رکھتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہمنے تمام دنیا کی گردن پر کوئی احسان عظیم کیا ہے اور اب ہر مسلم اور غیر مسلم کا فرض ہے کہ ہمارا اور ہمارے روزہ کا پورے طور پر احترام کرے۔ زبردستی اور بالکل ناجائز طریقہ پر پڑوسی کی زمین کا کچھ حصہ اپنے مکان میں شامل کر لینے کے بعد ہمیں قطعاً کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی اور اگر وہ نماز نہیں پڑھتا ہے تو ہم نہایت فخر کے ساتھ اہل محلہ کے سامنے اپنے اس کارنامہ کا ان لفظوں میں ذکر کر دیتے ہیں کہ "میں نے نذیر کو بڑا دیا تو سمجھایا تھا کہ خدا کے بندے تو اور چاہے جو کچھ کیا کر مگر نماز ضرور پڑھ لیا کر مگر اس کی سمجھ میں نہ آیا آخر کو میں نے بھی اسے یہ سزا دی ہے کہ اسکی زمین تھوڑی سی دبا لی ہے اب بچہ روتے پھرتے ہیں، اور میں تو سچ کہدوں مجھے گز آدھ گز زمین کی کوئی ضرورت تھوڑی ہی تھی، وہ اب نماز پڑھنے لگے تو میں تو آج واپس کر دوں بلکہ گز آدھ گز اپنے مکان میں سے دیدوں"

حالانکہ یہ واقعہ ہے کہ اگر نذیر معمولی نمازوں کے علاوہ تہجد اور اشراق بھی پڑھنا شروع کر دے تب بھی یہ حضرت اسی فکر میں رہنگے کہ موقع ملجائے تو گز بھر زمین اس کی اور دبا لوں۔

اخلاقی پستی قوم کی تباہی کا پیش خیمہ ہوا کرتی ہے۔ اور اگر خدانخواستہ ہماری یہی ذہنیت رہی اور ہم اسی طرح زبانی نماز کو عین عبادت اور عین مذہب تصور کرتے رہے تو ہمارے لئے قانون الٰہی بدل نہ جائے گا۔ بُرے انسان رہ کر ہم اچھے مسلمان کسی طرح نہیں بن سکتے۔ مسلمان صرف ایک اچھے انسان ہی کا دوسرا نام ہے۔ اسلام صرف اسی لئے آیا ہے کہ ہمیں انسان کامل بنا دے۔ اگر ہم اسکی ہدایات پر عمل کرنا نہیں چاہتے تو یہ ہمارا اپنا قصور ہے اور اس کا نتیجہ بھگتنے کے لئے ہمیں تیار رہنا چاہئے جو اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ ہم ذلیل و خوار ہو کر تباہ و برباد ہو جائیں اور اُن لوگوں کے لئے جگہ خالی کر دیں جو ہم سے بہتر انسان ہیں۔

(سعید احمد)

تقدیر اور تدبیر

مسلمانوں میں مسئلہ تقدیر کے متعلق کچھ ایسی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں کہ جن کی وجہ سے قوم کی ایک بہت بڑی تعداد سست، کاہل، اور نکمّی ہو کر رہ گئی ہے۔ عام طور پر تقدیر کا مفہوم یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہمارے کاموں میں ہمارے ارادہ اور ہماری کوشش کو قطعاً کوئی دخل ہی نہیں ہے اور کسی کام کے متعلق ہماری سعی اور ہماری جدّ و جہد طفل تسلی سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ ہر ناکامی کے موقع پر ہم بجائے اسکے کہ اپنی غلطی اور اپنے قصور کو معلوم کر کے اس پر نادم ہوں اور آئندہ کے لئے اس کی تلافی کی کوشش کریں، ہم نہایت بے تکلفی اور بیباکی سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہماری قسمت ہی میں یہ لکھا تھا۔ اسی طرح ایسے موقعوں پر کہ جب کسی کام کے متعلق ذرا دوڑ دھوپ کرنے کی ضرورت ہو تو ہماری سُستی ہمیں ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنے کے لئے یہ لغو اور فضول عُذر سکھا دیتی ہے کہ ہمارے

سکتے کیا ہو سکتا ہے ہمنے تو اتنا سب کام خدا پر چھوڑ دیا ہے وہ جیسا چاہے کرے۔

اس قسم کے فقروں میں چونکہ کسی قدر خدا کی عظمت کا بیان بھی ہوتا ہے اس لئے سننے والے بھی فوراً سر جھکا لیتے ہیں اور بلا کسی اعتراض کے ان عذرات کو قبول کر لیتے ہیں، حالانکہ یہ واقعہ ہے کہ دل میں نہ کہنے والا اپنے ان فقروں سے مطمئن اور نہ سننے والا، ایک طرف کاہلی اور کام سے نفرت جسے کام نہ کرنے کے لئے کوئی بہانہ چاہیئے غلط تاویلیں کرکے خواہ مخواہ بھی اس عذر کو معقول بنا دیتی ہے، اور دوسری طرف خدا کا نام اور خدا کا ذکر آجانا اس بات کے لئے کافی ہوتا ہے کہ اب اسکے بعد جو کچھ بھی کہا جائے اسے بلا چون و چرا کے تسلیم کر لیا جائے۔

"خدا کے حکم کے بغیر ایک ذرہ بھی نہیں ہل سکتا" بالکل صحیح اور بالکل درست ہے لیکن یہ کیوں سمجھ لیا گیا ہے کہ ہم اپنی مرضی اور اپنے ارادہ سے جو کچھ کرتے ہیں اسمیں خدا کی مرضی کو کوئی دخل نہیں ہے۔ مرضی اور ارادہ کی طاقت ہم میں کہاں سے آئی؟ ہمیں یہ طاقت خدا ہی نے تو بخشی ہے پھر ظاہر ہے کہ اس طاقت سے کام لے کر ہم جو کچھ بھی کرینگے وہ درحقیقت خدا ہی کے حکم سے کیا ہوگا۔ مشین سیدھی چلے یا اُلٹی فی الحقیقت وہ اس شخص کے حکم اور اُس شخص کی مرضی کے ماتحت چل رہی ہے کہ جسنے اسمیں کمانی اور پُرزے لگائے ہیں۔ ہم مجبورِ محض ہیں اس حد تک کہ ہم ارادہ اور مرضی کی قوت پیدا نہیں کر سکتے، اور ہم مجبور و ناچار ہیں اس عالم میں کہ نظام عالم کے جو قوانین خدا نے بنا دیئے ہیں انھیں نہیں توڑ سکتے، لیکن اپنے افعال کے متعلق ہم بالکل آزاد اور خود مختار ہیں اور جو کچھ بھی چاہے اسکے کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ اب اگر ہماری کوششیں اس کام کے وہ تمام اسباب فراہم کر لیں گی کہ جو اس کام کے لئے خدا نے مقرر کر دئے ہیں تو وہ کام ہو جائے گا اور اگر ان اسباب میں سے ایک بھی کم رہ گیا تو دُنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں کر سکتی۔ اگر ہم اس قدر مجبور ہوتے کہ اپنی مرضی سے کچھ بھی نہ کر سکتے تو پھر ہمیں مرضی اور ارادہ کی قوتیں ہی کیوں دیجاتیں۔ قدرت مسرف اور فضول خرچ نہیں ہے کہ اپنی قوتیں یونہی بیکار بانٹتی پھرے۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں ہمارا کچھ دخل ہی نہ ہو تو پھر سزا اور جزا بالکل بے معنی باتیں ہو جائیں گی۔ کیا نعوذ باللہ خدا اس قدر نامنصف ہے کہ ہمیں نیکی یا گناہ کرنے کا اختیار دئے بغیر غلطی کرنے پر ہم سے بازپرس کریگا؟ خدا منصف اور عادل ہے اور وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتا کہ اپنے کاموں کے لئے انسان کو سزا دے۔ ہمیں صاف صاف بتا دیا گیا ہے کہ "انسان کو ایسی کوئی چیز نہیں مل سکتی کہ جس کے لئے وہ کوشش نہ کرے" اور خدا کا قول جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ ہمیں صرف وہی چیزیں مل سکتی ہیں کہ جن کے لئے ہم کوشش کریں اس لئے اپنی بہتری اور فلاح کے لئے سچے دل سے کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔ ایک کسان ایسا تو ہرگز نہیں کر سکتا کہ چنے بو کر گیہوں پیدا کرلے کیونکہ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے، لیکن جہاں تک کسی چیز کے بونے کا تعلق ہے کسان بالکل آزاد ہے کہ چاہے بوئے یا نہ بوئے اور چاہے گیہوں بوئے یا چنے، محنت اور کوشش کرنے کے بعد اسکا پھل پانا قانون قدرت ہے، اور ہم بھی اگر محنت کرینگے تو پھل پائینگے، محنت کرنے والی قوموں کے حالات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ ڈھونڈنے والے برابر پا رہے ہیں اور عزت و ہمت کے ساتھ قدم آگے رکھنے والے برابر بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر ہمیں کچھ مل جائے گا تو یہ ہماری انتہائی حماقت ہے۔ کچھ لینا ہے تو اسکے لئے کوشش کرنی ہوگی اور آگے جانا ہے تو ضرور قدم اُٹھانا پڑے گا۔

(سعید احمد)

کامیابی میں تصویریں

دل چاہتا تھا کہ کامیابی کا پہلا ہی پرچہ اُن تمام خوبیوں اور خصوصیتوں سے مزین ہو کر نکلے جو ہمارے پیش نظر تھیں اور ہیں لیکن کمپنی کے ابتدائی انتظامات کی مصروفیتوں کی وجہ سے ہماری یہ خواہش پُوری نہیں ہو سکی۔ انشاء اللہ دو تین ہی مہینے کے بعد کامیابی میں دُنیا کے کامیاب اور مشہور و معروف لوگوں کی تصویریں اور بلند ہمت لوگوں کے مصور کارنامے اور مصور قصے چھپنے لگیں گے جو انشاء اللہ بہت دلچسپی سے پڑھے جائیں گے اور بہت مفید ثابت ہونگے۔

ہم یہ طے کر چکے ہیں کہ کامیابی کو اُردو کا ایک بہترین باتصویر علمی رسالہ بنا دیں اور ہم کو یقین ہے کہ ہم بہت جلد اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہوں گے۔

مینجر "کامیابی"

تندرستی

اس عنوان کے تحت میں "کامیابی" آپ کو یہ بتایا کریگا کہ آپ اپنی جسمانی صحت کو درست رکھنے میں کس طرح کامیاب ہوسکتے ہیں تندرستی کے متعلق جو غلطیاں عام طور پر سرزد ہوتی ہیں اور جن کی وجہ سے بہت سی ایسی زندگیاں ناکام رہجاتی ہیں کہ جن میں کامیاب ہونے کی اور تمام علامات موجود تھیں، ان سے اپنے قارئین کو آگاہ کرنا نیز اس قسم کی غلطیوں کا اگر وہ سرزد ہوچکی ہیں مناسب تدارک بتانا بھی انہی کالموں سے متعلق ہوگا۔ (ایڈیٹر)

انسان کے چار دشمن

مچھر، مکھی، پسّو، اور کھٹمل دیکھنے میں کیسے ہی حقیر اور ناتواں سہی، لیکن واقعہ یہ ہی کہ جتنے انسانوں کا خون ان چار بظاہر ذلیل اور بے طاقت ہستیوں کی گردن پر ہی اتنا کسی اور کی گردن پر نہ ہوگا۔ بڑی سی بڑی لڑائیوں میں جانوں کا اتلاف اگر بہت ہوسکتا ہی تو دو چار لاکھ، چھ لاکھ، دس لاکھ، لیکن ان آستین کے سانپوں کے ہاتھوں اتنے انسان مرچکے ہیں اور برابر مرتے رہتے ہیں کہ ان کا شمار کرنے کے لئے گنتی کا کوئی درجہ باقی نہیں رہتا۔

مچھر کی عداوت کی کہانی تو اتنی پرانی ہی کہ اسے بیان کرنے کے لئے بابل اور نینوا کی سلطنت کے آغاز کا زمانہ پیش نظر رکھنا پڑے گا کیونکہ نمرود جیسے طاقتور اور مغرور بادشاہ کی موت بھی اسی کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ اسکی ہمیشہ سے یہی عادت رہی ہی، اور آج بھی وہ اپنی اسی عادت پر قائم ہی کہ انسانوں ہی کا خون چوس چوس کر لیتا اور پرورش پاتا ہی اور انہی انسانوں کے خون میں ادہر ادہر سے لاکر ملیریا بخار کا زہر ملایا کرتا ہی۔ اب یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہی بلکہ اب تو خورد بین نے اس کا تمام راز روز روشن کی طرح آشکارا کردیا ہی، اور اب ہمیں اچھی طرح معلوم ہوچکا ہی کہ یہ ذرا سا کیڑا کیا کچھ کرسکتا ہی۔ یونان کی عظمت اور یونانیوں کی دلیری اور طاقت کی داستانیں آجتک تمام یورپ میں دہرائی جاتی ہیں اور یہ بات عام طور پر تسلیم کرلی گئی ہی کہ اسپارٹا کے بہادروں کی طرح کے انسان اس زمین کا کوئی خطہ نہ پیدا کرسکا لیکن یہ معلوم کرکے کس قدر حیرت ہوتی ہی کہ اس فخر بنی نوع قوم کو جس چیز نے ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد کردیا وہ ملیریا بخار تھا اور کون نہیں جانتا کہ ملیریا بخار کو ایک انسان سے دوسرے انسان تک پہونچانے والا مچھر کے سوا اور کوئی نہیں تھا شیر دل اور پیل تن یونانی کسی طرح اس بخار کی تاب لاسکے اور آہستہ آہستہ تمام قوم کی تندرستی تباہ ہوتی چلی گئی۔

صرف ایک یونان ہی کی تباہی مچھروں کے نامۂ اعمال میں نہیں لکھی ہوئی ہی بلکہ اٹالیہ کی تباہی میں بھی ان کا ہاتھ بہت کافی ہی، اور بہت سے مورخین اب بھی رائے رکھتے ہیں کہ یونان کی طرح اٹلی بھی ملیریا ہی کی بھینٹ چڑہا۔

اٹالیہ اور یونان تو بہت دور کے ملک ہیں، اور ان کی تباہی کو بھی بہت کافی زمانہ گذر چکا، ہم ملیریا اور مچھر کے کارناموں کو خود اپنے ہندوستان میں کیوں نہ دیکھ لیں۔ بنگال میں جاکر دیکھئے تو گانوں کے گانوں ایسے ملینگے کہ جنمیں ایک فرد واحد بھی اس موذی مرض سے بچا ہوا نہیں ہی، اور عورتیں ہوں یا مرد، جوان ہوں یا بوڑھے سب کے چہرے زرد ہیں، تلیاں سوجی ہوئی ہیں، پیٹ ٹھبے ہوئے ہیں اور جسم میں ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا خون کا نام نہیں ہی۔ یہ حالت صرف ایک صوبہ تک محدود نہیں ہی بلکہ کلکتہ سے کراچی تک اور پشاور سے راس کماری تک جس صوبے میں بھی جاکر دیکھئے گا یہی حالت ملے گی۔ جولائی سے لیکر اکتوبر تک تقریباً ہر شہر، ہر قصبہ، اور ہر گانوں میں یہ حالت ہوتی ہی کہ گھر میں اگر دس آدمی ہیں تو مریض اور معلول تو سب ہی ہیں لیکن دس میں سے کم سے کم ۸ ضرور ہی چارپائی پر پڑے ہوئے ہیں۔ ان چار مہینوں کی خصوصیت اس لئے ہی کہ ان مہینوں میں ہر جگہ پانی بھرا ہوا ہوتا ہی اور مچھروں کو رہنے اور انڈے دے دیکر اپنے لشکر کی تعداد بڑہانے کا خوب موقع ملتا ہی۔

ہندوستانی بالعموم اب اس بخار کی بہت زیادہ پرواہ نہیں کرتے اور ظاہر ہی کہ ایک ایسی مصیبت کو کہاں تک مصیبت سمجھ کر رویا جاسکتا ہی جو رات دن ہمارے سر پر مسلط رہتی ہو، لیکن ہم پرواہ کریں یا نہ کریں حالت یہ ہوگئی ہی کہ قوم کے نوجوان بھی جن کی رگوں میں چڑہتا ہوا خون ہو مُردوں سی بدتر نظر آتے ہیں، اور اگر اتفاق سے کوئی تندرست صورت جسکے ہاتھ پانوں بھی قوی ہوں اور جسم کے چہرہ پر

خون کی بھی دو بوندیں نظر آتی ہوں نظر کے سامنے آجاتی ہو تو ایک تعجب سا ہوجاتا ہو۔

آزادی اور سوراج کی تمنا بے شک ہر دل میں ہو اور ہونی چاہیے، لیکن سوال یہ ہو کہ کیا یہ "مچھر" ہمیں کبھی اس قابل ہونے دینگے کہ ہم بھی انسان کہلائیں اور آزاد رہنے کی اہلیت ہم میں پیدا ہوجائے۔

مکھی کے متعلق فیصدی پچانوے ہندوستانیوں کا فیصلہ یہ ہوگا کہ یہ بے ضرر چیز ہو اور اس سے زیادہ ہمیں کوئی تکلیف نہیں پہونچاتی کہ ادہر اُدہر سے آکر ہمارے منہ اور ہماری ناک میں گھسنے کی کوشش کیا کرتی ہو۔ لیکن کیا یہ رائے درست بھی ہو؟ کاش وہ درست ہوتی!!

مچھر تو صرف ایک ہی مرض کے جراثیم ہمارے خون میں پہونچایا کرتا ہو لیکن یہ کمبخت تو بیسیوں بیماریاں پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہو۔ ہیضہ، اسہال، پیچش، موتی جہرا، سل، نمونیا غرضکہ مہلک اور تکلیف دہ امراض میں زیادہ تر ایسے ہی ہیں جن کے پھیلنے کا باعث مکھی ہوتی ہو۔ ہر قسم کی غلاظت پر جاکر بیٹھ جانا اس کا کام ہو۔ تھوک ہو یا بلغم، پیپ ہو یا خون اور پیشاب ہو یا پاخانہ غرض کہ اس قسم کی ہر چیز پر بیٹھ کر تھوڑی دیر تک تو اسے کھاتی رہتی ہو اور وہاں سے جب غلاظت میں سنتے ہوئے پر اور لتھڑی ہوئی ٹانگیں لیکر اُٹھتی ہو تو آکر سیدھی یا تو ہمارے منہ پر بیٹھتی ہو یا ہمارے کھانے کی چیزوں پر۔ گویا ہمارا منہ اور ہماری روٹیاں اس کا تولیہ ہیں جس سے آکر وہ اپنی سنی ہوئی ٹانگیں پونچھا کرتی ہو۔ ان غلاظتوں میں جس قسم کے جراثیم بھی ہوتے ہیں وہ ہمارے کھانے کے ساتھ ہمارے پیٹ میں جاتے ہیں اور ہمیں طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہو کہ برسات کے موسم میں بچوں کی آنکھیں دُکھنے آتی ہیں تو ایک ساتھ سب بچوں کی آنکھیں آجاتی ہیں اور بچوں ہی پر کیا منحصر ہو بڑوں کی بھی آنکھیں دُکھنے لگتی ہیں۔ مائیں بیچاریاں یہ سمجھتی ہیں کہ یہ شاید مرطوب آب و ہوا کا اثر ہو لیکن فی الحقیقت وہ انہی مکھیوں کی مشق ستم کا ایک نمونہ ہوتا ہو۔ یہ پہلے ایک بچے کی دُکھتی ہوئی آنکھ پر بیٹھتی ہیں اور پہلے تو اس پیپ کو جو اسکی آنکھ سے خارج ہوتی ہو خوب چاٹتی ہیں اور پھر وہاں سے اُڑ کر تندرست بچے یا جوان کی آنکھ پر بیٹھ جاتی ہیں اور اس طرح دُکھتی ہوئی آنکھ کی پیپ انکی ٹانگوں کے ذریعہ سے تندرست آنکھ میں لگتی ہو اور وہ بھی دُکھنے آجاتی ہو۔

کھٹملوں کی یہی ایذا رسانی کیا کم تھی کہ وہ عین اسوقت کہ جب دن بھر کا تھکا ہارا انسان آرام کرنے کے لئے چارپائی پر لیٹتا ہو تو آکر اسے کاٹنا شروع کرتے ہیں اور سونے نہیں دیتے نہ کہ اسپر انھوں نے یہ ستم تازہ مستزاد کر دیا کہ جس طرح مچھر ملیریا کے کیڑوں کو اپنے منہ میں چھپائے پھرتا ہو اور اپنے ڈنک کے ذریعہ سے انسانی خون میں پہنچا دیتا ہو اسی طرح یہ بھی "ری لیپسنگ فیور" کے کیڑوں کو لئے پھرتے ہیں اور ایک سے دوسرے کے پاس پہونچاتے ہیں۔ یہ بخار کمبخت ملیریا سے بھی زیادہ تکلیف دہ اور مہلک ہوتا ہو اور بالعموم اس طرح آتا ہو کہ ایک مرتبہ تین روز تک بخار چڑھا پھر اُتر گیا اور پانچ چھ روز کے بعد پھر تین چار دن کے لئے چڑھ گیا۔

پسوؤں نے جب مچھر اور کھٹمل کی یہ حرکتیں دیکھیں تو اسنے سوچا کہ میں ہی کیوں پیچھے رہ جاؤں، اسنے ان سب سے زیادہ مہلک بخار یعنی طاعون کے کیڑوں کو ایک جسم سے دوسرے جسم تک پہونچانے کا ٹھیکہ لے لیا اور چوہوں کے بدن سے آدمی تک اس بیماری کو پسو ہی لے جاتے ہیں۔

ہم بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں اگر اپنے ان چاروں دشمنوں سے اپنی حفاظت کا انتظام کریں، مچھروں کے لئے تو یہ ہوسکتا ہو کہ رات کو جالی کی مچھر دانی لگاکر سویا جائے تاکہ یہ حضرت قریب ہی نہ پہنچ سکیں۔ یا یہ کہ جو لوگ مچھر دانی بنانے اور لگانے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ معمولی ویسلین میں ذرا سا سنترہ کا تیل ملاکر اور چہرہ اور ہاتھ پاؤں پر ملکر کہ جو کھلے رہتے ہیں، سو جایا کریں۔

مکھیوں کا انتظام اسکے سوا اور کیا ہوسکتا ہو کہ ہم کسی قسم کی غلاظت کو بھی کھلا نہ پڑا رہنے دیں کہ اسپر مکھیاں بیٹھ سکیں، اور اپنے کھانے پینے کی کسی چیز کو بھی کھلا نہ چھوڑیں۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھک کر رکھنے میں یہ فائدہ بھی ہو کہ وہ خاک مٹی سے بھی محفوظ ہوجاتی ہیں۔

کھٹملوں کے لئے چارپائیوں میں گرم پانی ڈالتے رہنا ایک پرانی اور کافی مفید تدبیر ہو، اسکے علاوہ "فلٹ" کے استعمال سے ہر قسم کے کیڑے یا تو مرجاتے ہیں، یا بھاگ جاتے ہیں۔

فلٹ ہر جگہ انگریزی دوا فروشوں سے مل سکتی ہو۔

مختلف امراض کے "ٹیکے"

ٹیکے کا لفظ فی الحقیقت تو چیچک کے ٹیکے کے لئے ایجاد کیا گیا تھا، لیکن اب اسکے مفہوم اور معنی کا وہ دائرہ وسیع ہوگیا ہو اور جسم کے اندر جو دوا بھی کسی خاص مرض کے لئے پہونچائی جائے اسے ٹیکہ لگانا ہی کہتے ہیں بشرطیکہ وہ اسی مرض کے جراثیم سے تیار کی گئی ہو۔ بیماریوں کے جراثیم اس قدر باریک اور چھوٹی مخلوق ہیں کہ ہم کتنی ہی کوشش کیوں نہ کریں اور خواہ ہماری نظر کیسی ہی تیز کیوں نہ ہو پھر بھی ہم انھیں اپنی ان آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔ جراثیم کے ذریعہ سے پیدا ہونے والی بیماریوں

میں سے اکثر کی خصوصیت یہ ہو کہ اگر ایک مرتبہ کسی مریض کو ہو جائیں اور وہ بچ جائے تو پھر کچھ عرصہ تک دوبارہ اسے وہ مرض نہیں ہوتا۔ چیچک کے متعلق تو جہلا تک بھی جانتے ہیں کہ ایک مرتبہ نکلنے کے بعد پھر نہیں نکلا کرتی، یا اگر نکل بھی آئے تو بہت ہلکے قسم کی نکلتی ہو جس سے نہ تو صورت بگڑتی ہو اور نہ جان کا خطرہ ہوتا ہو۔ انسان بہت سی باتیں محض اپنے تجربہ کی بنا پر جانتا ہو لیکن ان کا سبب نہیں بتا سکتا۔ کچھ عرصہ پیشتر تک طبیب اور ڈاکٹر بھی اسکا سبب بتانے سے عاجز تھے کہ ایسا کیوں ہوتا ہو لیکن خوردبین کی ایجاد نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں، اور اب ہم جراثیم کے متعلق پہلے سے بہت زیادہ جانتے ہیں۔

انگلستان میں چیچک کا ٹیکہ سب سے پہلے ۱۷۲۱ء میں ترکی سے گیا تھا اور لیڈی میری ماٹیگو اسے ترکی سے لے گئی تھیں، لیکن اُسوقت وہ اسقدر ہلکا اور بے ضرر نہ ہوتا تھا بلکہ چیچک کے مریض سے ذرا سا چیچک کا مادہ لیکر تندرست انسانوں کے بدن میں داخل کر دیا کرتے تھے۔ اس طریقہ سے حفاظت تو ضرور ہو جاتی تھی لیکن ہر سو آدمیوں میں سے کہ جن کے ٹیکہ لگا ہو ایک یا دو خود ٹیکہ ہی کے نذر ہو جاتے تھے اور اُس زمانہ میں سو میں سے دو آدمیوں کی جان جا کر باقی اٹھانوے کی زندگی چیچک سے محفوظ ہو جانے ہی کو ایک بہت بڑی نعمت خیال کیا جاتا تھا کیونکہ اس زمانے میں یورپ میں چیچک کا زور بہت تھا اور اس سے تیس فیصدی کے قریب موتیں ہو جاتی تھیں۔

بالکل چیچک ہی کی طرح کی ایک بیماری گائے بیلوں میں بھی ہوتی ہو جسے گایوں کی چیچک کہتے ہیں اور سیکڑوں برس کے تجربے نے کسانوں اور گوالوں کو یہ بات سکھا دی تھی کہ اگر دودھ دوہنے والے کے ہاتھوں پر کوئی زخم ہو اور اسمیں گائے کی چیچک کا مادہ لگ جائے تو دوہنے والے کو بھی گائے کی چیچک ہو جاتی تھی۔ یہی جاہل عوام اس بات سے بھی واقف تھے کہ جس کسی کے اس طرح گائے کی چیچک نکل آتی تھی وہ انسانی چیچک سے محفوظ رہتا تھا۔

عوام کے ان تجربوں سے فائدہ اُٹھانے کی ڈاکٹر جینر نے ہمت کی اور اسنے اپنے ہاتھ سے ایک لڑکے کے جسم میں گائے کی چیچک کا مادہ داخل کر دیا۔ لڑکا گائے کی چیچک میں مبتلا ہو کر اچھا ہو گیا اور اب ڈاکٹر جینر نے اسکے جسم میں انسانی چیچک کا مادہ داخل کیا تو اسنے دیکھا کہ اسپر کسی قسم کا کوئی اثر نہ ہوا۔ یہ چیچک کے ٹیکے کی ابتدا تھی جسنے ترقی پا کر موجودہ صورت اختیار کر لی ہو، اور جس کی بدولت انسان نے اپنے ایک بہت ہی بڑے دشمن پر فتح پائی ہو۔ چیچک کا ٹیکہ اب اسقدر مکمل ہو کہ اس سے کسی قسم کی شدید تکلیف پہونچے بغیر ہر بچہ چیچک سے محفوظ ہو جاتا ہو اور اگر سات یا آٹھ سال کی عمر بھر میں ایک مرتبہ ٹیکہ لگوا دیا جائے تو تقریباً مدت العمر کے لئے حفاظت ہو جاتی ہو۔ ایک مرتبہ کے ٹیکہ کا اثر قریب قریب چھ یا سات سال تک رہتا ہو اور اسکے بعد آہستہ آہستہ اسمیں کمی آتی جاتی ہو، یہی وجہ ہو کہ جن لوگوں کے ٹیکہ لگے بہت عرصہ گذر چکا ہو کبھی کبھی انکے چیچک نکل آتی ہو، لیکن اتنا پھر بھی ہوتا ہو کہ مرض میں اتنی شدت اور ہلاکت نہیں ہوتی۔

اصول کے طور پر ایک بات معلوم ہو جانے کے بعد یہ کیسے ممکن تھا کہ تحقیق و تجسس کا شیدائی انسان خاموش بیٹھ جاتا۔ اسنے اسی اصول کے مطابق اور بیماریوں کے ٹیکے بھی ایجاد کرنے کی کوشش کی اور بعض صورتوں میں بہت ہی نمایاں کامیابی حاصل کی۔ وہ اصول کہ جس کی بنا پر تمام ٹیکے ایجاد ہوئے ہیں یہ ہو کہ قدرت نے ہمارے نظام جسمانی میں یہ خاصیت رکھی ہو کہ جب کوئی مضرت رساں اور غیر معمولی چیز ہمارے جسم میں داخل ہو جاتی ہو تو ہمارا نظام جسمانی اسے جلد سے جلد بے اثر کر دینے اور جسم سے نکال باہر کرنے کی کوشش کیا کرتا ہو۔ اسکی بہت ہی بین مثال یہ ہو کہ جب کبھی ہمارے ہاتھ یا پاؤں کی کسی خراش کے راستہ سے کوئی غلاظت یا سمیت ہمارے جسم میں پہونچ جاتی ہو تو ہمارے بدن کے چوکیدار یعنی ہمارے جسم کے غدود اسے روکنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر اسکی مقدار بہت زیادہ نہ ہو تو اسے خون میں نہیں پہونچنے دیتے اور اس کوشش میں وہ غریب خود سخت تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور سوجھ کر پک جاتے ہیں اور جب پھوٹتے ہیں تو وہ سمیت پیپ کے ہمراہ خارج ہو جاتی ہو۔ اسی طرح جب کوئی خراش پہونچانے والی چیز ناک میں پہنچ جاتی ہو تو فوراً چھینکیں آنی شروع ہو جاتی ہیں اور اگرچہ ناک خود زکام میں مبتلا ہو جاتی ہو جو ناک کی جھلی کے متورم ہو جانے کا نام ہے لیکن جہاں تک بن پڑتا ہو اس خارجی شے کو جسم کے اندرونی حصوں تک نہیں پہونچنے دیتی۔ معدہ کی بھی یہی حالت ہو کہ ادھر کوئی ناخوشگوار اور خراشدار چیز اسمیں پہونچی اور اُدھر قے شروع ہو گئی۔

جراثیم خواہ ناک کے راستہ سے داخل ہوں یا منہ کے راستہ سے اور جلد کے مسامات کے ذریعہ سے گھسیں یا زخموں اور خراشوں کے ذریعہ سے۔ بہر حالت و بہر صورت ہمارے خون میں پہونچتے ہیں اور ہمارا خون انکے دفعیہ کے لئے یہ تدبیر کرتا ہو کہ اسمیں فوراً جراثیم ہی کی طرح کے باریک اور نظر نہ آنے والے اجسام پیدا ہو جاتے ہیں جو جراثیم پر حملہ کر کے جلدی جلدی انھیں اپنے اندر لپیٹ لیتے ہیں۔ اگر ہمارا خون کافی تندرست اور اچھا ہو اور کافی تعداد میں "اجسام مخالف" پیدا کر سکا تو ہم مرض پر غالب آجاتے ہیں اور دو چار روز میں تندرست ہو جاتے ہیں لیکن اگر اجسام مخالف کی تعداد ناکافی رہی تو مرض غلبہ حاصل کر لیتا ہو۔

دوسری خاصیت ہمارے جسم میں یہ ہو کہ جب کسی بیماری کے جراثیم کو بیکار کرنے کے لئے ہمارے خون میں اجسام مخالف پیدا ہوتے ہیں تو ان کا اثر کچھ عرصہ تک قائم رہتا ہو اور جبتک ان کا اثر موجود ہو اس خاص مرض کے جراثیم ہمیں بیمار نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہو کہ ایک مرتبہ چیچک وغیرہ کی قسم کی بیماریاں ہو جانے کے بعد ہمیں ان امراض سے تحفظ حاصل ہو جاتا ہو۔

تمام ٹیکے اسی اصول پر بنائے گئے ہیں کہ یا تو خون میں اس مرض کے مُردہ جراثیم داخل کرکے اسمیں مخالف اجسام پیدا کرا دیئے جاتے ہیں تاکہ تحفظ حاصل ہو جائے، یا پھر یہ کیا جاتا ہے کہ اجسام مخالف ہی بنے بنائے تیار رکھے جاتے ہیں اور مریض کے خون میں داخل کر دیئے جاتے ہیں۔

اسوقت تک جن ٹیکوں کے بنانے میں کامیابی ہو چکی ہے اور جن کا اثر اچھی طرح آزمایا جا چکا ہے وہ چیچک، ہیضہ، طاعون اور تپ محرقہ ہیں۔ چیچک کی طرح باقی تینوں امراض کے ٹیکوں کا اثر اس قدر دیرپا نہیں ہوتا اور انکے ذریعے سے جو تحفظ حاصل ہوتا ہے اسکی عمر ۱ ماہ کے قریب ہوتی ہے اسی لئے ہر مرتبہ ان وباؤں کے پھیلنے پر از سر نو ٹیکہ لگوانا لازمی ہوتا ہے۔

بعض امراض میں اجسام مخالف کا ٹیکہ لگانا بہت موثر ثابت ہوا ہے اسی لئے کزاز، ڈفتھیریا، پھوڑے پھنسیوں کا نکلنا یا زچگی کے بخار میں مُردہ جراثیم کی بجائے اجسام مخالف ہی کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے اور اکثر حیرت انگیز کامیابی ہوتی ہے۔ سانپ کے کاٹے کا علاج بھی اجسام مخالف ہی کے ذریعے سے کیا جاتا ہے اور اسمیں بھی نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے اگرچہ یہ ضرور ہے کہ ایک ہی "سیرم" ہر قسم کے سانپ کے لئے کارآمد نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں تحقیقات کا دروازہ ابھی بند نہیں ہوا ہے اور بجا طور پر توقع کیجا سکتی ہے کہ آئندہ کچھ عرصہ کے بعد ہم اور بھی بہت سے امراض پر فتحمند ہونے میں کامیاب ہو جائینگے۔

(سعید احمد)

سو برس تک کس طرح جیئے

ڈاکٹر اسمتھ، مسٹر جان اے اسٹوارٹ، اور مسٹر بار اسپینگلر نے سو برس اور سو برس سے بھی زیادہ زندہ رہنے کے بعد درازی عمر کا جو راز بتایا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

ڈاکٹر اسمتھ کے دس اصول

۱۔ گوشت تا حد امکان کم کھاؤ۔

۲۔ دودھ خوب پیو، اور اگر ناموافقت کرے تو اور بھی زیادہ مقدار میں پیو،

۳۔ دوپہر کے کھانے کے بعد دس یا پندرہ منٹ کے لئے قیلولہ کرلو۔

۴۔ دن رات میں دس گھنٹے سوؤ۔

۵۔ موسم اجازت دے تو باہر سونا چاہیے۔

۶۔ حقہ یا تمباکو نہ پیو۔

۷۔ مٹھائیاں نہ کھاؤ۔

۸۔ کسی قسم کی شراب یا اور نشہ پیدا کرنے والی چیزیں استعمال میں نہ لاؤ۔

۹۔ بے کار اور سست پڑے رہنے کی عادت چھوڑ دو، بے کاری قبر کی سمت کو پہلا قدم ہے۔

۱۰۔ طبعی اور قدرتی طریقوں پر زندگی بسر کرو اور احمق نہ بنو۔

ڈاکٹر صاحب اکثر کہا کرتے تھے کہ دنیا میں جو لوگ سو برس کی عمر سے پہلے مرجاتے ہیں ان کی موت کا باعث "چھری اور کانٹے" ہوتے ہیں۔

مسٹر جان اے اسٹوارٹ کا مقولہ ہے کہ

"میرا طرز عمل ہمیشہ میانہ روی رہا ہے۔ بہت سا کھانا بھی اسی قدر مضر ہے کہ جسقدر بہت سا نشہ پینا۔ میں نے ۸۰ سال سے تمباکو کو ہاتھ نہیں لگایا ہے۔"

مسٹر بار اسپینگلر کی رائے بھی بالکل وہی ہے جو انکے دونوں ساتھیوں کی ہے۔

فیصلہ کرنے میں دیر نہ کیجئے

حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ کا پراسپکٹس آپکے پاس پہونچا ہوگا۔ نہ پہنچا ہو تو اس رسالہ میں اس کا خلاصہ چھپا ہوا ہے پڑھ لیجئے اور پڑھ کر جلد سے جلد اس کا فیصلہ کیجئے کہ آپ اس کمپنی میں حسب مقدرت سرمایہ لگا کر شریک ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ سیکڑوں روپے آپ فضول خرچیوں میں برباد کر دیتے ہیں۔ یہی روپے اگر آپ حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ میں لگا دینگے تو انشاء اللہ آپکے روپے بھی محفوظ رہینگے اور کچھ نفع بھی آپ کو ملتا رہیگا۔

آج آپکے پاس کچھ رقم موجود ہے جس سے آپ کمپنی کے حصے خرید سکتے ہیں، کل ممکن ہے کہ یہ رقم خرچ ہو جائے اس لئے جلد فیصلہ کیجئے کہ آپ کو کتنے حصے خریدنے ہیں اور درخواست کے فارم کی خانہ پری کرکے فوراً بھیج دیجئے۔

ادب و حکمت کے جواہر ریزے

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے روزنامچوں میں سے

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کا روزنامچہ "درویش" اور "منادی" میں کئی سال سے باقاعدہ چھپ رہا ہے اور نہ صرف خواجہ صاحب کے مریدوں، دوستوں اور مداحوں کے طبقہ میں بلکہ مخالفوں اور دشمنوں کے حلقہ میں بھی نہایت دلچسپی سے پڑھا جاتا اور بہت پسند کیا جاتا ہے۔ روزنامچہ کی اس مقبولیت و دلچسپی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اسمیں خواجہ صاحب کے قلم سے اکثر ایسے بے ساختہ فقرے نکل جاتے ہیں جو اپنے ادبی حسن اور ندرت تخیل کے لحاظ سے نہایت دلکش و قابل قدر ہوتے ہیں اور بعض بعض فقرے تو خواجہ صاحب کے روزنامچہ میں ایسے بیش قیمت ملتے ہیں جو دنیا کے بہترین ادبی۔ صوفیانہ، اور حکیمانہ مقولوں کی فہرست میں بلا تأمل درج کئے جا سکتے ہیں۔

صاحبانِ ذوق کی نظریں خواجہ صاحب کے روزنامچہ میں زیادہ تر ایسے ہی فقروں کی متلاشی رہتی ہیں لیکن عام نظریں ان فقروں کے پورے حسن کو روزنامچہ کی دوسری دلچسپیوں میں نہیں دیکھ سکتیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ خواجہ صاحب کے روزنامچہ میں سے ایسے تمام فقروں کو جو کوئی ادبی صوفیانہ یا حکیمانہ حسن رکھتے ہوں انتخاب کر کے کامیابی میں ہر مہینہ شائع کردیا کروں تاکہ یہ بیش قیمت فقرے جو اردو ادب کے لئے مایۂ فخر اور حضرت خواجہ صاحب کی ایک قابل قدر یادگار ہیں ایک جگہ محفوظ ہوجائیں اور قدردانوں کو ان کی تلاش میں روزنامچہ کی ورق گردانی نہ کرنی پڑے۔

یہ فقرے چونکہ ایک ایسے کامیاب انشا پرداز کے قلم سے نکلے ہیں جس کی زندگی ہی اولوالعزمیوں اور کامیابیوں سے بنی ہے، اس لئے کامیابی میں انکی اشاعت مقاصد کامیابی کے لحاظ سے بھی انشاءاللہ بہت مفید اور موزوں ثابت ہوگی۔

(احسان الحق عفرلہ)

دلی تعلق کا اظہار

اُپنے ایک خادم کی خطرناک بیماری کی پریشانی میں لکھتے ہیں:۔

"وہ دُنیا میں نہ ہوں تو میں کیوں رہوں" ۴ر دسمبر ۱۹۲۳ء

پھر مرض میں کمی ہونے پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"۔۔۔۔ مرجاتے تو کیا ہوتا۔ یہ خیال آتا ہے تو وحشت ہونے لگتی ہے۔ دُنیا میں خبر نہیں یہ کیا چیز پیدا ہوئی ہے جو انسان کو پریشان کیا کرتی ہے" ۶ر دسمبر ۱۹۲۳ء

خدا کی صورت

"ایک نو مسلم و نو مرید عورت نے کہا "مجھے خدا کی صورت دکھا دو"، میں نے کہا بغیر آئینہ کے اپنی صورت تو پہلے دیکھ سکنے کی قوت پیدا کر۔ خدا کے دیکھنے کا ارادہ کیوں کرتی ہے؟" ۷ر دسمبر ۱۹۲۳ء

اولاد کی محبت

"وہ (یعنی خواجہ صاحب کی مجھلی صاحبزادی روح بانو) کو حسن بابا کہتے سنا بہت خوشی ہوئی۔ یہی چیزیں ہیں جن سے انسان مال اور اولاد میں مصروف ہو کر خدا سے غافل ہوجاتا ہے" ۸ر دسمبر ۱۹۲۳ء

کشش غالب

"دہلی میں انتخاب کونسل کی دھوم ہے۔ میں ہر تحریک سے علیحدہ ہوں میرا ووٹ کشش غالب خود لے لے گی۔ ۱۰ر دسمبر ۱۹۲۳ء

پچھلی رات کی آواز

"پچھلی رات آواز آئی "تو سدرۃ المنتہیٰ کی تجلی ہے" جاگنے کی خشکی کے سبب ماغی خیالات آواز بنجاتے ہیں۔ میں تجلی ہوتا تو نیند کو اپنے اختیار سے بلا لیتا" ۱۱ر دسمبر ۱۹۲۳ء

جو جانتا ہے کہتا نہیں

"ایک حجت باز نے بہت دیر تک روح کی حقیقت پر جھگڑا کیا۔ کیا اچھی بات منہ سے نکلی جو جانتا ہے کہتا نہیں جو کہتا ہے جانتا نہیں" ۱۵ر دسمبر ۱۹۲۳ء

زیبائش عمل سے ہوتی ہے

انسان کو کپڑا آسائش کے لئے درکار ہے۔ زیبائش تو اُسکے عمل سے ہوتی ہے۔
یکم جنوری ۱۹۲۴ء

خدا دیتا بھی ہے۔ دلواتا بھی ہے

"سنا گھر میں چوری ہوگئی۔ یہ تیسری چوری ہے۔ خدا دیتا بھی ہے۔ دلواتا بھی ہے"
۶ر جنوری ۱۹۲۴ء

مرض میں کیا دیکھا؟

ایک صاحب نے پوچھا مرض میں کیا دیکھا۔ میں نے کہا خدا کو بُرملا دیکھا صحت میں جو نہاں تھا اُسکو عیاں دیکھا اور انسانی ہستی کو مجبور محتار نما دیکھا۔ جب چند سکنڈ کو حرکت قلب بند اور نبض ساقط تھی تو میں ایک بند مکان کا دروازہ تلاش کرتا پھرتا تھا اور گھبراتا تھا۔ ہنسکر بولے تو شاید موت کی بس یہی حقیقت ہو۔ میں نے کہا موت تو نیند کی طرح فرحت بخش شئے ہو اُس کو بیہوشی کی اُلجھن سے کیا نسبت، موت کو تو میں اپنی بیٹی لدّھ سے زیادہ چاہتا ہوں۔ یقین نہ ہو تو آؤ ابھی مر کر دیکھ لیں۔

۲ر فروری ۱۹۲۴ء

حوادث کا نشتر

کل ڈاکٹر محمد عمر صاحب نے بازو پر انجکشن کیا تھا کہ طاقت بڑھیگی۔ میری طاقت تو حوادث کے نشتر سے بڑھا کرتی ہو۔　　۵ر فروری ۱۹۲۴ء

خیالات کے اعضا

بیداری کے سبب اعضا شکنی ہو رہی ہو مگر خیالات کے اعضا درست ہیں۔　　۲۷ر فروری ۱۹۲۴ء

بے تعصبی کی وجہ

جموں کے ہندو اس وجہ سے بے تعصب ہیں کہ ان کی نظر اس دُنیا اور موجودات اور ہستی کائنات پر بہت گہری ہو اور اوپری اختلافات اُن کی وسعت نظر کے سامنے ہیچ ہیں۔　　۲۳ر مارچ ۱۹۲۴ء

درویشی اور بچپن

ایک مسلمان نے سوال کیا، فقیر اور درویش کو بچہ سے مشابہت کیوں دیجاتی ہو۔ میں نے جواب دیا درویش کی شان یہ ہو کہ وہ ایک وقت کا کھانا کھانے کے بعد اس کا فکر نہ کرے کہ دوسرے وقت کیا کھائے گا اور کہاں سے کھائے گا۔ درویش کا دل کینہ و عناد سے پاک ہوتا ہو۔ درویش ہر ادنیٰ اور معمولی چیز میں جمال یار کا متلاشی رہتا ہو اور اس تلاش و دید سے مسرور ہوتا ہو۔ درویش دوست اور دشمن کا فرق نہیں سمجھتا یا کسی کو اپنا دشمن نہیں سمجھتا۔ یہی حال بچّوں کا ہو وہ بھی ایک وقت کا کھانا کھا کر دوسرے وقت سے بے فکر ہو جاتے ہیں۔ کینہ و عناد نہیں رکھتے۔ جھگڑے کو جلدی بھول جاتے ہیں۔ معمولی معمولی چیزوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور کسی کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے۔　　۱۴ر جولائی ۱۹۲۴ء

خدا کہاں ہو

ایک شخص نے پوچھا خدا کہاں ہو۔ جواب دیا وہ کہاں نہیں ہو۔ دوسرے نے سوال کیا ضمیر اور مَن میں کیا فرق ہو۔ جواب دیا ضمیر مَن کی زبان ہو۔ مَن کُل ہو ضمیر اُس کا ایک جزو ہو۔ تیسرا بولا مسمریزم اور توجہ میں کیا فرق ہو۔ جواب دیا مقصد کا فرق ہو۔ مسمریزم کا مقصود دُنیا اور اُس کا تماشا ہو۔ توجہ کا مقصود خدا اور اُسکے جمال کی دید ہو۔　　۱۴ر جولائی ۱۹۲۴ء

بچّوں کی خوشی

خسرو شاہ جب آتے ہیں بچوں کے لئے عجیب غریب کھلونے لاتے ہیں بچّے کھلونوں کو دیکھ کر اسقدر اُچھلتے اور غل شور مچاتے پھرتے ہیں کہ میرا جی گھبراتا ہو قیصر کو جرمنی کا بادشاہ بنا دیا جائے اور گاندھی جی کو ہندوستان کا پریسیڈنٹ تب بھی اُن کو ان بچّوں سے زیادہ خوشی نہیں ہوگی کیونکہ وہ دونوں خوشی کے اُس زمانہ سے گذر چکے ہیں جس میں فطرت معمولی سی چیزوں سے دل کو بہت زیادہ خوش کر دیا کرتی ہو　　۲۰ر جولائی ۱۹۲۴ء

دُنیا کا عیش

انسان اس دنیا کو عیش کا گھر سمجھتا ہو۔ مگر مجھے کوئی آدمی ایسا نہیں معلوم ہوتا جس کو دوامی اور پورا عیش میسر ہو۔ میرا ایمان تو اس حدیث شریف پر ہو کہ دُنیا آخرت کی کھیتی ہو۔ جس طرح کسان اپنے کھیت کی ترقی و حفاظت میں عیش و آرام کی پروا نہیں کرتا اسی طرح ہمکو اس دُنیا میں عیش و راحت سے بے تعلق ہو کر کام کرنا چاہئے۔

۳۰ر جولائی ۱۹۲۴ء

پروانوں کا ستم

روشنی کے پروانے سر کے بالوں میں گھس گئے تھے۔ انھوں نے رات بھر اس طرح ستایا جس طرح لارڈ لٹن گورنر بنگال کو آجکل بنگالی ستا رہے ہیں، مجھے افسوس ہو کہ وہ سب میرے سر کے جنگل میں رات بھر ٹکراتے پھرے اور صبح سب کا خاتمہ ہو گیا۔

۳۱ر جولائی ۱۹۲۴ء

حضرت مسیح کی دعوت

مجھے حضرت مسیح سے بہت پرانی محبت ہو۔ علاوہ پیغمبری کے میں اُنکے بھولے پن اور سادہ مزاجی سے بہت موانست رکھتا ہوں، اگر وہ آجکل کے زمانہ میں ہوتے تو میں اُنکے بالوں میں تیل ڈالتا۔ اُنکے پاؤں دھوتا اور اگر وہ آجکل کے عیسائیوں پر خفا ہوتے کہ مجھ کو خدا کا بیٹا کیوں کہتے ہیں تو میں عرض کرتا کہ آپ اس کا کچھ خیال نہ فرمایئے۔ یہ آپ کو خدا کا بیٹا۔ پوتا کچھ بھی نہیں مانتے۔ ان کو تو روپے کی ضرورت ہو اور روپیہ ہی ان کا خدا ہو۔ آپ کا نام لینا تو محض ایک بہانہ اور ایک فیشن ہو۔　　۳۱ر جولائی ۱۹۲۴ء

سیاست اور محبت

جب میں کوٹھی میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ خسرو شاہ نے راستہ میں اپنا عمامہ بچھا رکھا ہو کہ میرا سر پاؤں رکھتا ہوا جاؤں۔ لاٹ صاحب کے لئے پلیٹ فارم پر بانات بچھائی جاتی ہو مگر اُس میں سیاست ہو۔ عاشق اپنا سر بچھاتے ہیں یا سر کی زینت عمامہ کہ اس کا نام محبت ہو۔　　۲۱ر اگست ۱۹۲۴ء

رزق کا وعدہ

فساد کی خبریں آرہی ہیں، بازار بند ہیں، میرے گھر کا آٹا بھی ختم ہو گیا ہو، بیوی کہتی ہیں کیا کھائینگے میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کا رزق کھائینگے، اُسنے وعدہ کیا ہو وہ دیگا، (۱۷ر جولائی ۱۹۲۴ء)

ادب اور انشائے لطیف

ان ناموں سے جو چیز آجکل عام طور پر ملک کے اخبارات و رسائل پیش کر رہے ہیں اسے دیکھ کر ہمت تو نہ پڑتی تھی کہ "کامیابی" میں ادبیات کا بھی کوئی عنوان رکھا جائے کیونکہ بدقسمتی سے جس چیز کا نام آج ادب لطیف رکھ دیا گیا ہے اس سے زیادہ کثیف ادب اُردو کا شاید ہی کوئی اور شعبہ مل سکے۔ پھر بھی اس خیال سے کہ زبان اور ادب کی ترقی کی علمی راہیں بتانا بھی "کامیابی" کے فرائض میں داخل ہے، اس پُرخار وادی میں قدم رکھنے کی بھی ہمت کر ہی لی گئی، ادب لطیف عام طور پر آجکل اس قسم کے ادب کو کہا جاتا ہے جسکے مطالب معانی ہوا کی طرح "لطیف" ہوں اور انتہائی کوشش کے باوجود بھی کوئی انہیں نہ پا سکے بلکہ بسا اوقات خود مصنف بھی انہیں نہ بتا سکے کہ وہ کیا تھے۔

"کامیابی" اس قسم کا ادب لطیف پیش کرنے سے عاجز ہے اور نہایت فخر کے ساتھ اعتراف عجز کرتا ہے۔ وہ اپنے اصلی نصب العین کو یہاں بھی چھوڑنا نہیں چاہتا اور اسکی کوشش یہی ہوگی کہ ان چند صفحات کے ذریعہ سے کہ جو ادب اور انشائے لطیف کے لئے وقف کئے گئے ہیں جس حد تک بھی بنے ادب اُردو کی ترقی کی کوشش کی جائے اور نقد و تبصرہ کے ذریعہ سے یا دیگر ذرائع سے زبان و ادب کی کامیابی کی راہیں نکالی جائیں۔ (اڈیٹر)

ڈُودیویاں

بعض الفاظ میں ایک خاص کشش پنہاں ہوتی ہے، اور وہ اکثر دوسری زبان والوں کو بھی مجبور کر دیتے ہیں کہ انہیں جلد سے جلد اپنی زبان میں داخل کر لیں "دیوی" کا لفظ بھی اسی قسم کی مقناطیسی کشش سے بھرا ہوا ہے، اور چند ہی روز میں اسنے ادب اُردو میں اپنے لئے ایک خاصی معقول جگہ نکال لی ہے۔ اُردو کا قریب قریب ہر ایک شاعر اور ہر ایک ادیب اس کا دلدادہ بن چکا ہے اور اب ہر چیز کی اور ہر قسم کی دیویاں صفحۂ قرطاس پر جلوہ افگن نظر آتی ہیں۔ اکتوبر ۲۸ء میں "علامہ" سیماب اکبرآبادی کی ایک نہایت ہی شاندار نظم "صبح کی دیوی" کے عنوان سے اخبار "ریاست" دہلی میں شایع ہوئی تھی اس کے بعد جنوری ۲۹ء کے "نگار" میں جناب مولنا نیاز فتحپوری کی ایک نظم "بہار کی دیوی" کے عنوان سے رونق افزائے بزم ادب ہوئی۔ اپنے اپنے رنگ میں دیویاں یہ دونوں بہت اچھی تھیں اگر غریب اُردو اور اُردو کی شاعری کی دیویوں کو ان کی قربان گاہ پر بھینٹ نہ چڑھا دیا جاتا۔ ہمیں سچے دل سے اس امر کا اعتراف ہے کہ ملک کی یہ دونوں مایۂ ناز ہستیاں یعنی "شاعر اعظم" حضرت سیماب اور مولنا نیاز اُردو نثر کو نظم میں تبدیل کر دینا خوب جانتے ہیں، اور صرف یہی نہیں کہ جانتے ہیں بلکہ حقیقتاً اس فن میں بہت کافی مشاق بھی ہیں، لیکن اسکے ساتھ ہی یہ عرض کئے بغیر بھی چارہ نہیں ہے کہ ان بزرگوں کے کلام سے مستفید ہونے کے بعد ہمیں اکثر ایک مشہور ادیب کے اس مقولہ پر نہایت سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے کہ "شاعری نظم کر دینے کی استعداد سے جداگانہ چیز ہے"

"صبح کی دیوی" تو اس اشاعت میں ہدیہ قارئین کیجاتی ہے اور "بہار کی دیوی" آئندہ کسی اشاعت میں پیش کی جائے گی۔ جو کچھ عرض کیا گیا ہے وہ صرف ادبی تنقید ہے۔ اس کا جواب بھی ایسی ہی خوشی سے شایع کر دیا جائے گا بشرطیکہ اسمیں کسی کی ذات پر ناروا حملے نہ ہوں اور وہ صرف ایک علمی بحث تک محدود ہو۔

علامہ سیماب فرماتے ہیں۔

بالوں میں اپنے شب کی گہرائی لے کے اٹھی — اپنی جبیں میں کیف رعنائی لے کے اٹھی
گالوں میں اپنے انجم سیمائی لے کے اٹھی — دلدادہ اک ادائے لیلائی لے کے اٹھی

ہونٹوں میں اپنے رنگیں تنہائی لے کے اٹھی
لو وہ سحر کی دیوی انگڑائی لے کے اٹھی

کسی کے گالوں کا "انجم سیما" ہونا ایک بہت ہی انوکھی بات سہی تاہم اس کا مطلب کچھ نہ کچھ سمجھ میں آ تو جاتا ہے، لیکن صبح کی دیوی کے سر کے بالوں کا ذکر جن میں شب تاریک کی سی گہرائی موجود ہو کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا۔ آخر طلوع صبح میں کالے رنگ کی وہ کونسی چیز ہے جسے علامہ سیماب نے سر کے بالوں سے اور ایسے بالوں سے جو اندھیری راتوں کی طرح سیاہ ہوں تعبیر کیا ہے۔ دیویوں کے سر اور پیر

بالوں کا ہونا تسلیم لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ جب ہم آفتاب کو ایک دیوی فرض کرلیں تو اسکے عارضِ تاباں کی تعریف کرنے سے پہلے اس کے سر پر مصنوعی بالوں کا ایک بدنما جھنڈ بھی کھڑا کردیں، علامہ اس بات سے ناواقف نہ ہوں گے کہ تشبیہ کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ مشبہ میں مشبہ بہ کی تمام صفات پائی جائیں۔ تشبیہ تام بھی ہوتی ہے اور ناقص بھی۔ پھر غریب صبح کی دیوی کو بالوں کے جنجال میں پھانسنے سے کیا فائدہ بالخصوص آجکل کہ جب سچ مچ کی دیویاں بھی گیسو بریدہ بننے کو فخر خیال کرنے لگی ہیں ممکن ہے کہ علامہ سیماب نے یہ سوچ کر کہ دنیا کی عمر اسوقت تک ۲ کروڑ سال کی ہوچکی ہے اور اسقدر بڑھی دیوی کے سر کے بال ضرور اب تک سفید ہوچکے ہونگے یہ لکھ دیا ہو، لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ وہ خود ہی ان بالوں میں شب کی گہرائی کا ہونا بھی بتا رہے ہیں، اب یہ سوچنا پڑا کہ وہ رات کونسی ہوتی ہے جو کالی ہونے کے بجائے سفید ہوتی ہو۔ بچے اکثر جس کام کو کبھی کرنا منظور نہ ہو تو اسکے متعلق یہ وعدہ کیا کرتے ہیں کہ "سفید جمعرات" کو کرینگے۔ ممکن ہے کہ یہ صبح کی دیوی اسی سفید جمعرات کی صبح ہو۔

ٹیپ کا شعر لاجواب ہے اور تعریف سے مستغنی۔

دوسرے بند میں علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

محمور دستِ جنوں، دیوانہ ساز آنکھیں — یہ بے نیازِ عالم، عالم نواز آنکھیں
مستِ شراب دوشیں، سرِّ رازِ آنکھیں — گویا طلوعِ خاور، ہیں نیم باز آنکھیں
نظروں میں ایک ٹھنڈی گرائی لے کے اٹھی
لو وہ سحر کی دیوی انگڑائی لے کے اٹھی

سمجھ میں نہ آیا کہ چوتھے مصرعہ کو شروع کے تین مصرعوں کے ساتھ کیا تعلق اور کیا ربط ہے۔ چوتھے مصرعہ کو اگر نثر میں تبدیل کیا جائے تو یہ ہوگا کہ "گویا نیم باز آنکھیں طلوعِ خاور ہیں"۔ گویا کا لفظ اس بات کو چاہتا ہے کہ اس سے پہلے کچھ ایسی باتیں بیان کی گئی ہوں جو نیم باز آنکھوں کی طلوعِ خاور کے ساتھ تشبیہ کو درست اور صحیح ثابت کرتی ہوں، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اوپر کے مصرعوں میں آنکھوں کی تعریف کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ تین نہایت زور دار مصرعے صبح کی دیوی کی آنکھوں کی تعریف میں پڑھنے کے بعد یکایک یہ مصرعہ نگاہ کے سامنے آتا ہے کہ "گویا طلوعِ خاور ہیں نیم باز آنکھیں" تو ذہن میں ایک الجھن سی پیدا ہوتی ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ کہیں ہم سے پڑھنے میں کچھ غلطی ہوگئی ہے اور جب بار بار پڑھنے کے بعد بھی کسی طرح مطلب صاف نہیں ہوتا تو مجبوراً یہی کہہ کر خاموش ہوجانا پڑتا ہے کہ "بڑے آدمیوں کی بڑی باتیں"۔

ٹیپ کے شعر میں "ٹھنڈی گرائی" استعمال ہوا ہے۔ "ٹھنڈی گرمیاں" ایک محاورہ ضرور ہے مگر یہاں اس کا محل استعمال نہیں اور حق بھی یہ ہے کہ یہ مولانا کی شان میں انتہائی گستاخی ہوگی اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ وہ غلط محاورے نظم فرمادیا کرتے ہیں، اس لئے ٹھنڈی کے معنی سرد اور گرائی کے معنی گرمی سمجھ کر شعر کا مطلب تو سمجھ لیا، لیکن دلمیں یہ سوال پیدا ہوا کہ آخر "گرائی" سے اور علامہ سیماب سے کیا واسطہ؟ یہ تو ان لوگوں کی زبان ہے جو فلک سیر کہلاتے ہیں اور ٹھنڈائی پیا کرتے ہیں۔ فرہنگ آصفیہ میں دیکھا تو اسمیں بھی یہی نکلا کہ عوام کی زبان میں گرمی کو گرائی کہتے ہیں، تب سمجھ میں آیا کہ علامہ نے عوام کی زبان کی سرپرستی فرماکر اسلامی مساوات کا نمونہ دکھایا ہے۔

تیسرا بند یہ ہے کہ

ہے بیخودی دوپٹہ سر سے سرک رہا ہے — سرخی جھلک رہی ہے چہرہ دمک رہا ہے
آنکھوں سے ہو اسکی بادہ چھنکر ٹپک رہا ہے — اک نیند کا سا عالم اب تک جھلک رہا ہے
مخمور اپنی چشمِ شہلائی لے کے اٹھی
لو وہ سحر کی دیوی انگڑائی لے کے اٹھی

اس بند کو لکھتے وقت علامہ سیماب شاید پھر بھول گئے کہ وہ صبح کی دیوی کی تعریف کر رہے ہیں اور غلطی سے شام کی دیوی کی تعریفیں کرنے لگے۔ بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ جب سر سے دوپٹہ سرکے گا تو کالے کالے بال نمودار ہونگے اور وقت اور زمانہ کی دیوی کا آنچل سر سے سرکنے کے معنی یہی ہوسکتے ہیں کہ اسکی زلفیں دراز دنیا کی نگاہوں کے سامنے آگئیں یعنی رات ہوگئی اور اندھیرا چھا گیا۔ ٹیپ کے شعر میں "چشمِ شہلائی" حضرت علامہ کی ایک ایسی ایجاد ہے کہ جسپر دنیائے ادب مدت العمر ناز کرے گی۔ ابھی تک قاعدہ یہ تھا کہ کسی اسم کے ساتھ یائے نسبتی لگا دینے سے وہ اسم ایک صفت میں تبدیل ہوجاتا تھا جیسے آفتاب سے آفتابی اور کتاب سے کتابی، اور اگر کسی صفت میں "یا" لگائی جاتی تھی تو اسے یائے مصدری کہتے تھے اور اس طرح حاصل مصدر یا اسم بنجاتا تھا جیسے روشن سے روشنی اور نیک سے نیکی وغیرہ۔ شہلا ایک صفت ہے اور اسکے معنی "زرد" کے ہیں اب اسکے آخر میں پرانے قاعدہ کے بموجب اگر لگ سکتی تھی تو یائے مصدری لگ سکتی تھی، اور شہلائی کے اگر کچھ معنی ہوسکتے تھے تو "زردی" ہوسکتے تھے نہ کہ زرد، لیکن علامہ اجل نے صفت کے آخر میں یائے نسبتی لگانے کی کوشش کی ہے اور شہلائی کے معنی زرد کے لئے ہیں۔ علامہ سیماب کی یہ کوشش کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ اس قسم کی بہت سی ایجادوں کا آپکے سر سہرہ ہے، اور ادب اردو پر آپکے اس قسم کے احسانات بے شمار ہیں۔

چوتھا بند اس طرح ہے۔

دیوی کے دست و پا میں مہندی رچی ہوئی ہے — یا صبح کی شفق سے دنیا سجی ہوئی ہے
یا اک شعاعِ رنگیں عریاں پڑی ہوئی ہے — ترکیبِ رنگ و بو سے دلہن بنی ہوئی ہے
اک زرفشاں ادائے یکتائی لے کے اٹھی
لو وہ سحر کی دیوی انگڑائی لے کے اٹھی

صبح کی لال لال شفق کو دیکھ کر حضرت علامہ کے شاعرانہ جذبات حرکت میں آتے ہیں اور آپ اس عجیب غریب تشبیہ سے تمام دنیائے ادب کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں کہ صبح کی شفق بالکل ایسی معلوم ہوتی ہو کہ گویا کوئی رنگین شعاع آفتاب عریاں نظر آرہی ہو۔ اگر ہمارے سامنے کوئی شخص یہ کہے کہ آئینے میں چراغ کی روشنی بالکل ایسی معلوم ہوتی ہو کہ گویا چراغ روشن ہو تو غالباً ہم اس تشبیہ کی مہملیت پر ضرور ہنس دینگے، لیکن کس کی مجال ہو کہ ہندوستان کے شاعر اعظم سے یہ پوچھ لے کہ حضرت شفق اگر شعاع عریاں نہیں ہوتی تو پھر اور کیا چیز ہوتی ہو جو حضور نے "یا" کا حرف عطف استعمال کرکے شفق کو شعاع سے تشبیہ دی ہو۔

چوتھے مصرعے میں اگرچہ آسانی سے کسی طرح بھی یہ پتہ نہیں چلتا کہ کون دلہن بنی ہوئی ہو آیا شعاع عریاں جس کا ذکر تیسرے مصرعے میں ہو یا صبح کی دیوی جس کا ذکر مصرعۂ اول میں ہو، لیکن خیر یہ ہم مانے لیتے ہیں کہ دیوی ہی سے مراد ہو اور یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ دیوی کی ترکیب میں خیر رنگ تو شامل ہو مگر بُو کو اسکی ترکیب میں کس طرح داخل کردیا گیا۔ کیا طلوع صبح میں نور اور رنگ کے علاوہ کسی قسم کی بُو بھی شامل ہوتی ہو؟ ممکن ہو کہ علامہ نے اس نکہت گل کا ذکر کیا ہو جسے صبح کے وقت نسیم اپنی گود میں لئے بانٹتی پھرتی ہو لیکن علامہ کو معلوم ہونا چاہئے تھا کہ نسیم یا بوئے گل صبح کی "ترکیب" میں ہرگز داخل نہیں ہیں، یہ دونوں چیزیں بغیر صبح کے بھی موجود ہوسکتی ہیں، اور ان دونوں چیزوں کے بغیر بھی صبح ہوسکتی ہو۔

ٹیپ کے شعر میں "زرفشاں ادائے یکتائی" بھی عجیب چیز ہو، غالباً علامہ بے مثل اور یکتا ادائے زرفشانی" کہنا چاہتے تھے۔

پانچویں بند کی ٹیپ کا شعر ہو۔

ساتھ اپنے اک فضائے مینائی لے کے اٹھی ۔۔۔ لو وہ سحر کی دیوی انگڑائی لے کے اٹھی

"فضائے مینائی" بھی علامہ سیماب کا حصہ ہو۔ آخر یہ بوتل کی فضا کیسی؟ بوتلیں تو صدہا مختلف کاموں میں آتی ہیں، شربت، زہر، دوائیں، تیل غرضکہ ہر سیال چیز بوتل میں رکھی جاسکتی ہو پھر مینائی فضا کو خواہ مخواہ شراب ہی کی فضا کیوں مان لیا جائے۔ فضا نہ مینا کی ہوتی اور نہ ساغر کی۔ فضا اگر ہوسکتی ہو تو مستی کی اور خمار کی ہوسکتی ہو۔

ساتواں بند جس پر نظم ختم ہوئی ہو یہ ہو۔

ہاں اے سحر پرستو لطف نظر اٹھالو ۔۔۔ اٹھو سحر کی دیوی اٹھی، اسے سنبھالو
ہر وقت صبح اپنی تقدیر کو جگالو ۔۔۔ خواب گراں سے اٹھو جشن سحر منالو

تاریک منظروں سے بینائی لے کے اٹھی
لو وہ سحر کی دیوی انگڑائی لے کے اٹھی

"اسے سنبھالو" کی داد صرف ذوق سلیم ہی دے سکتا ہو ہم تو بس اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ خدا ہمارے علامہ کو تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ ٹیپ کے شعر میں ارشاد ہوا ہو کہ صبح کی دیوی تاریک منظروں سے اٹھی ہو اور بینائی لے کے اٹھی ہو۔ بینائی لے کے اٹھی ہو کا مطلب اگر کچھ ہوسکتا ہو تو یہ کہ اب سحر کی دیوی کو قوت بینائی مل گئی ہو اور وہ سب کچھ دیکھ سکتی ہو شاید علامہ کہنا یہ چاہتے تھے کہ وہ ہمیں سب کچھ دکھا سکتی ہو مگر بدقسمتی سے بینائی کے معنی خود دیکھنا ہیں دوسروں کو دکھانا نہیں ہیں

(سعید احمد)

روح جذبات

(انتخاب کردہ پروفیسر اکبر خاں حیدری، از دیوان جناب حکیم الطاف احمد صاحب آزاد سہارنپوری، تلمیذ رشید حضرت حالی مرحوم و مغفور)

(۱)

اُمید جنز اکب تک اُمید سے کیا ہوگا ۔۔۔ کچھ آج ہوا ہوگا؟ کچھ روز جزا ہوگا
بیدل بھی ہوں خاداں بھی شاکی بھی ہوں نازاں بھی ۔۔۔ جو داغ دیا ہوگا۔ دلچسپ دیا ہوگا
ظاہر ہو کہ بیکس ہوں۔ ثابت ہو کہ بے بس ہوں ۔۔۔ جو ظلم کیا ہوگا۔ برداشت کیا ہوگا
بدبخت سہی لیکن حقدار ترحم ہوں ۔۔۔ جب صبر کیا ہوگا۔ صبر آنہ سکا ہوگا
احساس تعلق برحق لیکن یہ گذارش تھی ۔۔۔ جب رحم کیا ہوگا۔ جینے نہ دیا ہوگا

(۲)

اے کاش خبر ہوتی تو دل سے بھلا دیگا! ۔۔۔ اے کاش سمجھ سکتے تو مل کے دغا دیگا!
اک دن گلۂ غفلت سننے کو ترسے گا ۔۔۔ اک دن الم فرقت کچھ دے کے سُلا دیگا
تم جبر کئے جاؤ۔ ہم صبر کئے جائیں ۔۔۔ اللہ تو منصف ہو اللہ جزا دیگا
اُمید سکوں رخصت، تسکین دروں رخصت ۔۔۔ اب درد کی باری ہو اب درد مزا دیگا
اک روز دل رہزن خود راہنما ہوگا ۔۔۔ اک روز یہی دشمن منزل کا پتا دیگا
درویش جب آنکلے آواز لگا نکلے ۔۔۔ درویش کو بھی سمجھو۔ درویش دعا دیگا

آزاد گدا مشرب دنیا سے غرض مطلب
کوئی ہمیں کیا دیگا دیگا تو خدا دیگا

معاونین کامیابی کے صفحات

کامیابی میں ہر مہینہ چند صفحات خریداران کامیابی کی ایسی ذاتی ضرورتوں اور پرائیویٹ اطلاعوں کے لئے مخصوص ہونگے جو اشتہار کی تعریف میں نہیں آئیں گی اور جنکی اشاعت مقاصد رسالہ اور مفاد عامہ کے خلاف نہیں ہوگی ہر ایک خریدار کامیابی کو حق ہوگا کہ وہ اپنے نمبر خریداری کا حوالہ دیکر اپنی کسی ذاتی ضرورت کے متعلق کوئی سوال یا اطلاع کامیابی میں مفت شائع ہونے کے لئے بھیجیں لیکن تین مہینہ میں صرف ۵ سطریں ان کو مفت دی جاسکیں گی یا چھ مہینے میں دس اور سال بھر میں بیس سطریں سوالات کے جوجوابات دفتر کامیابی میں وصول ہوں گے اگر وہ عام دلچسپی کے ہونگے تو کامیابی کے انہی صفحات میں مفت درج کر دئے جائینگے، ورنہ سوال کرنے والوں کو بذریعہ ڈاک بیرنگ بھیجدئے جائینگے۔

جو تحریرات ان صفحات میں درج ہونے کے لئے بھیجی جائیں ان میں بھیجنے والے کو اپنا پورا نام اور پتہ اور کامیابی کا خریداری نمبر ضرور لکھنا چاہئے ورنہ وہ تحریر مفت شائع نہیں ہوگی۔ اگر کوئی خریدار کامیابی اپنے حق سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا چاہینگے تو اُن سے رعایتی اُجرت فی سطر دو آنہ کے حساب سے لی جائے گی۔

جس ماہ کے رسالہ میں پرائیویٹ ضرورتیں اور اطلاعیں شایع کرنی مقصود ہوں اُس سے پہلے مہینہ کی ۵ تاریخ تک تمام اطلاعیں دفتر کامیابی پر پہنچ جانی چاہئیں۔

دفتری اطلاعیں

۱- کامیابی ہر انگریزی مہینہ کی ۱۵ تاریخ تک شایع ہوجایا کریگا، ۲۰ تاریخ تک پرچہ نہ پہونچے تو فوراً دفتر کو لکھنا چاہئے۔

۲- خط وکتابت خصوصاً تبدیلی پتہ کی اطلاعات کے ساتھ نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہئے۔

۳- رسالہ کے وی پی منگانے میں خریداروں کو ۲؍ کا نقصان ہوگا اور دفتر کا کام بڑھے گا، اس لئے کامیابی کی قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجنی چاہئے۔

۴- نمونہ اس شرط پر مفت بھیجا جاتا ہے کہ خریداری منظور نہ ہونے کی صورت میں دفتر کو وی پی بھیجنے سے روک دیا جائے اس لئے اگر خریداری منظور نہ ہونے کی کوئی اطلاع روانگی نمونہ سے دو ہفتہ بعد تک وصول نہیں ہوگی تو دفتر کو وی پی بھیجنے کا حق ہوگا۔

۵- میعاد چندہ کے اختتام کی اطلاع پندرہ بیس روز قبل دی جایا کرے گی اور اگر قبل از اختتام میعاد کوئی انکاری اطلاع یا چندہ وصول نہ ہوا تو وی پی بھیجا جائے گا۔

۶- جو معاونین کامیابی کامیابی کے لئے خریدار مہیا کرینگے اُن کے نام کامیابی میں شائع ہوا کرینگے۔

۷- جو خریداران کامیابی تجارتی کتبخانہ حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ سے کتابیں خریدیں گے اُن کے لئے دوسروں کی مطبوعات پر ایک آنہ فی روپیہ اور کمپنی کی خاص مطبوعات پر دو آنہ فی روپیہ کی رعایت کیجائے گی لیکن اس رعایت کے حاصل کرنے کے لئے فرمائشات کتب میں کامیابی کی خریداری نمبر کا حوالہ ہونا ضروری ہے۔

۸- حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ کے حصہ داروں سے کامیابی کی سالانہ قیمت بجائے دو روپیہ کے صرف ڈیڑھ روپیہ لی جائے گی۔ اس رعایت کے حاصل کرنے کے لئے کمپنی کی حصہ داری کا نمبر ضرور لکھنا چاہئے۔

۹- ہندوستان کے مشہور اور تجربہ کار انشا پردازوں کو ایسے پسندیدہ مضامین نثر کے لئے جو کامیابی کے مقاصد کو خاص طور پر ملحوظ رکھ کر لکھے جائینگے ایک روپیہ فی کالم سے دو روپیہ فی کالم تک نقد معاوضہ دیا جائے گا اور پسندیدہ مضامین نظم کے لئے چار آنہ فی شعر سے آٹھ آنہ فی شعر تک۔ مضامین نہایت صاف اور خوشخط ہونے چاہئیں۔

۱۰- بہترین کارٹون تصاویر کے فوٹو اور بلاک بھیجنے والوں کو بھی مناسب معاوضہ اور بلاکوں کا کرایہ پیش کیا جائے گا۔

اپنے ایسے چار دوستوں کے نام اور پتے لکھکر بھیجدیجئے جو کامیابی کے خریدار ہوسکیں

کامیابی کی تجارتی ڈائرکٹری

بہت سے لوگوں کو اپنی کاروباری اور نجی ضرورتوں کے لئے ایسے تھوک فروش اور خوردہ فروش تاجروں، صناعوں اور کارخانہ داروں وغیرہ کے نام اور پتے معلوم کرنے کی ضرورت رہتی ہے جن سے وہ مطلوبہ اشیاء کفایت سے منگا سکیں۔ اس لئے ہمارا ارادہ ہے کہ آئندہ مہینہ سے کامیابی کے ایک یا دو صفحوں میں مختلف ضروریات زندگی کے تاجروں اور کارخانہ داروں کے نام اور پتے بھی درج کیا کریں لیکن اس سلسلہ کو ہم مستقل طور پر صرف اُس صورت میں جاری رکھ سکیں گے جبکہ اُن تاجروں کی طرف سے جن کے نام کامیابی کی ماہوار ڈائرکٹری میں درج ہونگے۔ کم از کم چار آنہ فی سطر ماہوار کے حساب سے ہمکو اُن کے ناموں کے اندراج کا معاوضہ بھی پیش کیا جائے گا۔

کامیابی کی ماہوار ڈائرکٹری میں ہر شعبہ تجارت کی ایک سُرخی دے کر اُسکے نیچے تاجروں اور کارخانہ داروں کے نام اور پتے درج کئے جایا کرینگے اور جو صاحب نام اور پتے کے علاوہ اپنے کاروبار کی مزید تفصیلات بھی درج کرانا چاہینگے وہ بھی چار آنہ فی سطر کی اُجرت پر شائع کی جاسکیں گی بشرطیکہ ۶ سطر سے زیادہ نہ ہوں۔

مختصر اشتہارات اور ضرورتیں

کامیابی میں مختصر اشتہارات اور ملازمت و شادی وغیرہ کی ضرورتوں کے لئے بھی چند صفحے مخصوص رہینگے، ملازمت اور شادی کی ضرورتیں دو آنہ فی سطر کے حساب سے درج کی جائیں گی اور مختصر کاروباری اشتہارات چار آنہ فی سطر کے حساب سے

کتب نما

حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ یکم اگست ۱۹۲۹ء سے ایک پندرہ روزہ رسالہ کتب نما بھی جاری کرنے والی ہے۔ یہ رسالہ صرف اُن حضرات کے لئے ہوگا جن کو کتابیں پڑھنے اور جمع کرنے کا شوق ہے اور جو کتابوں کے مطالعہ سے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنا چاہتے ہیں

کتب نما میں مطبوعات جدیدہ اور نیز مشہور پرانی کتابوں پر مفصل ریویو لکھے جائینگے۔ مطالعہ کتب کے متعلق نہایت مفید مضامین اور مشہور علماء و فضلاء کے خیالات اور تجربے درج ہونگے اور کتابوں کی تالیف و اشاعت سے متعلق ہر قسم کی مفید و دلچسپ معلومات و اطلاعات شائع ہوا کرینگی۔ یہ رسالہ انشاء اللہ اردو زبان میں اپنے رنگ کا ایک ہی رسالہ ہوگا۔ اور علمی حلقوں میں بہت پسند کیا جائے گا۔

کتب نما بالکل مُفت دیا جائے گا مگر صرف اُنہی حضرات کو جو کتابوں کے پڑھنے اور خریدنے کا شوق رکھتے اور کمپنی کی کافی اعانت کرسکتے ہیں یا کمپنی میں کم از کم سو روپے کے حصے دار ہیں۔

مصنفین و مؤلفین اور شائع کنندگان کتب میں سے جو حضرات اپنی نئی کتابوں پر ریویو لکھوانا چاہیں وہ اُن کتابوں کی دو دو کاپیاں ایڈیٹر رسالہ کتب نما کے نام فوراً بھیجدیں تاکہ اگست کے کتب نما میں اُن پر ریویو ہوسکے

مینجر تجارتی کتبخانہ حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ، دہلی

کمپنی کی خبریں

حصہ دارانِ حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ اور دوسرے حضرات جو کمپنی مذکور کے معاملات سے دلچسپی رکھتے ہیں ان کی اطلاع کے لئے کامیابی میں ہر مہینہ کمپنی کے ضروری حالات اور نئے حصہ داروں کے نام شائع ہوا کرینگے۔

منیجنگ ڈائرکٹر

ابتدائی حالات

حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی تحریک سے ۱۹۲۸ء کے آخر میں قائم ہوئی ہے اور ۷ دسمبر ۱۹۲۸ء کو اس کی قانون کمپنی ہائے ہند مجریہ ۱۹۱۳ء کے ماتحت گورنمنٹ میں جسٹری ہوئی ہے۔ کمپنی کے سرمایہ حصص اور مقاصد وغیرہ کے متعلق پوری تفصیلات مندرجہ ذیل پراسپکٹس میں درج ہیں۔

کمپنی کا تجارتی کاروبار

قواعد کمپنی میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ جب تک بیس ہزار روپے کے حصے فروخت نہ ہو جائینگے اس وقت تک کمپنی کوئی تجارتی کاروبار شروع نہیں کر سکے گی، اور اندازہ یہ تھا کہ بیس ہزار روپئے کے حصے اخیر جون ۱۹۲۹ء تک فروخت ہونگے اور جولائی سے پہلے کاروبار شروع نہیں ہو سکے گا لیکن خدا کے فضل سے ۳۱ مارچ ۱۹۲۹ء ہی تک ۲۰ ہزار روپے کے حصے فروخت ہو گئے اور آخر اپریل ۱۹۲۹ء میں کاروبار شروع کرنے کی کمپنی کو باضابطہ اجازت مل گئی۔ چنانچہ ۱۵ مئی ۱۹۲۹ء سے کمپنی نے اپنے تجارتی کاروبار کا کچھ سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ انشاء اللہ ابتدائی انتظامات مکمل ہونے پر کاروبار حسب گنجایش سرمایہ چلنے لگے گا اور اس سال میں کم از کم ۵ مہینے کمپنی کو اپنے سرمایہ کے الٹ پھیر سے نفع حاصل کرنے کا موقع مل جائیگا۔

کتابیں جمع کی جا رہی ہیں

رسالہ کامیابی کے علاوہ کمپنی نے بالفعل شائع شدہ کتابوں کی فروخت اور نئی کتابوں کی تالیف و اشاعت کا کاروباری سلسلہ شروع کیا ہے۔ شائع شدہ کتابوں کے فراہم کرنے کے لئے پوری کوشش کی جا رہی ہے لیکن چونکہ نقد سرمایہ ابھی اتنا جمع نہیں ہوا ہے کہ اس سے اردو کی تمام مشہور و مستند کتابیں خریدلی جائیں اس لئے مشہور شائع کنندگان و تاجران کتب سے تحریک کی گئی ہے کہ وہ اپنی کتابیں کمپنی میں کمیشن پر فروخت ہونے کے لئے بھیجیں۔ مقامی شائع کنندگان کتب میں سے اکثر نے اپنی کتابیں کمپنی میں بھیجدی ہیں دوسرے اصحاب سے خط و کتابت ہو رہی ہے امید ہے کہ مہینے دو مہینے میں ہماری کتابوں کا سٹاک اگر بالکل مکمل نہیں تو قریب قریب مکمل ضرور ہو جائے گا۔

جن تاجروں و شائع کنندگان کتب نے ہمارے گشتی خط کا ابھی تک جواب نہیں دیا ہے وہ براہ کرم اس کا جواب فوراً عنایت فرمائیں اور جن صاحبوں کے نام اور پتے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہم ان کو خطوط نہیں بھیج سکے ہیں وہ براہ کرم اپنی شائع کردہ کتابوں کی مکمل فہرستیں ہمکو بھیجدیں بلکہ ایک ایک کتاب بطور نمونہ عنایت فرمائیں جو معاملہ طے نہ ہونے کی صورت میں کمپنی کے خرچ پر واپس کر دیجائیگی

نئی کتابوں کی تالیف و تصنیف

کمپنی کو چونکہ زیادہ تر نئی کتابوں کی تالیف و اشاعت کا کاروبار کرنا ہے اور اسی کاروبار میں زیادہ نفع ہونے کی امید ہو سکتی ہے اس لئے ہمنے شروع سے اپنے کاروبار کے اسی شعبہ کی طرف خصوصیت سے توجہ کی ہے اور موجودہ سرمایۂ دائر کا نصف حصہ اس کام کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔

اسوقت اردو زبان میں سب سے زیادہ ضرورت ایسی کتابوں کی ہے جو باوجود کم قیمت اور مختصر ہونے کے قیمتی اور بڑی کتابوں کی قائم مقام ہو سکیں اور جو انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق اپنے پڑھنے والوں کے لئے ایسی مفید معلومات فراہم کر دیں جس سے نہ صرف انکے علم میں اضافہ ہو بلکہ عمل میں بھی مدد ملے۔ اردو جاننے والے عموماً اتنی فرصت و استطاعت نہیں رکھتے کہ وہ زیادہ قیمت کی بڑی بڑی کتابیں خرید کر ان کا مطالعہ کریں یا کتابوں کے مطالعہ سے علمی عیاشی، کا کام لیں انکے لئے تو ایسی کتابوں کی ضرورت ہے جنھیں وہ تین چار آنے میں خرید کر ہر وقت جیب میں رکھ سکیں تاکہ دوسرے ضروری کاموں سے جب بھی انہیں فرصت ملے وہ ان کتابوں کو آسانی سے پڑھ لیا کریں اور پڑھ کر صرف خوش ہی نہ ہوں بلکہ کچھ علمی نفع بھی حاصل کریں۔ اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ نے چھوٹی چھوٹی نہایت مفید اور عام فہم جیبی کتابیں لکھوانی شروع کی ہیں، جو سب ایک تقطیع اور قریب قریب ایک ہی ضخامت کی ہوں گی۔ سر ورق سب کا سُرخ ہوگا اور تقطیع اتنی چھوٹی ہوگی کہ واسکٹ کی جیب میں ایک کتاب آسانی سے آسکے کتابوں کا یہ خوبصورت سلسلہ سُرخ جیبی کتابوں کے سلسلہ کے نام سے موسوم ہوگا، اور ہر ایک کتاب کی ضخامت کم از کم ۷۲ اور زیادہ سے زیادہ ۹۶ صفحات کی ہوگی۔ اس سلسلہ کی کتابوں کی عام قیمت علاوہ محصول چار آنہ فی کتاب مقرر کی گئی ہے لیکن مستقل خریداروں سے تین آنہ فی کتاب لی جائے گی ڈیڑھ دو ہزار کتابیں کم از کم اس سلسلہ کی شائع ہوں گی اور یہ سلسلہ مکمل ہونے پر

انشاءاللہ اُردو کی ایک عام فہم انسائیکلوپیڈیا کا کام دے گا۔

کاروباری حیثیت سے بھی جیبی کتابوں کا یہ سلسلہ انشاءاللہ کمپنی کے لئے نہایت نفع بخش ثابت ہوگا اور چند ہی روز میں اُس کے ذریعہ سے انشاءاللہ کمپنی کی شہرت و کاروباری حیثیت میں بہت ترقی ہو جائے گی۔

جیبی سلسلہ کی کتابوں کی تالیف و تصنیف کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ ایک کتاب جس کا نام **شادی سے پہلے** ہے چھپ رہی ہے جو انشاءاللہ جون کے آخر تک تیار ہو جائیگی باقی کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہر فن کے ماہرین سے ان کتابوں کو لکھوائیں اس لئے ہم اُردو کے تمام اہلِ قلم سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اگر کسی موضوع کے متعلق جیبی تقطیع کے ۶۴ یا ۷۲ صفحوں میں کوئی بہترین عام فہم اُردو کتاب لکھ سکتے ہوں تو ہم سے خط و کتابت کریں۔

متوسط درجہ کی اور بڑی کتابیں

شروع جیبی کتابوں کے مذکورہ سلسلہ کے ساتھ ساتھ سرمایہ کی گنجائش کے لحاظ سے متوسط اور بڑی کتابوں کی اشاعت کا بھی کمپنی کی طرف سے انتظام کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ متوسط درجہ کی ایک نہایت مفید کتاب **اسلام اور مدنیت** زیرِ طبع ہے اور بعض ایسی کتابوں کے جو تجارتی حیثیت سے نہایت کامیاب ہیں حقوق تالیف و اشاعت خریدنے کے متعلق خط و کتابت ہو رہی ہے۔

دوسرے کاروباری سلسلے

کتابوں کی فروخت و اشاعت کے علاوہ کمپنی کے مقاصد میں چھپائی، کاغذ اور سٹیشنری وغیرہ کی تجارت بھی شامل ہے لیکن یہ کام اُس وقت تک نہیں شروع کئے جا سکینگے جب تک کہ سرمایہ کافی فراہم نہ ہو جائے اور سرمایہ کا فراہم ہونا مسلمانوں کی مآل اندیشی اور عالی ہمتی پر منحصر ہے۔ جو قوم بلا مبالغہ کروروں روپیہ فضول مراسم اور دلچسپیوں میں ضائع کر دیتی ہے اُس کے لئے یہ کچھ مشکل نہیں ہے کہ ۲ لاکھ روپے کا سرمایہ ۱۹۲۹ء کے ختم ہونے سے پہلے جمع کر دے۔ بشرطیکہ اُس کو اپنی قومی ضرورتوں کا احساس ہو جائے۔

حصوں کی فروخت اور نقد سرمایہ

آج ۴ جون ۱۹۲۹ء تک تقریباً ۳۶۰۰۰ روپے کے حصوں کی درخواستیں وصول ہوئی ہیں اور ۲۹۹۰۰ روپیہ کے حصوں کی نامزدگی ہو چکی ہے۔ نقد روپیہ جو زر پیشگی و نامزدگی کے حساب میں اب تک وصول ہوا ہے اسکی تعداد تخمیناً ۵۰۰۰ ہے کیونکہ زیادہ تر حصے سَو روپے اور پچاس روپے والے فروخت ہوئے ہیں جن پر زرِ پیشگی و نامزدگی کی بابت صرف دس روپیہ فی حصہ نقد وصول ہوتے ہیں۔ اب تک جتنے حصے فروخت ہوئے ہیں وہ بمعاوضہ زر نقد فروخت کئے گئے ہیں لیکن اب مجلس ڈائرکٹران نے یہ طے کر دیا ہے کہ کتابوں اور کاغذ وغیرہ کے معاوضہ میں بھی حصے دئے جا سکتے ہیں، مجلس ڈائرکٹران کے اس فیصلہ سے شائع کنندگان کتب کمپنی میں آسانی سے شریک ہو سکیں گے اور کمپنی کو بھی کتابوں کا سٹاک مکمل کرنے میں کافی مدد ملے گی۔

اسمیں شک نہیں کہ تجارتی کاروبار کو وسعت دینے کے لئے اسوقت کمپنی کے پاس نقد سرمایہ ناکافی ہے لیکن فروخت حصص کی موجودہ رفتار بحمداللہ امید افزا ہے اور اس رفتار کو دیکھتے ہوئے اُمید ہے کہ زر پیشگی و نامزدگی اور زرِ اقساط کی بروقت وصولی سے کاروبار کے مآل اندیشی سے چلانے میں انشاءاللہ کوئی دقت واقع نہ ہوگی۔

افسوس ہے کہ شمالی ہند کے مسلمانوں نے جن کو شترکہ تجارت سے مانوس کرنے اور سرمایہ جمع کرنے کا عادی بنانے کے لئے یہ کمپنی جاری کی گئی ہے ابھی تک اس کمپنی کے معاملات میں اتنی دلچسپی نہیں لی جس کی اُن سے توقع تھی۔ اُمید ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری جلد محسوس کرینگے۔

موجودہ حصہ داران کمپنی

ذیل میں اُن حصہ داران کمپنی کے نام درج کئے جاتے ہیں جن کے مطلوبہ حصوں کی نامزدگی ہو چکی ہے

نام	مقام	مالیت حصص خرید کردہ	
۱۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب۔	دہلی	۱۰۰۰۰	روپیہ
۲۔ ملا واحدی صاحب	"	۲۰۰۰	"
۳۔ شیخ احسان الحق	"	۲۰۰۰	"
۴۔ مفتی شوکت علی صاحب فہمی	"	۲۰۰۰	"
۵۔ منشی عبدالحمید صاحب	"	۱۰۰۰	"
۶۔ ڈاکٹر محمد عمر صاحب	"	۵۰۰	"
۷۔ پروفیسر محمد اکبر خاں صاحب حیدری	"	۵۰۰	"
۸۔ مولوی محمود حسن صاحب اسرائیلی	"	۲۰۰	"
۹۔ سیٹھ ہاشم محمد برتچہ صاحب	رنگون	۲۰۰۰	"
۱۰۔ مولنا کشفی شاہ صاحب نظامی	"	۲۰۰۰	"
۱۱۔ منشی سید عین الحسن صاحب جزی	دہلی	۲۰۰	"
۱۲۔ بابو محمد دین صاحب ملنسار نظامی	"	۵۰۰	"
۱۳۔ جناب محترمہ خواجہ بانو صاحبہ اہلیہ حضرت خواجہ صاحب نظام الدین دہلی		۲۰۰	"
۱۴۔ محترمہ حور بانو صاحبہ بنت حضرت خواجہ صاحب نظام الدین دہلی		۲۰۰	"
۱۵۔ سید ابن عربی صاحب۔	دہلی	۵۰۰	"
۱۶۔ سیدہ امۃ المتین صاحبہ	"	۲۰۰	"
۱۷۔ حافظ محمد حبیب اللہ صاحب۔	کریان ضلع الٰہ آباد	۲۰	"
۱۸۔ محمد اسمٰعیل صاحب جگرانوی	جگراواں ضلع لائل پور	۱۰۰	"
۱۹۔ حکیم محمد عمر صاحب۔	موگا	۵۰۰	"
۲۰۔ خواجہ محمد سعید صاحب	لاہور	۲۰	"
۲۱۔ سیدہ حسن آرا بیگم صاحبہ	دہلی	۱۰۰	"
۲۲۔ سیدہ افروز جہاں بیگم صاحبہ	"	۱۰۰	"
۲۳۔ سیدہ گوہر جہاں بیگم صاحبہ	"	۱۰۰	"
۲۴۔ ایم عبدالقادر صاحب	"	۳۰۰	"
۲۵۔ فضل حق صاحب زمیندار موضع جام درسہ ریاست بہاولپور		۵۰	"
۲۶۔ عبدالرشید خاں صاحب غزالی	دہلی	۵۰۰	"
۲۷۔ کے ایم نصیر الدین صاحب	داناپور	۵۰	"

			مالیت حصص خرید کردہ
۲۸	بابو نند محمد خاں صاحب،	مادھو گڑھ ریاست ریوال	۱۰۰ روپیہ
۲۹	بابو عبد المجید صاحب نوری،	کوٹ بختن	۲۰ "
۳۰	شاہ محمد مجتبیٰ صاحب،	غازی پور	۲۰۰ "
۳۱	مرزا محبوب بیگ صاحب،	دہلی	۱۰۰۰ "
۳۲	عرفان احمد صاحب جمالی،	گونا چھاؤنی	۲۰ "
۳۳	چودہری الٰہی بخش صاحب،	دہلی	۱۰۰ "
۳۴	محترمہ کفایت بی صاحبہ،	ناگپور	۴۰ "
۳۵	مولنٰا عبد الوہاب عندلیب،	حیدرآباد	۲۴۰ "
۳۶	مولوی ابو الحسن صاحب،	ناروووال ضلع سیالکوٹ	۱۰۰ "
۳۷	جناب وزیر النساء بیگم صاحبہ،	ضلع میدک، دکن	۱۰۰ "
۳۸	جناب فاطمہ بیگم صاحبہ،	" "	۱۰۰ "
۳۹	جناب ام خاتون بیگم صاحبہ،	پاٹودی روڈ	۲۰۰ "
۴۰	سید عبد السلام صاحب،	لال پیٹھ، جنوبی ارکاٹ	۴۰ "
۴۱	محمد حبیب علی خاں صاحب،	لاہور	۱۰۰ "
۴۲	جناب محبوب بانو صاحبہ نظامی،	حیدرآباد دکن	۵۰ "
۴۳	علی محمد عبد الکریم صاحب،	کوکاناڈا	۱۰۰ "
۴۴	مولوی سید عبد الرزاق صاحب،	سلیھانی کلاں	۵۰ "
۴۵	بابو ضیاء الدین صاحب،	کوئٹہ	۲۰ "
۴۶	جناب عظمت علیخاں و انور علیخاں صاحبان،	ریاست رامپور	۲۰ "
۴۷	محمد عبد القادر صاحب،	قلعہ گولکنڈا۔ حیدرآباد	۱۰۰ "
۴۸	محمد عبد الحمید صاحب،	" "	۱۰۰ "
۴۹	منشی عبد الرزاق صاحب نظامی،	ہنگو ڈویژن کوہاٹ	۲۰ "
۵۰	جناب سعیدہ خاتون صاحبہ،	منٹگمری	۵۰ "
۵۱	جناب حامدہ خاتون صاحبہ،	"	۵۰ "
۵۲	محمد صدیق خاں صاحب،	کلکتہ	۵۰ "
۵۳	جناب حکیم سید سلیم صاحب وارثی نظامی،	جوناگڑھ	۱۰۰ "
۵۴	محمد عدالت خاں صاحب،	تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ،	۲۰ "
۵۵	سید محی الدین صاحب،	حیدرآباد دکن	۲۷۰ "
۵۶	لفٹنٹ حبیب احمد صاحب،	"	۱۰۰ "
۵۷	صغیر احمد صاحب،	مانگرول	۳۰ "
۵۸	جناب حسن جہاں بیگم صاحبہ،	دہلی	۱۰۰ "
۵۹	جناب خورشید جہاں بیگم صاحبہ	"	۱۰۰ "
۶۰	جناب کریم النساء صاحبہ	حیدرآباد	۲۰۰ "
			۲۹۹۲۰ روپے

اُن صاحبان کے نام جنکی درخواستیں موصول ہوچکی ہیں مگر ابھی منظور نہیں ہوئی ہیں

			مالیت حصص مطلوبہ
۱	دفعدار پیر محمد صاحب،	تحصیل حسن آباد دکن	۱۰ روپیہ
۲	ملک محمد بشیر صاحب،	سائدہ کلاں، لاہور	۴۰ روپیہ
۳	خورشید احمد انور صاحب،	لاہور	۱۰۰ "
۴	عبد السلام خاں صاحب،	موضع سنکوہا ضلع گورداسپور	۱۰۰ "
۵	شیخ عبد الحمید صاحب،	لاہور	۲۰۰ "
۶	شیخ علی صاحب،	مقام چٹیرادا۔ نانڈیر دکن	۵۰ "
۷	چودہری محمد حیات صاحب،	لمکاپور	۱۰۰ "
۸	جناب صالحہ بیگم صاحبہ،	خیریت آباد دکن	۱۰۰ "
۹	ڈاکٹر نور محمد صاحب،	یوگنڈا۔ افریقہ	۲۰۰۰ "
۱۰	سید قادر محی الدین صاحب،	حیدرآباد دکن	۱۰۰ "
۱۱	جناب رقیہ بانو صاحبہ،	"	۵۰ "
۱۲	شیخ لال محمد صاحب قریشی	اجمیر شریف	۵۰ "
۱۳	ایم۔ عبد الوہاب صاحب،	رائے پیٹھ مدراس	۵۰ "
۱۴	حافظ محمد یوسف صاحب،	مدراس	۱۰ "
۱۵	جناب محمد دلہن صاحبہ،	دہلی	۵۰ "
۱۶	چودہری محمد نور غنی صاحب،	امین آباد	۱۰۰۰ "
۱۷	مولوی سید حمید علی صاحب،	لاہور	۲۰۰۰ "
			۵۹۶۰ روپے

نئے ڈائرکٹر کے انتخاب کی تجویز

اسوقت کمپنی میں تین ڈائرکٹر تو مقامی ہیں، ایک صاحب رنگون کے ہیں اور ایک صاحب ایسے ہیں جن کا وطنی تعلق تو پنجاب سے ہے اور کاروباری تعلق رنگون سے۔ ہمکو ہر ایک صوبہ کے لئے ایسے باثر اور تجربہ کار ڈائرکٹروں کی ضرورت ہے جو اپنے اثر و رسوخ اور مفید مشوروں سے کمپنی کی کامیابی میں مدد دے سکیں، ڈائرکٹر بننے کے لئے صرف اسکی ضرورت ہے کہ کوئی صاحب جو ڈائرکٹر بننے کی اہلیت رکھتے ہوں دو ہزار روپے کے حصے خرید لیں اور کثرت رائے سے ڈائرکٹر منتخب ہوجائیں اور یہ دونوں شرطیں ایسی نہیں ہیں جو متمول تجربہ کار اور متدین حضرات کے ڈائرکٹر بننے میں حارج ہوسکیں خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ حصوں کی کل رقم کا یکمشت ادا کرنا بھی ضروری نہ ہو۔

ہمکو خوشی ہے کہ مولوی سید حمید علی صاحب نے جو مشہور و معروف اخبار تہذیب نسواں لاہور کے بانی و مالک اور اُردو کے مشہور انشا پرداز و مصنف جناب مولوی سید ممتاز علی صاحب کے بڑے صاحبزادے ہیں منظوری ڈائرکٹری کے اقرار نامہ اور خریداری حصص کے معاہدہ پر دستخط فرمادیئے ہیں اور آپکا نام ڈائرکٹروں کے آیندہ جلسہ میں ڈائرکٹری کے لئے پیش ہونے والا ہے اُمید ہے کہ کمپنی کے جلسہ عام کے انعقاد تک عہدۂ ڈائرکٹری پر آپ کا عارضی تقرر منظور ہوجائے گا اور جلسۂ عام بھی غالباً اُس کی تائید کریگا۔ مولوی سید حمید علی صاحب کو تالیف و اشاعت کتب کے کاروبار کا بہت دیرینہ تجربہ ہے اور دار الاشاعت پنجاب جو آپکے زیر اہتمام ہے اسوقت ہندوستان کا ایک کامیاب دار الاشاعت مانا جاتا ہے۔ اس لئے اُمید ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے ڈائرکٹر بن جانے سے کمپنی کو نہ صرف پنجاب کے ناشرین کتب سے کاروباری تعلقات قائم کرنے میں مدد ملے گی بلکہ آپکے تجربہ کارانہ مشورے بھی کمپنی کے لئے نہایت مفید ثابت ہونگے۔

اُمید ہے کہ دوسرے صوبوں کے متمول، باثر اور تجربہ کار حضرات بھی ڈائرکٹر بنکر کمپنی کو اپنے

سٹےٹیوٹری میٹنگ یعنی کمپنی کا پہلا جلسۂ عام

کمپنی کے حصہ داروں کا پہلا جلسۂ عام جسکو سٹےٹیوٹری میٹنگ یعنی قانونی جلسہ کہا جاتا ہو انشاء اللہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۲۹ء کے آخری ہفتہ میں منعقد ہوگا، اور اُس کی باضابطہ اطلاع ہر ایک حصہ دار کو کم از کم چودہ روز قبل دی جائے گی، اُمید ہو کہ جو حصہ داران کمپنی اس جلسہ میں آسانی سے شریک ہوسکتے ہیں وہ ضرور شریک ہونگے تاکہ وہ کمپنی کے معاملات اور حساب کتاب وغیرہ کو خود دیکھیں اور سمجھیں اور کوئی بےضابطگی یا بےعنوانی پائیں تو اسکے متعلق عہدیداروں سے باز پُرس کریں۔

اس کمپنی کے قائم کرنے کا سب سے بڑا مقصد یہی ہو کہ عام مسلمانوں کو لمیٹڈ کمپنیوں کے معاملات اور کاروبار سے دلچسپی پیدا ہو اور یہ دلچسپی اُس وقت تک پورے طور سے پیدا نہیں ہوسکتی جبتک کہ کمپنی کے حصہ دار کمپنی کے حالات و معاملات کی واقفیت نہ رکھیں اور عام جلسوں میں شریک ہوکر حساب کتاب وغیرہ خود نہ دیکھیں، اس لئے میں تمام حصہ داران کمپنی سے مکرر درخواست کرتا ہوں کہ وہ کمپنی کے جلسۂ عام میں ضرور شریک ہونے کی کوشش کریں۔

حصے دار بنئے اور حصے دار بنائیے

جو ضروری باتیں کمپنی کے حالات کے متعلق مجھے عرض کرنی تھیں وہ میں عرض کرچکا۔ اب ذیل میں میں کمپنی کے پراسپکٹس کا خلاصہ درج کرکے تمام ناظرین کامیابی سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ پراسپکٹس کو خوب غور سے پڑھیں اور پڑھنے کے بعد اگر وہ اپنے ذاتی اور قومی مفاد کے خیال سے مناسب سمجھیں تو حسب مقدرت کچھ حصے خرید کر کمپنی میں شریک ہوجائیں اور خود شریک ہوکر دوسروں کو بھی اُس کا حصہ دار بنانے کی کوشش کریں۔ مشترکہ کام بغیر مشترکہ امداد و اعانت کے نہیں چل سکتے اس لئے مجھے اُمید ہو کہ آپ بھی بحیثیت قوم کے ایک فرد ہونے کے اپنی اُس ذمہ داری کو محسوس فرمائینگے جو اس کمپنی کو کامیاب بنانے کے متعلق ساری قوم پر عائد ہوتی ہو۔

اصل پراسپکٹس کی ایک نقل صاحب رجسٹرار جائنٹ سٹاک کمپنیز دہلی کے ہاں داخل کردیگئی ہو

خلاصۂ پراسپکٹس

دی حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی

(رجسٹری شدہ زیر قانون کمپنی ہائے ہند مجریہ سنہ ۱۹۱۳ء)

سرمایہ دو لاکھ (۲۰۰۰۰۰) روپئے

حسب ذیل چار اقسام کے ۸۰۰۰ معمولی حصوں پر تقسیم ہو:-

۱- قسم الف ... ۵۰۰۰ حصے دس دس روپئے کے ۲- قسم ب ... ۵۰۰۰ حصے بیس بیس روپئے کے

۳- قسم ج ... ۲۰۰۰ حصے پچاس پچاس روپئے کے ۴- قسم د ... ۲۰۰ حصے سو سو روپئے کے

طریق ادائگی۔ ہر ایک قسم کے حصوں کی قیمت حسب ذیل طریقہ سے ادا کی جائیگی۔

پانچ روپئے فی حصہ درخواست خریداری حصص کے ساتھ، پانچ روپئے فی حصہ درخواست کی منظوری یعنی حصوں کی نامزدگی ہونے پر اور باقی ماندہ رقم (اگر کچھ ہو) پانچ روپئے فی حصہ کی سہ ماہی قسطوں میں نامزدگی حصص سے ہر تین مہینے کے بعد جبتک کہ کُل مطالبہ بیباق نہ ہوجائے۔

ڈائرکٹران ۱- حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب، درگاہ شریف، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ دہلی،

۲- سیٹھ ہاشم محمد بردچہ صاحب۔ مالک بل بریج۔ نمبر ۷۶ مغل اسٹریٹ رنگون،

۳- مُلا محمد واحدی صاحب، مالک ایڈیٹر رسالۂ نظام المشائخ۔ کوچہ چیلان، دہلی۔

۴- سید محمد اشرف صاحب، عرف کشفی شاہ نظامی۔ پریزیڈنٹ تنظیم کمیٹی۔ گلی نمبر ۳۶۔ رنگون

۵- شیخ محمد احسان الحق صاحب، رئیس میونسپل کمشنر۔ بازار کھجلی والان دہلی۔

بینکرز۔ دی نیشنل بینک آف انڈیا لمیٹڈ۔ چاندنی چوک، دہلی۔

مشیر قانونی۔ مسٹر آصف علی بیرسٹرایٹ لا میونسپل کمشنر۔ کوچہ چیلان دہلی۔

آڈیٹرز۔ مسرز ٹی سی۔ ملک اینڈ کمپنی۔ آڈیٹران سند یافتہ گورنمنٹ بمقام برٹش انڈیا چاندنی چوک دہلی

مینیجنگ ڈائرکٹر۔ شیخ محمد احسان الحق۔ رئیس میونسپل کمشنر سڑک کھجلی والان، دہلی۔

رجسٹری شدہ دفتر۔ متصل سنگم تھیٹر، سڑک کھجلی والان دہلی۔

تقسیم سرمایہ اس کمپنی کا سرمایہ بالفعل صرف ۲ لاکھ روپئے رکھا گیا ہو اور اس غرض سے کہ امرا، متوسطین اور غربا سب اُسمیں حسب حیثیت شریک ہوسکیں۔ سرمایہ کو مفصلہ بالا ۴ قسم کے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہو۔ سرمایہ کی مذکورہ تقسیم میں اُن لوگوں کی آسانی کا بھی لحاظ رکھا گیا ہو جو زیادہ قیمت کے حصے خرید کر تھوڑی تھوڑی رقموں کی اقساط میں ان کی ادائگی کرنا چاہتے ہیں اور اُن لوگوں کی مصلحتوں کا بھی جو اسے زیادہ پسند کرتے ہیں کہ حصے خواہ کم مالیت کے خریدیں لیکن اُن کے قرض سے جلد سبکدوش ہوجائیں۔

سو روپئے والے حصے صرف بیس ہزار روپئے کے تھے جو تقریباً کُل فروخت ہوچکے ہیں اُنکے بعد ادائگی باقساط کی آسانی کے لحاظ سے دوسرے درجہ پر پچاس روپئے والے حصے ہیں اور وہ بھی صرف چھ سو یعنی ۳۰ ہزار روپئے کے ہیں، بیس روپئے والے حصوں کی مجموعی مالیت سب سے زیادہ یعنی ایک لاکھ روپئے ہو۔ کیونکہ یہ حصے ایسے ہیں جن میں حصہ داروں کے لئے بھی ادائگی کی معتدل آسانی موجود ہو۔ اور کمپنی کی مالی ضروریات بھی اُنکے ذریعہ سے باسانی پوری ہوسکتی ہیں۔ دس روپئے والے حصے ۵۰ ہزار روپئے کے ہیں اور یہ اُن لوگوں کے لئے ہیں جو حصوں کی قیمت کے قرض سے جلد سے جلد سبکدوش ہوجانا چاہتے ہیں یا زیادہ مالیت کے حصے نہیں خرید سکتے۔ قواعد کمپنی کے بموجب پانچ روپئے فی حصہ کی قسط کے حساب سے دس روپئے والے حصوں کے خریداروں کو کُل مطالبہ کی نصف رقم درخواست کے ساتھ پیشگی ادا کرنی ہوگی اور نصف نامزدگی حصص کی اطلاع ملنے پر۔ بیس روپئے والے حصوں کے خریداروں کو کُل مطالبہ چار قسطوں میں ادا کرنا ہوگا۔ یعنی چوتھائی درخواست کے ساتھ، چوتھائی نامزدگی پر، چوتھائی نامزدگی سے تین مہینے کے بعد، اور چوتھائی پھر تین مہینے کے بعد۔ پچاس روپئے والے حصوں کے خریداروں کو

کو صرف دسواں حصہ درخواست کے ساتھ پیشگی بھیجنا ہوگا۔ دسواں حصہ نامزدگی پر، اور دسواں حصہ نامزدگی کے بعد ہر سہ ماہی پر۔

جو حضرات اپنے مطلوبہ حصّوں کی قیمت آسانی سے جلد ادا کرسکیں اُن کے لئے تو یہ بہتر ہوگا کہ وہ زیادہ تر دس روپئے اور بیس روپئے والے حصّے خریدیں، اور جو صاحبان خریداری حصص کے لئے بالفعل کافی رقم نہیں رکھتے یا کفایت شعاری کی عادت ڈالنے کے لئے اپنے آپ کو ادائگی اقساط کا پابند بنانا چاہتے ہیں اُنکے لئے یہ مناسب ہوگا کہ وہ زیادہ تر ۵۰ روپئے والے حصّے خریدیں۔ بہر صورت تحریر درخواست کے وقت درخواست کنندگان کو اپنی موجودہ اور آئندہ مالی حالت کا صحیح اندازہ کرلینا چاہئے تاکہ ادائگی قیمت و اقساط حصص میں آئندہ کوئی دقت اور رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

مقاصد اس کمپنی کے اصولی مقاصد یہ ہیں کہ دہلی میں ایک ایسا مرکزی تجارتی کتبخانہ اور علمی اشاعت گاہ قائم کی جائے جہاں اُردو کی تمام ضروری کتابیں اور مشہور مصنفین اُردو کی تصنیفات ہر وقت موجود رہیں۔ مفید علوم و فنون پر اُردو میں نئی کتابیں لکھوائی اور شائع کی جائیں۔ مسلمانوں کی جو علمی اور مذہبی کتابیں نایاب ہوگئی ہیں یا ہوتی جاتی ہیں ان کی حفاظت و اشاعت کی جائے۔ ممالک اسلامیہ یعنی مصر، شام، قسطنطنیہ، ایران، افغانستان اور ترکستان کی مطبوعہ عربی اور فارسی کتابوں کی ہندوستان میں اور ہندوستان کی مطبوعہ کتابوں کی ممالک مذکورہ میں فروخت و اشاعت کیلئے ہر قسم کی بہترین چھپائی کے لئے عمدہ چھاپے خانے قائم کئے جائیں۔

ابتدائی اخراجات اس کمپنی کے بنانے اور جاری کرنے کے ابتدائی اخراجات کا تخمینہ جس میں کسی بانی کمپنی کی خدمات کا معاوضہ اور فروخت حصص کی کمیشن اور دلالی شامل نہیں ہے مبلغ پانچہزار روپئے کیا گیا ہے۔

دلالی اور کمیشن - اس کمپنی کو اختیار ہوگا کہ فروخت حصص کی بابت کسی شخص کو پانچ فیصدی تک دلالی یا کمیشن ادا کرے۔

کم از کم سرمایہ مبلغ بیس ہزار روپئے کی مجموعی مالیت اصل کے حصّوں کی درخواستیں آجانے اور ان کا زر پیشگی وصول ہوجانے پر ڈائرکٹران حصّوں کی نامزدگی شروع کرسکیں گے۔

عدم نامزدگی حصّوں کی نامزدگی نہ ہونے کی صورت میں کل زر پیشگی حصّہ داروں کو واپس کردیا جائے گا اور اگر مطلوبہ حصّوں میں سے کچھ کم حصّوں کی نامزدگی کی جائے گی تو زر پیشگی میں سے بچی ہوئی رقم اُس مطالبہ میں مجرا ہوجائے گی جو نامزدگی حصص پر واجب الادا ہوگا۔

ضبطی حصص نامزد شدہ حصّوں کی بابت واجب الادا رقومات کے ادا نہ ہونے کی صورت میں کمپنی کو سابقہ ادا شدہ رقومات کے ضبط کرنے کا اختیار حاصل ہوگا

مینجنگ ڈائرکٹر کے ساتھ معاہدہ اس کمپنی کی طرف سے شیخ محمد احسان الحق رئیس و میونسپل کمشنر دہلی کے ساتھ ایک معاہدہ ہوا ہے جس کی رُو سے شیخ محمد احسان الحق مذکور کو شرائط اقرار نامہ کے بموجب جس کی نقل کمپنی کے دفتر میں دیکھی جاسکتی ہے دس سال کے لئے اس کمپنی کا مینجنگ ڈائرکٹر مقرر کیا گیا ہے اور بروئے اقرار نامہ مذکور مینجنگ ڈائرکٹر مذکور کا معاوضہ مبلغ دوسو روپئے ماہوار اور کمپنی کے سالانہ منافع خالص پر دس فیصدی کمیشن قرار پایا ہے۔ منافع خالص سے یہاں وہ منافع مُراد ہے جس کی تشریح اقرار نامہ مذکور میں کی گئی ہے۔

ڈائرکٹران کمپنی کا ذاتی مفاد - سوائے شیخ محمد احسان الحق مینجنگ ڈائرکٹر کے جن کو معاوضہ مذکور پر دس سال کے لئے کمپنی کا مینجنگ ڈائرکٹر مقرر کیا گیا ہے اور کسی ڈائرکٹر کمپنی کا کوئی خاص ذاتی مفاد اس کمپنی سے بالفعل متعلق نہیں ہے۔ البتہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب چونکہ اُردو کے ایک ممتاز و مایۂ ناز ادیب اور بہت ہی مقبول عام کتابوں کے مصنف و مؤلف ہیں اور مُلّا واحدی صاحب نے اپنی ادارت میں بہت سی مفید و قابل قدر کتابیں شائع کی ہیں اور ان دونوں صاحبوں کی کتابیں تجارتی حیثیت سے بھی نہایت نفع بخش ثابت ہوئی ہیں اور ہورہی ہیں اس لئے یہ کمپنی منجملہ اور کتابوں کے ڈائرکٹران موصوفین کی کتابیں بھی تجارتی اغراض کے لئے خریدے اور رکھے گی اور اگر مقاصد کمپنی کے لئے مفید معلوم ہوا تو شائع شدہ کتب یا جدید تصنیفات و تالیفات کے حقوق تصنیف و تالیف یا حقوق اشاعت حاصل کرنے کی غرض سے ڈائرکٹران موصوفین سے وقتاً فوقتاً مناسب شرائط پر معاملت طے کریگی۔

ڈائرکٹران کے لئے شرط اہلیت اس کمپنی کا ڈائرکٹر صرف وہ حصہ دار کمپنی ہوسکے گا جو اس کمپنی کے کم از کم دو ہزار روپئے کی مجموعی مالیت اصل کے حصّوں کا بذات خود مالک ہو۔

ڈائرکٹروں کا معاوضہ جب تک کہ اس کمپنی کے جلسہ عام میں کوئی اور فیصلہ نہ ہو ڈائرکٹران کمپنی کو کمپنی کے ہر ایک جلسہ میں شریک ہونے کا معاوضہ علاوہ واقعی اخراجات سفر کے دس روپئے فی جلسہ کے حساب سے دیا جائے گا۔

حصّوں کے سارٹیفکٹ حسب اجازت دفعہ ۱۰۸ قانون کمپنی ہائے ہند سنہ ۱۹۱۳ء یہ مشتہر کیا جاتا ہے کہ نامزد کردہ حصّوں کے سارٹیفکٹ (اسناد ملکیت) زر قسط آخری یا زر قسط دوم کے وصول ہونے سے تین مہینے کے اندر حصّہ داروں کے دینے کے لئے تیار ہوجائیں گے اور میعاد مذکور سے قبل حصّہ داران اُن کے پانے کے مستحق نہیں ہونگے۔

حصّہ داروں کی رائیں اس کمپنی کے جلسہ ہائے عام میں صحیح رائے شماری کی اغراض کے لئے حصّہ داران کمپنی کی اُن کے مملوکہ حصّوں کی بابت ہر دس روپئے والے حصّے کے لئے ایک رائے، ہر بیس روپئے والے حصّہ کے لئے دو رائیں، ہر پچاس روپے والے حصّہ کے لئے پانچ رائیں اور ہر سو روپئے والے حصّہ کے لئے دس رائیں محسوب ہونگی،

یادداشت شراکت کمپنی کی یادداشت شراکت کو جس کی نقل دیکھی جاسکتی ہے اس پراسپکٹس کا ایک جزو تصوّر کرنا چاہئے۔

حصّوں کی درخواستیں طالبان حصص کی درخواستیں منسلکہ فارم پر تحریر ہوکر کل زر پیشگی (بحساب پانچ روپئے فی حصّہ) کے ساتھ "ڈائرکٹران دی حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی" کے نام آنی چاہئیں۔

معائنہ کاغذات، قواعد و ضوابط کمپنی اور اُس اقرار نامہ کا جو مینجنگ ڈائرکٹر کے ساتھ ہوا ہے کمپنی کے رجسٹری شدہ دفتر میں اوقات دفتر کے اندر معائنہ کیا جاسکتا ہے اور یہ پراسپکٹس اور درخواست خریداری حصص کے فارم کمپنی کے دفتر سے طلب کئے جاسکتے ہیں۔

دہلی
۱۵ر فروری سنہ ۱۹۲۹ء

حسن نظامی،
ہاشم محمد بوجہ،
ایم۔ واحدی،
کشفی شاہ،
احسان الحق،
(ڈائرکٹران)

حسن نظامی کا ضروری خط

سب بھائیوں کی اطلاع اور واقفیت کے لئے مجھے یہ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ میں حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ کا ایک حصہ دار اور ڈائرکٹر ہوں لیکن میرا ذاتی دفتر و کاروبار کمپنی مذکور کے دفتر اور کاروبار سے علیٰحدہ ہے۔ اس لئے کمپنی کے دفتری معاملات کی نسبت مجھ کو کوئی صاحب خط نہ لکھا کریں اور روپیہ بھی حصوں کی خریداری کا مجھے نہ بھیجا کریں بلکہ ہر قسم کی مراسلت براہ راست کمپنی مذکور یا اس کے منیجنگ ڈائرکٹر کے نام ہونی چاہئے۔

دوسری بات مجھے یہ لکھنی ہے کہ گزشتہ زمانہ میں بعض لمیٹڈ کمپنیاں قائم ہو کر ٹوٹ گئی تھیں اور ان میں میرا روپیہ بھی ضائع ہوا تھا اس لئے میں نے لمیٹڈ کمپنیوں سے بدظن ہو کر فیصلہ کر لیا تھا کہ آئندہ کسی لمیٹڈ کمپنی میں شریک نہیں ہونگا لیکن دوسری قوموں نے جو لمیٹڈ کمپنیاں قائم کر رکھی ہیں ان کی کامیابیوں کو دیکھ کر میں اب اس کی سخت ضرورت سمجھتا ہوں کہ مسلمان ایسی لمیٹڈ کمپنیوں میں بکثرت شریک ہوں جو نیک نیت، ایماندار اور تجربہ کار لوگوں کے زیر نگرانی جاری کی جائیں تاکہ ان کی قومی ضرورتیں بھی پوری ہوں اور ان میں تجارت سے دلچسپی اور سرمایہ جمع کرنے کا شوق بھی پیدا ہو۔ حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی کے قائم کرنے اور چلانے والوں کی دیانت داری و تجربہ کاری پر میں ذاتی طور سے پورا بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی لئے میں نے خود دس ہزار روپئے کے حصے اس کمپنی کے خریدے ہیں اور میرے بیوی بچوں نے انکے علاوہ لئے ہیں۔

اگرچہ میں تیس برس سے کتابوں کی تجارت کرتا ہوں اور مجھ کو کتابوں کی تجارت کا پورا تجربہ ہے مگر انگریزی زبان اور حساب کتاب نہ جاننے کے سبب میں اب تک اپنے تجارتی نقص کا قائل ہوں۔ اور حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی اگر محض میرے انتظام کے ماتحت ہوتی تو گزشتہ اعلان کے بموجب ایک شخص کو بھی اس کمپنی میں شریک ہونے کی رغبت نہ دلاتا، لیکن چونکہ اس کا انتظام ایک ایسے لائق اور دیانت دار اور تجربہ کار شخص کے ہاتھ میں ہے جسکو میں ہر لحاظ سے اس کام کے لئے موزوں سمجھتا ہوں اسواسطے مجھے پورا یقین ہے کہ انشاء اللہ یہ کمپنی کامیاب ہوگی اور میں بلا تأمل و بلا پس و پیش ہر شخص کو صلاح دے سکتا ہوں کہ وہ کمپنی مذکور میں شریک ہو جائے۔ مگر ضابطہ اور قانون کی بموجب میں ہر شخص کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ میری یا کسی اور کی تحریک و ترغیب کی بناء پر نہیں بلکہ کمپنی کے منسلکہ پراسپکٹس وغیرہ کاغذات کو اچھی طرح غور کر کے پڑھے اور اسکے بعد حصے خریدے۔

جو لوگ قانونی عبارتوں کو سمجھ نہیں سکتے اور اپنے اطمینان کے لئے عام فہم اور آسان طریقہ سے کمپنی کی حقیقت معلوم کرنی چاہتے ہیں انکے لئے مجھے یہ لکھنا ضروری ہے کہ یہ کمپنی مسلمانوں کے فائدہ کے لئے اور اردو زبان اور مشرقی لٹریچر کے فروغ کے لئے اور مسلمانوں کو مشترکہ تجارت سے نفع حاصل کرنے کی نیت سے جاری کی گئی ہے، اور چونکہ اسمیں ایسا کاروبار ہوگا جس کو میں اچھی طرح جانتا ہوں اس لئے مجھے اسکے فائدہ مند ہونے کا یقین ہے۔ اور چونکہ اس کمپنی میں ایسا کوئی کاروبار پیش نظر نہیں ہے جو منتظم عملہ کے تجربہ اور سمجھ اور قابو سے باہر ہو اس لئے اس کاروبار میں مجھ کو نقصان کا کوئی پہلو بھی نظر نہیں آتا۔ مثلاً بعض کمپنیاں ولایت کی مشینیں منگاتی ہیں اور ان کو چلانے کا طریقہ نہ جاننے کے سبب غیروں کی محتاج رہتی ہیں اس لئے بعض اوقات ان کو نقصان ہو جاتا ہے مگر اس کمپنی میں ایسا کوئی کام نہیں ہوگا جسپر کام کرنے والوں کو خود قابو حاصل نہ ہو اور وہ خود اسکا تجربہ نہ رکھتے ہوں۔

کمپنیوں کے کام میں سب سے بڑی چیز نیت ہوتی ہے۔ اگر کمپنی چلانے والوں کی نیت اچھی ہو تو ہمیشہ کامیابی ہوتی ہے اور خدا کے فضل سے حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی کے چلانے والے سب کے سب نیک نیت ہیں اور یہی وجہ ہے کہ میں نے اور میرے بیوی بچوں نے معقول رقم کے حصے خرید لئے۔ اگرچہ میرے مریدوں اور دوستوں میں بکثرت ایسے اشخاص موجود ہیں کہ ان میں سے ایک ہی شخص دو لاکھ کے حصے خرید کر مقررہ سرمایہ مہیا کر دیتا مگر میں یہ بات نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں نے تو اس کمپنی کے جاری کرنے کی اس لئے تائید کی ہے کہ ہر مسلمان کو اس تجارت سے فائدہ ہو اور وہ مشترکہ تجارت سے واقفیت حاصل کرے، اور سب سے بڑی بات یہ کہ اسکو آمدنی سے خرچ کم کر کے کچھ بچت کرنے کی عادت ہو اور وہ جب ہی ہوگی کہ اس قسم کی معتبر مشترکہ تجارتی کمپنیوں میں حصے خریدے جائیں تاکہ قسط ادا کرنے کی فکر سے مسلمانوں کو کفایت شعاری کا خیال پیدا ہو اور ان کی موجودہ عام مفلسی دور ہو جائے۔

مجھ سے بہت لوگ دریافت کرتے ہیں کہ اس کمپنی میں فیصدی کتنا نفع ہوگا۔ اُن کو معلوم ہونا چاہئے کہ کتابوں کی تجارت میں مجھ کو بعض اوقات ۵۰ فیصدی نفع بھی ہوا ہے، اور بعض اوقات ۴۰ فیصدی۔ اور بعض اوقات ۲۵ فیصدی اور بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ کتاب مقبول نہ ہوئی اور اسکی بکری کم ہوئی تو نفع بہت ہی کم ہوا۔ بلکہ بعض کتابوں کو نقصان کے ساتھ فروخت کرنا پڑا۔ مگر نفع نقصان تو ہر تجارت میں ہوا کرتا ہے۔

اس لئے میں نفع کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں کر سکتا۔ البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ کتابوں کی تجارت میں عام طور سے اوسطاً پچیس ۲۵ فیصدی نفع کی ہوا کرتی ہے اور امید ہے کہ اس کمپنی میں بھی اتنا یا اس سے کم و بیش نفع ہوگا۔ اور چونکہ کمپنی کے چلانے والے تجربہ کار ہیں اس لئے وہ پوری احتیاط اسمیں کرینگے کہ کوئی ایسی کتاب شائع نہ کریں جسکے نہ بکنے کا اندیشہ ہو۔ قصہ مختصر ذاتی طور پر مجھے اس کمپنی میں نقصان کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا اور فائدہ کے بہت سے پہلو نظر آتے ہیں اور میں پورے اعتماد کے ساتھ اپنے مریدوں اور دوستوں اور عام مسلمانوں کو صلاح دے سکتا ہوں کہ وہ اس کمپنی کے حصے خرید لیں۔ مگر اسکے ساتھ ہی پھر تاکید کرتا ہوں کہ محض میری اس تحریر پر نہ رہیں بلکہ کمپنی کے قواعد اور پراسپکٹس کو جو اس خط کے ساتھ منسلک ہیں پہلے اچھی طرح غور کر کے پڑھیں اور نفع نقصان کے سب پہلوؤں کو سوچ لیں اسکے بعد حصے خریدیں۔

تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ اکثر لوگ کمپنی کے حصے محض اس وجہ سے نہیں خریدتے کہ وہ زیادہ مالیت کے حصے نہیں خرید سکتے یا نہیں خریدنا چاہتے اور کم مالیت کے حصوں کے لئے درخواست کرنے میں ان کو شرم آتی ہے۔ ایسے لوگوں سے میں کہتا ہوں کہ انکو شرم ہرگز نہیں کرنی چاہئے اگر وہ صرف دس روپئے کا ایک حصہ خریدنا چاہتے ہیں تو ان کو بلا تأمل دس روپئے کے ایک حصہ کے لئے درخواست بھیج دینی چاہئے۔ اور اس انتظار میں نہیں رہنا چاہئے کہ جب زیادہ رقم اُن کے پاس آئے گی اس وقت وہ حصے خرید لیں گے۔ کیونکہ مزید رقم جمع ہونے پر وہ اور حصے خرید سکتے ہیں۔

حسن نظامی

فارم درخواست خریداری حصص سرمایہ

دی حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی

نمبر درخواست ________ تاریخ وصول ________ تاریخ منظوری ________ نمبر حصہ داری ________

نوٹ :۔ سو روپے والے حصے سب فروخت ہوچکے ہیں اُنکے لئے درخواست نہ کیجئے

نوٹ :۔ اس لکیر کے اوپر آپ کچھ نہ لکھئے

بخدمت جناب ڈائرکٹر صاحبان

دی حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی

جناب عالی

مبلغ ________ روپئے بابت زر پیشگی ہمراہ درخواست بحساب مبلغ پانچ روپیہ فی حصہ بذریعہ ________
(تعداد زر پیشگی لفظوں میں) (یعنی نقد، منی آرڈر، چک یا ہنڈی وغیرہ)

ارسال خدمت ہیں براہ کرم موسومہ بالا کمپنی کے حصص سرمایہ میں سے مبلغ ________ روپئے کے ________ حصے حسب تفصیل ذیل :۔
(تعداد کل مالیت حصص مطلوبہ لفظوں میں) (تعداد کل حصص مطلوبہ لفظوں میں)

حصص قسم الف یعنی دس روپئے والے حصے تعدادی ________ (تعداد حصص لفظوں میں)

حصص قسم ب یعنی بیس روپئے والے حصے تعدادی ________ (" " ")

حصص قسم ج یعنی پچاس روپئے والے حصے تعدادی ________ (" " ")

کمپنی مذکور کے منسلکہ پراسپکٹس کے بموجب مجھ کو / ہمکو دیدیں اور حصص مذکور کی بابت میرا / ہمارا نام حصہ داران کمپنی کے رجسٹر میں درج فرمالیں حصص مذکورہ بالا یا اُن میں سے جتنے آپ میرے / ہمارے نامزد کرینگے ۔ اُن کو میں / ہم منظور کرونگا / کرونگی / کرلیں گے ۔ فقط

پورا نام معہ ولدیت ________________________

پیشہ ۔ عہدہ ۔ القاب و خطابات وغیرہ ________________________

پورا پتہ ________________________

دستخط ________________ تاریخ ________________

ضروری نوٹ :۔ نام اور پتہ مفصل اور خوشخط لکھئے ، درخواست کی خانہ پری احتیاط سے کیجئے ۔ جو الفاظ مضمون درخواست میں مکرر چھپے ہوئے ہیں اُن میں سے جن کی ضرورت نہ ہو اُن کو قلم زد کردیجئے مثلاً میں لکھنا ہو تو ہمکو اور ہم لکھنا ہو تو میں کو کاٹ دیجئے ۔ حصوں کی تعداد اور مالیت پہلے لفظوں میں لکھ کر اُسکے اوپر ہندسے بنا دیجئے ۔ پانچ روپیہ فی حصہ ہر درخواست کیساتھ پیشگی ضرور بھیجئے ۔ اور چک کے ذریعہ سے ادائگی کرنی ہو تو چک کو کراس کردیجئے

اس جگہ سے کاٹ کر اور تہ کر کے پھاڑ لیجئے اور لفافہ میں رکھ کر دفتر حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی کو بھیج دیجئے

چند سوالوں کے جواب

اس کمپنی کے معاملات کی نسبت عام طور پر حسب ذیل سوالات دفتر سے دریافت کئے جاتے ہیں اس لئے سوالات مذکور معہ اُنکے جوابات کے یہاں درج کئے جاتے ہیں تاکہ ان سوالات کے متعلق کسی صاحب کو خط و کتابت کی زحمت نہ اُٹھانی پڑے۔

سوال۔ جن حصوں کی قیمت باقساط ادا ہوتی ہے اُن کی قیمت کسی وقت یکمشت بھی ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟۔

جواب۔ ہر وقت ادا کیجا سکتی ہے اور ادا شدہ رقم پر حصہ رسدی منافع بھی مل سکتا ہے۔

سوال۔ ایک شخص ایک مرتبہ حصے خرید کر دوبارہ بھی خرید سکتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ جب تک کہ کل حصے فروخت نہیں ہو جاتے ہر شخص جس قدر مرتبہ چاہے حصے خرید سکتا ہے۔

سوال۔ کوئی حصہ دار اپنے حصوں کی رقم کمپنی سے واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ کوئی لمیٹڈ کمپنی اپنے حصوں کی قیمت دیکر واپس نہیں لے سکتی۔ لیکن دوسری جائداد کی طرح لمیٹڈ کمپنیوں کے حصے بازاری قیمت پر دوسروں کے ہاتھ فروخت کئے جاسکتے ہیں۔

سوال۔ منافع کب اور کیونکر تقسیم ہوا کریگا اور کتنا نفع ملے گا؟

جواب۔ نفع نقصان کا حساب سالانہ ہوا کرے گا اور نفع ہونے کی صورت میں حسب تجویز ڈائرکٹران کمپنی قابل تقسیم نفع حصہ داران کمپنی کو اُن کی اداکردہ رقومات پر حصہ رسدی نقد ادا کیا جائے گا۔ نفع کی تعداد کا اسوقت کوئی تعین نہیں کیا جاسکتا۔

سوال۔ کیا کئی اشخاص ملکر اپنے مشترکہ ناموں سے کمپنی کے حصے خرید سکتے ہیں؟

جواب۔ خرید سکتے ہیں۔ مگر درخواست پر سب کو دستخط کرنے چاہئیں۔

سوال۔ کیا نابالغوں کے نام سے بھی حصے خریدے جاسکتے ہیں؟

جواب۔ خریدے جاسکتے ہیں بشرطیکہ درخواست اُنکے ولی کی طرف سے ہو۔

سوال۔ زرنامزدگی ارسال درخواست سے کتنے عرصہ کے بعد ادا کرنا ہوگا؟

جواب۔ اندازاً ایک مہینہ کے بعد۔

سوال۔ کیا حصوں کی قیمت بصورت مال ادا کیجا سکتی ہے؟

جواب۔ باہمی معاہدہ ہونے کی صورت میں ادا کی جاسکتی ہے۔

اگر مندرجہ بالا سوالات کے متعلق یا اُنکے علاوہ کوئی اور امر دریافت طلب ہو تو اُس سے مطلع فرمائیں۔

احسان الحق
مینجنگ ڈائرکٹر

شرائط ایجنسی فروخت حصص

جو صاحبان شرائط ذیل پر حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ کے حصے فروخت کرنے کے لئے کمپنی کے ایجنٹ بننا چاہیں وہ کمپنی سے باضابطہ اجازت نامہ حاصل کر کے ایجنٹ بن سکتے ہیں جو لوگ لمیٹڈ کمپنیوں کے حصے فروخت کرنے کی قابلیت اور تجربہ رکھتے ہیں اور پوری محنت و کوشش سے کام کرسکتے ہیں وہ سو روپئے ماہوار اس کام کے ذریعہ سے آسانی سے پیدا کرسکتے ہیں۔

۱۔ کسی ایجنٹ کو کمپنی کے نام سے براہ راست کسی سے بد قیمت حصص یا کمیشن کوئی رقم وصول کرنے کا حق نہیں ہوگا بلکہ تمام رقومات خریداران حصص سے کمپنی کو بھجوائی جائینگی، اور کمیشن کمپنی سے وصول کی جائے گی۔

۲۔ کمیشن صرف اُن حصوں پر دی جائے گی جن کی نامزدگی ڈائرکٹران کمپنی منظور کرلینگے اور جن کا زرنامزدگی اندرون میعاد دفتر کو وصول ہو جائے گا۔

۳۔ ایجنٹوں کو ہر ایک درخواست خریداری حصص پر جو اُن کے ذریعہ سے موصول ہوگی اپنے دستخط کرنے ہونگے اور دستخط کا نمونہ پہلے کمپنی کو بھیجا ہوگا۔

۴۔ کمیشن کا حساب ماہوار ہوگا اور روانگی کمیشن کے لئے ماہانہ مالیت حصص صرف اُن حصوں کی مالیت قرار دیجائیگی جن کا زرنامزدگی اُس مہینہ میں اندرون میعاد وصول ہوگا۔

۵۔ شرح کمیشن اصلی مالیت حصص پر ۵ فی صدی ہوگی یعنی مثلاً اگر پچاس روپے کا ایک حصہ فروخت ہوگا تو کمیشن ۲۸ ملے گی بشرطیکہ حصہ مذکور کی بابت پانچ روپے بابت زر پیشگی اور پانچ روپے بابت زر منظوری اندرون میعاد وصول ہو جائیں۔

احسان الحق
مینجنگ ڈائرکٹر

عام فہم سُرخ جیبی کتابوں کا سلسلہ

حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی کی طرف سے عام فہم سُرخ جیبی کتابوں کی تالیف و اشاعت کا ایک ایسا قابل قدر سلسلہ شروع کیا گیا ہے جو اُردو لٹریچر کی ترقی اور اُردو خوانوں کی توسیع معلومات کے لئے نہایت ہی مفید اور بیش قیمت ثابت ہوگا اور مکمل ہونے پر اُردو کی ایک بہترین عام فہم انسائیکلوپیڈیا کا کام دے گا۔

اس زمانہ میں جبکہ لاکھوں کتابیں چھپی ہوئی موجود ہیں اور ہزاروں چھپ رہی ہیں اور معاشی اور کاروباری مصروفیتیں اسقدر بڑھ گئی ہیں کہ لوگ مطالعہ کتب کے لئے کافی وقت نہیں دے سکتے اور نہ سب ضروری کتابوں کے خریدنے کی استطاعت رکھتے ہیں حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ اُردو میں سستی اور عام فہم کتابوں کا ایک ایسا سلسلہ شروع کیا جائے کہ لوگ کم از کم وقت اور کم از کم دام خرچ کرکے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کرسکیں جن کا حاصل کرنا آجکل متمدن زندگی کے لوازمات میں سے سمجھا جاتا ہے اور جن کے بغیر آجکل ابتدائی تعلیم کو بھی مکمل نہیں کہا جاسکتا۔

عام فہم سُرخ جیبی سلسلہ کی تقریبًا دو ہزار کتابیں شائع ہوں گی اور ہر ایک کتاب کی تالیف میں اس اصول کو ملحوظ رکھا جائے گا کہ موضوع کتاب کے متعلق جن باتوں کا جاننا ضروری ہے وہ تمام باتیں نہایت اختصار کے ساتھ ایسے عام فہم اور دلچسپ پیرایہ میں بیان کردی جائیں کہ معمولی اُردو جاننے والے لوگ بھی ان کو دلچسپی سے پڑھ لیں اور آسانی سے سمجھ لیں اور جو لوگ بڑی کتابوں کے مطالعہ کے لئے وقت نہیں نکال سکتے وہ اس سلسلہ کی کتابوں کو ہر وقت اپنی جیب میں رکھ سکیں تاکہ جب کبھی ان کو تھوڑی بہت فرصت ملے وہ بیٹھ کر لیٹ کر یا راستہ چلتے ہوئے اُن کتابوں کو آسانی سے پڑھ سکیں۔

عام فہم جیبی کتابوں کی اشاعت میں علوم و فنون کی ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا جائیگا یعنی یہ نہیں ہوگا کہ جب تک کسی ایک علم یا فن کے متعلق تمام ضروری کتابیں شائع نہ ہو جائیں اُسوقت تک دوسرے علوم و فنون پر کتابیں شائع نہ کیجائیں بلکہ جس علم و فن کے متعلق بھی کوئی اچھی کتاب ہمکو شائع کرنے کے لئے مل جائے گی اور جسکی اشاعت ہمارے مقاصد کے لحاظ سے مناسب اور مفید ہوگی وہی کتاب پہلے شائع کردیجائے گی تاکہ اس سلسلہ کی اشاعت سے تمام اُردو خواں صاحب یکساں مستفید ہوسکیں اور ایک ہی قسم کی کتابوں کے مطالعہ سے لوگوں کا جی نہ گھبرائے۔

عام فہم سُرخ جیبی کتابوں کے سلسلہ میں مذہبی کتابیں بھی ہوں گی اور اخلاقی لٹریری، تاریخی، کاروباری اور علمی کتابیں بھی، مذہبی کتابوں کے سلسلہ میں عقائد و اعمال کے ہر ایک شعبہ پر ایک ایک کتاب علیحدہ ہوگی۔ مثلًا ایک کتاب توحید پر، ایک رسالت پر، ایک نماز پر، ایک روزہ پر وعلیٰ ہذا القیاس، اسی طرح لٹریری کتابوں کے سلسلہ میں اُردو کے تمام شعراء و مصنفین کے متعلق ایک ایک مستقل کتاب ہوگی، غرض یہ کہ ہر علم و فن کے متعلق اُسکے تمام ضروری شعبوں پر مستقل کتابیں شائع کیجائینگی اور ہر ایک کتاب کے مطالعہ سے اُس شعبۂ علم و فن کے متعلق تمام ضروری معلومات حاصل ہوسکیں گی۔

عام فہم سُرخ جیبی کتابیں ہر ایک علم و فن کے ماہر سے لکھوائی جائیں گی تاکہ وہ اپنی مہارت فن کی امداد سے اُس فن کی تمام ضروری معلومات کو یکجا کرسکیں اور اپنی کتاب کے پڑھنے والوں کو دوسری کتابوں کے مطالعہ سے بڑی حد تک مستغنی کردیں، الغرض اس سلسلہ کی کتابوں کو بہمہ وجوہ مکمل کرنے اور مفید سے مفید بنانے کی کوشش کی جائے گی، اور انشاءاللہ حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ کا یہ کارنامہ اُردو لٹریچر کی تاریخ میں ایک قابل فخر کارنامہ سمجھا جائے گا۔

عام فہم سُرخ جیبی کتابوں کی تقطیع $\frac{22 \times 29}{32}$ رہے گی یعنی اتنی چھوٹی کہ آسانی سے واسکٹ کی جیب میں آجائے اور ضخامت ہر ایک کتاب کی کم از کم ۶۴ اور زیادہ سے زیادہ ۸۰ صفحے کی ہوگی۔ قیمت ہر ایک کتاب کی خواہ ۶۴ صفحے کی ہو یا ۸۰ صفحے کی علاوہ محصول ڈاک چار آنے ہوگی۔ اور مستقل خریداران و حصہ داران کمپنی کے لئے صرف تین آنے۔

دو کتابیں

شادی سے پہلے اور شادی کے بعد

عام فہم سُرخ جیبی کتابوں کے سلسلہ کی پہلی کتاب جس کا نام شادی سے پہلے ہے چھپ رہی ہے۔ پندرہ ۲۰ دن میں تیار ہوجائے گی، اور دوسری کتاب جس کا نام شادی کے بعد ہے عنقریب تیار ہونے والی ہے۔ یہ کتابیں اُن نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے لکھی گئی ہیں جن پر خاوند یا بیوی بننے کی ذمہ داری عائد ہونے والی ہے اور جو یہ چاہتے ہیں کہ شادی ہونے کے بعد وہ سکون و اطمینان اور راحت و آسائش کی زندگی بسر کرسکیں۔ ملک میں آجکل ایسی شادیوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی جارہی ہے جن کا انجام کسی نہ کسی لحاظ سے دردناک اور تباہ کن ہوتا ہے اور اب شادی کا نام بجائے خانہ آبادی کے خانہ بربادی زیادہ موزوں ہوتا چلا ہے۔

ان دونوں کتابوں کی تالیف کا مقصد یہ ہے کہ ہر بیوی کو ایسی اچھی بیوی اور ہر خاوند کو ایسا اچھا خاوند بنا دیا جائے کہ کوئی شادی خانہ بربادی کی مصداق نہ ہونے پائے اور شوہروں اور بیویوں کو وہ تمام باتیں معلوم ہوجائیں جو انہیں شادی کے پہلے معلوم ہوجانی چاہئیں۔

تمام نوجوان مردوں اور عورتوں کو جن کی شادی ہونے والی ہے یا ہوچکی ہے یہ دونوں کتابیں ضرور پڑھنی چاہئیں۔ صرف ۸ آنے کے خرچ میں ان کو شادی کی زندگی کے متعلق ایسی قیمتی معلومات حاصل ہوجائیں گی جو بڑی بڑی قیمتی کتابیں پڑھنے کے بعد بھی ان کو اتنی آسانی سے حاصل نہیں ہوسکتیں۔

ملنے کا پتہ

منیجر تجارتی کتبخانہ حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ، دہلی

مصنّفوں کی ضرورت ہے

حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ کو ایسے مصنّفوں، مولفوں اور مترجموں کی ضرورت ہے جو عام فہم شرح جیسی کتابوں کے سلسلہ کو مکمل کرنے کے لئے سلیس اور عام فہم اردو میں ایسی مفید کتابیں لکھ سکیں جو باوجود مختصر ہونے کے نہایت پُر از معلومات اور دلچسپ ہوں، اور جن کو وہ ایک ماہر فن کی حیثیت سے تحریر کر سکیں جب پسند کتابیں لکھنے پر معاوضہ معقول دیا جائے گا۔

مصوّر کی ضرورت ہے

حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ کو ایک ایسے مصوّر اور نقاش کی ضرورت ہے جو ہر قسم کی تصویریں، کارٹون، بیل بوٹے اور ڈزائن وغیرہ نہایت اعلیٰ درجے کے بنا سکیں اور خیالات اور واقعات کو تصویروں کے ذریعہ سے دکھا سکیں۔ ماہرین فن کو تنخواہ معقول دی جائے گی

ناامید مت ہو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت یعنی کامیابی سے ناامید نہ ہو، حکماء کا قول ہے کہ ناامیدی تباہی کا پیش خیمہ ہے
کوئی مشکل ایسی نہیں ہے جو آسان نہ ہو سکتی ہو۔ کوئی ناکامی ایسی نہیں ہے جس کی تہ میں کامیابی پوشیدہ نہ ہو۔

ہمت حوصلہ اور استقلال سے کام لو

اور ہزار مرتبہ ناکام ہونے کے بعد بھی کامیابی کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑو

تم کامیاب ہوگے اور ضرور کامیاب ہوگے

شیخ احسان الحق منیجنگ ڈائرکٹر حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی پرنٹر و پبلشر نے مرزا محبوب بیگ کے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا۔